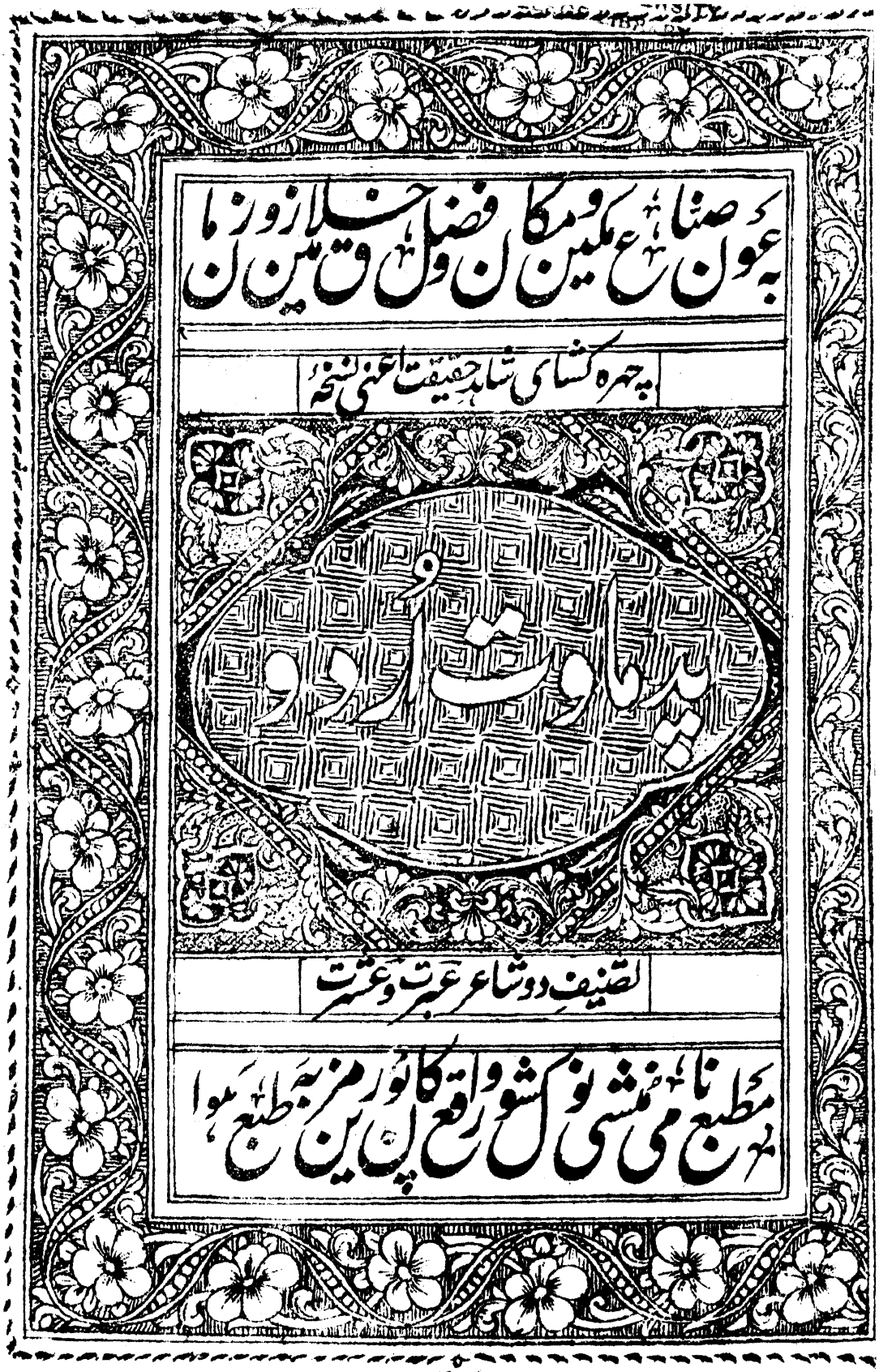
BROWN BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222723
UNIVERSAL
LIBRARY

HATHITRUST DIGITIZED BY GOOGLE



اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک سائق کو ہنگام طلب چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معاینہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے نمٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اونمین بعض کتب قصہ جات نظم و نثر اردو و فارسی وغیرہ درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اوس کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب فسانۂ نظم اُردو

الف لیلہ منظوم - چار جلد تصنیف مختلف۔
۱- جلد- بنظم دلکش مرزا صغر علیخان نسیم دہلوی سخنور نامی۔
۲- جلد- نتیجۂ طبع شاعر خوش فکر منشی طوطا رام شایان۔
۳- جلد- ۔۔۔ منہ
۴- جلد- از منشی شادی لال شاگرد مرزا نسیم دہلوی۔
مجموعۂ قصص - مشمولہ پانچ قصۂ مؤلف مختلف۔
۱- قصۂ سوداگر بچہ- ۲- قصۂ ماہی گیر- ۳- قصۂ حجمہ
۴- قصۂ منصور- ۵- قصۂ شاہ روم- اور ہر ایک قصہ علیحدہ علیحدہ بھی ہے۔
سنگاسن بتیسی - منظوم از منشی رنگین لال۔
گلزار ابراہیم - ابراہیم ادہم کا سچا فسانہ مؤلفہ حسن تخلص
چشمۂ شیرین - فرہاد و شیرین کا قصہ۔
مخبر ہمت - تصنیف منشی جے گوپال ثاقب تخلص۔
ایجاد رنگین - مختصر مختصر حکایات مصنفۂ سعادت یار خان رنگین دہلوی۔
مجموعۂ - چوہے نامہ و بلی نامہ و افیونی نامہ۔
جوگن نامہ - مصنفۂ میان باطن اکبرآبادی۔
قصۂ مقتول جفا - معروف باسم تاریخ لفہ حافظ محمد امیر الدین صاحب۔
پدماوت بھاکا - مثنے باحل بلانا ملک محمد جایسی۔
مجموعۂ - قصۂ قاضی جونپور - و قصۂ بندر - و قصۂ خفاظت شیطان و قصہ چار لڑکون کا - دل لگی کا قصہ عقل و حمق کا مقابلہ مؤلفہ مولوی الطاف احمد۔
مثنوی گلزار ابراہیم - قصہ گل بکاؤلی منظوم از دیا شنکر نسیم لکھنوی۔
فسانۂ عجائب منظوم - مؤلفۂ منشی بھولا ناتھ فراغ تخلص۔
نلدمن - راجہ نل اور دمن کا فسانہ منظوم۔
ہدیۂ انصار - از مولوی ممتاز علی سنبھلی۔
مثنوی میر حسن۔
یوسف زلیخا - اُردو منظوم تصنیف فگار۔
شیرین خسرو - باتصویر مصنفۂ منشی گوبند پرشاد تخلص فضا۔
بنجارہ نامہ - مصنفۂ میان نظیر اکبرآبادی۔
لیلی مجنون - تصنیف میر تقی ہوس۔
بہار دانش - منظوم تصنیف طپش۔
مجموعۂ قصۂ سپاہی زادہ - باتصویر بارہ قصہ
۱- قصہ سپاہی زادہ - ۲- قصہ چار باغ رنگین - ۳- قصہ محمود شاہ - ۴- قصہ سوداگر بچہ - ۵- عاشق کا جنازہ - ۶- قاصد نامہ - ۷- ہنس نامہ - ۸- تندرستی نامہ - ۹- دُکھ سُکھ نامہ - ۱۰- دولت نامہ - ۱۱- بھوچال نامہ - ۱۲- رنگین نامہ
شاہنامۂ اُردو - منظوم تصنیف منشی مولچند۔
طلسم شایان - یعنے داستان امیر حمزہ منظوم مصنفۂ منشی طوطا رام شایان۔
قصۂ شاہ روم۔
نالۂ منظور منظوم - مؤلفہ سید منظور احمد۔
مثنوی ابر کرم۔

بعون صناع مکین و مکان فضل و خلاق مین زمان

چہرہ کشای شاہد حقیقت یعنی نسخہ

بدیع اللغات اردو

تصنیف دو شاعر عبرت و عشرت

مطبع نامی منشی نول کشور واقع کانپور مین بہ طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ کتاب حمد و سپاس بیقیاس کا بنام خاص دس ناظم دیوان ایجاد و تکوین کے سزاوار ہے کہ قلم صنائع نگار بدایع طراز قدرت کاملہ صانع بالغہ
جسکی سے بند مسدس شش جہت عالم کا اور صفحہ ظہور کے کس کس رنگینی سے نمودار ہے سبحان اللہ ہر فرد انسان کے تین ارکان باہمی عناصر مرکب کے
مطلع الانوار اپنا کیا اور خلعت اشرف مخلوقات کا اوپر قامت یک مشت خاک کے مقطع مخزن اسرار حقیقت کا بنایا اور درود نامحدود اوپر
نام مقدس و مطہر منور بادشاہ کون و مکان خلیفۃ الرحمان سید بشر و عالم یعنی احمد مجتبی محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ براعت استہلال
فتحنا لولاک لما خلقت الافلاک کی واسطے ذات پاک و الاصفات واجب التعظیم والتکریم اونکی کے ہے اور تحفہ سلام اور صلوۃ کا اوپر آل اطہار
و اصحاب کبار کہ دوستی اور محبت اونکی معنی حدیث کشفنہ نجوم اصحابی کالنجوم کے مانند خورشید جہانتاب کے افق دلہائے محبون سے ساطع و لامع
ہے ہو جیو بعد اسکے سبب تالیف اور موجب تصنیف نسخہ پدیا موت کا اور پر فصیحان محفل سخندانی اور بلیغان شیرین ترم معانی کے مخفی نرہے
کہ بندہ بیمحدان علم سخن سنجی اور سرگردان سراسیمہ بیخی غاکسار بیمقدار سید غلام علی مشہدی متخلص بہ عشرت ساکن بریلی بامید خوانان
دلستان لطف مرزا علی صاحب سلمہ اللہ تعالے کہ ذات بابرکات اونکی ذوقیاب شعر و شاعری کے کلام کرامت نظام مرزا رفیع السودا مرحوم
مغفور سے ہے بلکہ شاگرد رشید اونکے ہین چند روز سے سن بارہ سو گیارہ مین درمیان شہر امیور کے کہ نام خاص اوس شہر بلند اور بلدہ
ارجمند کا مصطفے آباد ہے بجہت الفت بعضے یاران نکتہ پرداز اور محرم رازان کے دارد تھا بلکہ بیچ سر کار فیض آثار گوہر درج فتوت اختر
سپہر مروت شوکت و شہامت پناہ حشمت و جلالت دستگاہ خانصاحب مشفق فیضرسان مظہر کرم و الاحسان محمد عثمان خان و
احمد خان صاحب سلمہا الرحمن کہ خاندان عالیشان نواب معلی القاب فیض اللہ خان مرحوم مغفور کے سوائے رشتہ خواہرزادگی کی نسبت فرزندی
کی بھی کہتے ہین سرشتہ روزگار کہ ہر دنیا دار کے تئین جستجو اوسکی ضرور ہے اور ایک پا شندہ اسن ما نزار کا لیل و نہار بفکر روزگار یکا پوین مجبور ہے
رکھتا نہا اور اونکی بھی جیسے کہ سرداران عالیشان کو چاہیے شعر فہمی و معنی رسی جود و سخا و حلم و حیا اور قدردانی صاحب فن
اہل شعر و غریب الوطن کی تھی چنانچہ بمقتضائے اشفاق بسیار و اخلاق بشمار اپنے کے خلق و کرم مین شہرہ آفاق ہین میری تئین بھی بیچ
انسان محفل مودت اور جلیسان بزم رفاقت کی جای استقامت کی دی ہے اور اونکی بندگی مین تہا اور واسطے خط بلیغ اونکی کے غزلیات
تازہ کہتا اور علاوہ سب دوستان اسن نرم موافقت اور محبان جلیس محفل مودت کے رابطہ الفت کا بیچ خدمت فیضدرجت مولوی صاحب مشفق

فیضرسان مظہر کرم واحسان مولوی قدرت اللہ صاحب کے زیادہ رکتا تھا اور اکثر بیچ خدمت شریف اوس مطلع تجلیات ایزد
بیہمال ودرسند نشین فضل وکمال دینی ودنیوی کے کہ انکو بھی ذوق شعروشاعری سے کمال ہے بلکہ تخلص بھی اپنا شوق فرماتے ہین جا
ہوتا اور خاص بعد نماز جمعہ متبرکہ کے اونکے مکان جنت نشان پر مشاعرہ مین داخل ہوکر گلہای غزلیات تازہ وشعرہای بلند آوازہ سے شہر
دامن گوش ہوش اہل کو تبہار اور خذف پارہ ہای فکر ناقص اپنے کو بھی مقابل جواہر زواہر دون جوہریان بازار سخندانی کے کرتا تھا کہ ایک مجلس مشاعری
مین کہ شعرای کمین مہین بصد آئین رنگین مشغول غزلخوانی کیے تھے اور سامعین صغیر وکبیر سراپا گوش مصروف دریافت مضامین معانی کے ہر ایک جوہری سخن
درج دہن اپنے سے گوہر آبدار دلکو شاہوار مضامین مہملک سلک اپنی کو ظاہر کرتا اور اوس سے گوش معانی نیوش اہل سماعت کے تہیۂ رغرر صنایع بدایع
لفظی ومعنوی سے تہار القصہ اوس بعد غزلخوانی کے مولویصاحب فیضرسان سلمہ الرحمن بکمال اشفاق مشفقانہ وبسیار اخلاق وستادانہ طرف اس عبد کے
کہ شاگردی اونکے تلمیذان کراست بیان کی فخر اپنا جانتا ہے متوجہ ہوکر فرمانے لگے کہ ایک فرمایش ہماری ہے اگر تم خوشی خاطر ہماری کو تکلیف
اپنے پر مقدم رکھکر اقبال اوسکا کرو تو عین سلوک واحسان ہے مینے عرض کیا کہ ہرچند یہ بیمقدار اس لایق تو نہین کہ کچھ کام آیکا اوسپر موقوف ہو
لیکن فرمایئے کہ فدوی فرمایش عالی موجب سعادت دارین جانکر بجان ودل مصروف ہوتا ہے مولویصاحب موصوف نے طوطی زبان شکرفشان کو بیچ
گلستان بیان کے یون مترنم کیا اور شاہد مافی الضمیر محبت پذیر اپنے کو حجلہ سینہ مہر گنجینہ سے نکالکر باصد زیور تقریر فصاحت آمیز وبا ہزاران
لباس تحریر بلاغت انگیز اوپر تخت مرصع کلام عشق القیام کے اس طور پر جلوہ نمایش کا دیا ایک عزیز تمیز جوان رعنا یوسف مصر فصاحت و
بلاغت ماہ کنعان رزانت ومتانت بازیور علوم دینی آراستہ وبا لباس قابلیت وفنون دنیوی پیراستہ مخلبنہ گلستان سعانی رنگین چا آفرین
شکرستان لفظ ومعنی شیرین انجرج سیادت گوہر درج سعادت سید ضیاء الدین نام تخلص بعبرت متوطن شاہجہان آباد خوشباش قصبہ امپور ہمارے
آشنا تھے ازبسکہ علم تازہ اور طبع بلند آوازہ زود درس معانی فہم رکھتے تھے گاہ گاہ مشق شعر کی بھی فرماتے تھے اور علم طبابت مین بھی
گوی سبقت اردے تشخیص معالجہ بر جستہ کے میدان شناسی اطبای زمانی سے لیگئے تھے اور مریضان مایوس زندگی کو نسخہ حب لشفا اپنے سے
بخوبی تمام حالت اصلی پر لاتے چنانچہ وہ در یکتای بحر سیادت وآشنای دریای نجابت بیچ سلک رفقای نیکخواہان حوم کے ہمسلک ہوکر
ہر خلوت وجلوت مین انیس وجلیس رہتے بسکہ اوس خاندان والاشان کو بھی شوق شعرخوانی ومعنی رسی اور زباندانی کا زیادہ تہا یہ اکثر یہان
خاطر عاطر اونکے اشعار فارسی وہندی کے کہتے علے ہذا القیاس بفرمایش اوسکے خلاصہ دودمان حشمت واجلال اور مسند نشین چاربالش فضل وکمال کے
اوسنے بے قصہ اجد رتن سین اور پدماوت کا کہ زبان پوربی مین تصنیف مولانا ملک محمد جایسی علیہ الرحمۃ کا ہے زبان ریختہ
مین تصنیف کرنا شروع کیا اور بمقدور اپنے کوئی دقیقہ شعروشاعری کا فوت اور فروگذاشت نکیا القصہ چہارم حصہ اوس نصف غریب کا
نکات عجیب ولطیف ومضامین رنگین ودلفریب قلم معنی رقم اپنے سے یہانتک تحریر ومستطیر کیا کہ راجہ رتن سین مالک پتور کا شور انگیزی
عشق پدم اور شررریزی آتش محبت اوس صنم کی سے بموجب اس شعر کے + نہ تنہا عشق از دیدار خیزد + بسا کین دولت از گفتار خیزد + در آید جلوہ حسن در گوش + زجان آرام بر باید زدل ہوش + جوگی ہوا اور صبح عیش شام غریب سے مبدل کرکے شہر اپنے سے ساتہ
سولہ ہزار رفیق ہم پیالہ ہم نوالہ بعد قطع منازل بسیار وطے مراحل بیشمار وساطت اوسی طوطی شیرین مقال کیسے کہ موجب اس
خانہ پریشانی اور باعث حیرانی وسرگردانی کی تہی مدت لبعید عرصہ مدید مین بہرحال فتان وخیزان نواح شہر سنگلدیپ مین داخل ہوکر
ایک پرستشگاہ مین کہ قریب بلاغ پدم کے تہی ڈیرا کیا اور طوطی نے خبر راجہ رتن کی کہ جس جس رنج سے مع لشکر سولہ ہزار جوگی کے آیا تہا پدم کو

بہو بچانی اور گل گلستان بیانی کو طرف اوس بلبل شیدا بیوطن بطور معشوقونکے کہ عاشق کو اپنے حال سے خوش کرتے ہین رغبت جانے کی
دلوانی پس یہ حکایت نہایت کو پہونچی کہ میر ضیاء الدین عبرت کو مرض الموت ہوا اور ساتھہ حسرت و غم ناتمامی اس
داستان ندرت بیان کے دارالفنا سے دارالبقا کی قدم رنجہ فرمایا اب عرصہ سات آٹھہ برس کا گذرا کہ کوئی موزون طبع کچھہ کچھہ اپنے
جی مین سمجھکر واسطے تمام کرنے اس کلام دردالیتام و بہت انداز نہوا اور وہ حسب فرمایش زبدۂ خوانین روزگار یعنی نجوخان سپہ سالار بھی بیچ
کارزار فرنگیان آتشبار کے فاتحانہ اب غلام محمدخان پسر نواب فیض اللہ خان مرحوم مغفور مین کہ یہ جنگ سب پر اظہر من الشمس ہے بنام آوری
تمام کام آیا مہربان من اب استعداد و آرزو ہم مشتاقون کی یہ ہے کہ بسبب فکر تمہاری کے یہ قصہ عجیب و غریب یا قیماندہ بیچ سلک نظم آبدار
کی آوے تا انتظام کی پاوے اور ہر ایک مشتاق سیر اس گلستان مضامین اور معانی سے خط وافر اوٹھاوے نام تمہارا اور میر ضیاء الدین عبرت کا
اوپر صفحۂ روزگار کے یادگار خرد و کلان کا رہے اور روح پرفتوح اوس غریق بحر معرفت یعنی میر ضیاء الدین عبرت کی بھی بیوند ہوئے اس شاخ
کلام کے کہ ایکمدت سے بے سرانجام ثمرۂ نہال خرمی کا پاوے اور واسطے سرسبزی و شادابی شاخسار چمن تمہارے کے بیچ جناب
تخلبند گلستان جہان کے ہاتھہ دعا کا اوٹھاوے الغرض ترغیب دینے مولوی صاحب سے اور بھی کرمفرما میرے چنانچہ مشفق اشفق حافظ بدھن صاحب
متخلص بہ شیفتہ کہ سرامد شعرای ہندی و فارسی کے ہین اور خلف ارشد اونکے یعنی رقم حافظ شیخ الاسلام ادیم و آشنای بحر شریعت
و طریقت مولوی غلام جیلانی رفعت ہمت خان ہمت مرزا کرامت علی اکرم و عنبر شاہ رقم و معنی شگفتہ آشفتہ و یانندۂ راز خفی و
جلی شجاعت علی نسیم و کبیر خان تسلیم و سید رفیع الدرجات عالی مرتبت نور چشم ضیاء الدین عبرت اور کئی آشنا مجوز اسکے ہوے کہ نظم کرنا
قصۂ بانیماندہ کا عین صلاح ہے اور بانتظام اسکا تمہین سے خوب ہوگا خوشی خاطر یارونکو اور پیشگاہ روبار کے مقدم رکھیے اور اوس داستان
ناتمام کو پورا جلد کیجیے ای یاران محرم راز و ای مشفقان بندہ نواز مینے پاس خاطر عاطر مونوی قدرت اللہ صاحب شوق وغیرہ سے یہ قصہ
عجیب و غریب کا روشن بسیار و فکر بشمار عرصہ ایک و نیم ماہ مین ساتھہ اس جلدی کے کہ انصرام پاتا اس کلام کا محال تھا تمام کیا اور منظور خاص و
عام و جمہور انام کا ہوا اور مادۂ تاریخ اتمام یعنی خاتمہ کلام کا سوے الفاظ تصنیف و شاعر کے بہتر نیا بلکہ یہ تاریخ ایسی مناسب اور انسب
ہوئی کہ شعرای شہر و غیرہ صغیر و کبیر کو رشک یا اوسنے متفق ہوکے فرمایا کہ یہ مادہ تاریخ کا الہام غیبی ہے نظم یہ کیکر مثنوی مبنی جو کی غور

کوئی تاریخ اسکی کہیے خوش طور	کہا دل نے اسے دیکھیے جو شاعر	بلا شک جانے تصنیف دو شاعر	سن بارہ سو گیارہ ہے کم و کاست

برآوے اب تمہاری خدمت عالی مین یہ التماس ہے اگر بموجب اسکے کہ انسان مرکب خطا و نسیان ہے سہو خطا اس کلام دردالیتام
ہووے قلم عفو رقم لینے سے اصلاح واجبی فرماوے اور اگر ہمت بلند و طبع ارجمند تمہاری بمقتضاے نازک فہمی کے متقاضی اصلاح بخشی نہووے اور
خطا اس خرد کے خردہ گیر نہ ہوکر از راہ بزرگ منشی اپنی کے دامن عفو سے چھپاوے بیت بقدر وسع در اصلاح کوشند ✦ اگر اصلاح نتوانند پوشند ✦

ہر اک صورتیں کر وہ نیا جلوہ دکھاتا	بیان وحدت وجود اور حمد نامحدود رب المعبود کا		اگر یوسف کے لیلی کے عذر اکہانا ہے
بتاؤن عشق کی کیا اب مین نیرنگ	جو دیکھا مین سے اوسنے رنگ کے رنگ	زدریا موج گونا گون برآمد	زبیچونی نرنگ چون برآمد
گہے در کسوت لیلے فروشد	گہے بر صورت مجنون برآمد	ازین دریا بدین امواج سردم	ازیان گوہر مکنون برآمد
کیا بیرنگی سے جب رنگ پیدا	ہوا نور محمد تب ہویدا	ہوئی جب شکل احمد آشکارا	ہوا آپہی خود اپنے پر پیارا
ہر اک عالم کو گوناگون بنایا	وہ یہون چگون چون مین دو آیا	ہزارون شان مین ہوکر وہ گذرا	کبھی واعق بنا وہ گاہ عذرا

کبھی بن شکل بلبل کی وہ نالان
کبھی گل کو دیا چاک گریبان

کوئی معشوق کوئی عاشق بنایا
کوئی مطلوب کوئی طالب کہایا

کوئی ہے کشتہ تیغ ہجران
سراپا داغ جون سرو چراغان

کوئی ہے وصل سے جانان کے مسرور
کوئی درد جدائی سے ہے رنجور

زلیخا کیطرح کوئی ہے نالان
کوئی یوسف مثل قید بزندان

کسیکو جون زلیخا دے تباہی
کسیکو مثل یوسف دیوے شاہی

نہین مطلوب اور طالب سے کچھہ کام
نہین اس عشق سے پھر اور کام

کہاتا ہے خدا گنتا خدا وہ
سبھی مین ہے پہ ہے سب سے جدا وہ

اوسکی ساری یہ نیرنگیان ہین
کہین فرحت کہین دلتنگیان ہین

ہے ہر شکلون مین اوسکا ہی یہ مظہر
پران سب سے تو نہی ہے وہ باہر

وہ گاہی یار اور گاہے ہی اغیار
وہی سمجھے جو ہو دانائے اسرار

اوسی اک ذات کی ہین سیکڑون شان
ہی جنکا مظہر کامل یہ انسان

مگر اے طایر شوق آگے پرواز
نہین ہے خوب کچھہ افشائے این راز

یہ ہے اک بات پر اتنی نہ عبرت
ذرا سمجھہ بسم اللہ نکلے

بشکل مد بسم اللہ نکلے
نکلتی ہے صدا اللہ اکبر

برنگ ذرہ مہر درخشان
چراغ خانہ و بتخانہ روشن

نکلتی ہے کباب دل سے آواز
برنگ آینہ حیرت ہم آغوش

رگ گردن ہے دانا شکل زنجیر
مبصر کو تو فرق اوسمین نہین ہے

ہے مثل جوہر آئینہ پنہان
یہ ہے روشن چراغ اوسکے ہی گھر کا

لبالب درد ہر دل مین سمایا
کہ ہین بمثل اوسکے جملہ افعال

جلا دی شمع سان اس دل کا نانا
الا اے شعلہ عشق ستمگار

کہین غم شبستان وہ کہایا
کہین پروانہ ہو دلکو جلایا

کوئی شبنم صفت ہی تنگ فشان
کوئی ہر صبح مثل گل ہے خندان

کسیکے میتن سکہایا غمزہ و ناز
کسی دل پر در غم کر دیا بانہ

کوئی چندر بدن کیطرح رنجور
کوئی مہیارہ سان جیتا ہی در گور

کوئی مے جوانی کی ہی سرشار
کوئی ہے نشہ الفت سے غم خوار

کہین مثل پدم کملایا ہوگی
رتن نکر ہوا گاہے وہ جوگی

نہ کعبہ سے غرض طالب دیر
ہی مقصد اوسکو اپنے جلوہ کی سیر

خم و قد کی مروڑی ہین یہ چوٹی
کہ کوئی ہوشین ہی کوئی مدہوش

وہی ہی سب مین جتنا ہی خرد مل
اوسکے عشق کا ہی ہر طرف غل

ہی سکے پاس وہ در ہے ہی دور
ہی سب نگو نہین دیدا پنا ہی منظور

وہ کسکش شان مین ہو کر ہویدا
وہ آپ ہی اپنے اوپر ہو ہی شیدا

ہر اکجا مین ہی گو اوسکی جدا آن
دلے ہر آن مین ہی وہ کہا مان

یہ سب ظاہر ہین اوسکے عشق کی رنگ
پر اس جا گہ مین عقل و ہوش ہین تنگ

وہ بحر عشق کے طوفا نکین جسکو بنا ہے
حباب آسا اوسی دم مارتا شکل ہو جاتا ہے

کرے ہے آہ جبدم جان آگاہ
معا نکلے ہے اوسکے منہ سے اللہ

جہا نمین جو کوئی ہی ہو شین و فا
شکست شیشہ کی سمجھے ہے آواز

وہی دیر و حرم مین جلوہ گر ہی
کہ ہر اک سنگ مین جسکے سر ہے

وہی اول ہی اور آخر وہی ہے
وہی باطن ہی اور ظاہر وہی ہے

نیدانم کہ دل با دو گویا ست
صدائے قلقل از می یا ز مینا ست

ہین اوسکے عشق مین فرض و سماع
ہوے حیرت سے اونکے دست و پا گم

اوسی نے گل کے چہرے کو بنایا
تماشے کے لیے بلبل بنایا

کہ اک عالم ہی وحدت دیکہتا ہی
تو اک عالم ہے کثرت دیکہتا ہے

نظر مین رستان کر دل تبان کا
ہی سنگ سرخ اوسکے آستان کا

نہ کوئی فارق نہ کوئی مفرق بیگا
وہی عاشق وہی معشوق ہیگا

ہی وحدت پر دلیل اوسکی بکثرت
ہر اک سبزہ ہی انگشت شہادت

تو ہم سے تر ی عبرت ہی وہ پاک
پیمبر نے کہا ہے ما عرفناک

مسلمان ہو کے دلسے بہر حاجات
پڑہون سوز جگر سے اک مناجات

جو کوئی طالب نعمت ہو نعت خورشید کی سنے
آکے شہر دل کو رکھو تو آباد
لگا دی صحن دلمین باغ دلکش
نہایت سخت دل ہون مین آکہا
لیش عشق کی کر دل مرا نرم
نہو محتاج چاک و سکا رفو کا
مرا دل عشق کی تپ سے جلا دے
وہ دل ہے جو کہ پردیسی ہو نیزار
وہ دل دے جو کہ ہر صورت کے گہرا ہے
وہ دل جو رہنمائے کاروان ہو
وہ دل جسمین ہو اک غوغای محشر
کرم اور لطف سے اے صاحب داد
کہ تا یہ سب خیال چشم و ابرو
الا اے رنگ زیر عارض گل
وہی جون بیضہ خورشید زیبد گنبد گردون
محمدؐ کا زبان پر نام آیا
یہ جو کچھ سامنے ارض و سما ہے
ہوا قبل ولادت کل مین غوغا
سرادقات و منات آپ مین ٹوٹے
شعاعی خط سے خورشید آسمان کا
ہے عصیان سے یہ امت گو سیہ
یقین ہو نبیا ہیمبر باز گہ مین
تحیر سے ہر اک ہے شبہہ کرتا
لطیف و پاک وہ جان جہان تہا
صفت اوسکی کہے مقدور کسکا
تو کہکر اوپہ صلے اللہ وسلم
کرے مقبول درگاہ اسکے

مناجات بیچ درگاہ مجیب الدعوات کے

ہر اک مین ہوا کی شور و فریاد
کہ جون گلبرگ ہو ہر گل مین آتش
نکال اب سنگ سے میرے تو مینا
نگہ کی تیغ کا ہاتہہ اک لگا دے
رکہ اشک خونفشان سے چہرہ کو گرم
برنگ گل نکلتا ہو بہبو کا
برنگ لعل نگارا بنا دے
اتار آسا ہو فوارہ شرربار
ذرا گرمی مین جیون کا فورا ہو جائے
جرس کی طرح لبریز فغان ہو
بلا انگیز جون صحرای محشر
مجہے قید تعین سے کر آزاد
ہو جا دین لا برنگ شاخ آہو
اثر بخش دل پرشور بلبل

دل سوزندہ دے داغون سے نور
نسیم اوس باغکی ہو آہ سوزان
نہاد لکو لباس اضطراب
عطا کر اشک کو بیقراری
وہ دل دے جو کہ اک ہو فغانکا
وہ دل دے جو کہ ہو غارتگر ہوش
وہ دل جو تاب و طاقت سے ہو آزاد
وہ دل جسمین ہو علم شور تحصیل
کہون کیا یہ مجہے تو یا کہ وہ دے
تہی جیون سے تو کر دل سے میرا
جو ہو وے بند یا زلف گرہ گیر
محبت اپنی تو مجکو عطا کر

نعت سرور کاینات علیہ التسلیمات کی

قلم نے سر کو سجدے مین جہکایا
محمدؐ کا جو شیرین نام لکہا
سب اوسکی ذات سے پیدا ہوا ہے
نمک اوسکا نہوتا آب و گل مین
برنگ مہر قرب صبح اوسکا
جہالت کفر کی ظلمت ہوئی دور
زمین پر گر پڑے جون قفل جہوٹے
محمدؐ سرور دنیا و دین ہے
ہوا حاروب کش اوس آستان کا
شفاعت کو جو لب اپنے وہ کہولے
نہین کچہہ خوف شافع ہی روز محشر
کہون معراج کی کیا راز کی بات
نہ تہی حامل کوئی شوا اوسکی رہ مین
نبی و مذہب حکمای ناپاک
کہ کیونکر گنبد بے در سے گذرا
نہ تہا اوس مہر کا سایہ زمین پر
برنگ شیشہ شفاف آسمان تہا
اوسی تن سے ہوا وہ عرش پیما
خدا مداح عبرت ہووے جسکا
کہان اوسکی صفت ہووے کماہی
سب اوسکی آل اصحابو بیہم
یہ حال زار تو اپنا دکہا کر
ہے تیرے نام سب عالم کی شاہی
بسان ذات پاک حق تعالے

خجالت کیسا مین عنبر سی سر کو جہکاتا ہے
برنگ جلوہ پیرہای طاؤس
بجای سرو ہو سرو چراغان
شہید آسا اوسی خونمین دہاڈے
ولیکن ہووے رنگ و سکا شہابی
برنگ برق باران بہاری
ہوائی سا کرے سیر آسمان کا
خم صہبا کیصورت سر بسر جوش
ستم پروردہ چشم بلا زاد
قیامت ساز جون صور سرافیل
مری صاحب ضمیری ہو سووے
بہرا ہوا ایک اوسمین شور تیرا
نکل جاؤن مین جون از خیبر
مرا حامی محمد مصطفے کر
نبی کی کفش پا کی خاک سی جس کو نہاتا ہے
مٹہائی سے قلم کا ہو نہٹہ چپکا
توکبل ایسا یہ ہوتا شور دل مین
زمین و آسمان پر چہا گیا نور
محمد رحمۃ للعالمین ہے
تو رحمت دوڑکر حاضر ہو جوے
ہی جون شق القمر اعجاز کی بات
نہین ہی الیتام و خرق افلاک
سراپا نور تہا جسم مطہر
نظر جسطرح عینک سی نکلجاے
جو کوئی ہووے معشوق اسکے
جناب اوسکی مین عرض حاکر
ترا ثانی بہی عالم مین نپایا

کیا حق نے تجھے ختم رسالت
سند پر ہے تری مہر نبوت
تو آیا اور دین سب کے کیے دور

تجھے تابع ہین سب پیغمبر پاک
ترے سر پر ہے زیبا چیر لولاک
مدینے کو مرا دل نت ہی چلتا

کہ شب کی ہو اسے ہو کر دسا ز
کروں بال و پر جون شعلہ پرواز
رسائی مین لیکن منفعل ہون

توجہ سے بنا اسباب میرا
کہ دیکھون آستان پاک تیرا
کروں آنکھو کا سرمہ گرد وانگی

اوسی قدمون تلے باچشم نمناک
بسان آب ہو جاؤن تہ خاک
قیامت کی کہون آگے ہے کیا بات

الا اے واقف اسرار مخفی
عطا کر عشق کی دل کو تجلی
جو شوق ذوق ہو تحصیل حاصل

تعریف پیر طریقت مآب حقیقت انتساب کی

کرون تعریف مین پیر طریقت کی کہ ہی عزت
ہی اپنے عصر کا سید حسن شاہ
جہان پر نام وہ مذکور ہووے

سر و سر خیل مقبولان درگاہ
حقیقت کا دم اوسکا زبان ہے
کمال اوس ذات سے پوری اولیتا

شریعت کی طریقت پر روان ہے
وہین وہ مشت خاک اکسیر ہوجاے
بدل جاوے خواص زر مایا پاک

جو کوئی دلسے اوسکی سانی آوے
نہو کیونکر کہ ہے وہ خرد مکاں
سیادت نام سے اوسکے مبین

ہجوم اوس آستان پر مردکان
عیان اوس دم سے ہی شان مسیحا
غرض کہ آیت حق الیقین ہے

وہان ہر مردہ دل ہی زندہ ہوتا

بیان وصاف حمید و ستا مدنی ایجاد و مجمع فضیلت و ارشاد کا

یہ سب ارض و سما ہی فرش اوسکا
کہ شعرو شاعری فن مین جو یکتا تھا
مضامین اس طرح کرتا مین ایجاد

لکھون اب اوصف و ستا دمعلی ذات اپنی کا
قلم آسا سر نکتہ دان ہی
اصول و منطق اوسکی ہین زبان پر

کہون کیسا وہ نواب زمان ہے
کہ اوسکے ہاتھ مین ہے نبض مضمون
فلک نے اوسکو یان آتے جو دیکھا

سخن کے سقم کا ہے وہ فلاطون
ہے اوسکے آگے جون مینکا خاکے
برنگ نغمہ جو مضمون رسا ہی

دل و دستا دونکے ہون ہر جدعا
وہ لکھتا ہی رگ گل کے قلم سے
کرے اصلاح یا تنگ دہن کو

ہر اک مضمون رنگین بیش و کم ہی
سدا زلف سخن کی مونگا نی
غزل کے اوسکی مطلع کو نظر کر

کرے ہے شانہ سان باندس نے
کرے ہے منتظم جون عقد پروین
رباعی کے مصارع سب برابر

وہ بہر کر لفظ مین مضمون رنگین
کہ ہوجاتا ہے رشک قطعہ چین
سراپا نثر اوس عالی بیان کی

یہانتک قطعہ کو دیتا ہی ترمین
عیان الفاظ سے مضمون ہے اوسکا
دل و با زو دو جیم اوسکی ہین عجز

دکھائی دے ہی جو دنیا مین صہبا

مشک بیزی جامہ زرت بیان کی بیچ مدح نواب فیض اللہ خان کے

خدا اوسکو رکھے دلشاد دائم
کہ جسکی ذات سے آج ایک عالم فیض پاتا ہی
لکھون اب مدح فیاض زمان کی

محمع لازم ہی دصاحب دوران لکھون اسدم
کہ نوکر ہینگے جسکے زہد و تقوے
بتدبیر و بخلق و قدردانے

کہان ایسا جوان ہوتا ہی پیدا
بغیر از غمزہ چشم ستمناک
نہین ہے عہد مین اوسکے کوئی ہان

نہین کوئی عمل ہین اوسکی نظیر
قلع پر منہ جھکاتا ہیگا میتا
نسق سے اوسکے کیا مقدور رہیگا

تواضع عہد مین اوسکے ہے ہر جا

خط بیمہر کب ہوتا ہے منظور
برنگ مہر ہے مغرب کو دھلتا
تعلق سے مین شاہا باگل ہون

کرون مژگان سے جاروب اوس مکان کی
اوسکو کا عاقبت نغلین کے سات
کرون مدح و ثنائے پیر کامل

جہانمین فیض جسکی ذات سے ہر ایک پاتا ہے
زبان جون برگ نخل طور ہووے
کہ جیسے جوش مارے غم مین صہبا

نظر اوسکی کرے افیونکو تریاک
جلالت شان سے اوسکی زمین
پیمبر کیطرح سے یان امین ہے

کہ پایا اوسکا یہ عرش بیگا
نہوتا گر محبت خان سا اوستا
ہے فن شعر اوسکا ادنے جوہر

فلاطون کو دمین خم مین چھپایا
وہ اوسکے تار سطر مین چھپا ہے
کہ معنی آپ ہو دین آرزین کو

خجل ہے مطلع خورشید انور
بٹھاتا ہے برنگ چار عنصر
ہے گویا نثر طائر آسمان کی

سخاوت اور شجاعت در مروت
بحق پنجتن پاک معظم
خدیو عصر فیض اللہ خان کی

زمانے کا ہے عالمگیر ثانی
دل عاشق سوا ز ضارتالان
جو ہاہی سے گلاوی جوش دریا

جو ہووے باز خونِ بط کے دستے — بط اوسکا ہوش اڑاتے خون کرتے — عوض لے باز سے روے ہوا پر — لگا دے تیر مین سر خاک کا پر
طبیب اوسکے عمل مین ہین جو ماہر — بعند کرتے ہین بیمار کی دارو — جسے بیماری دا دا در ست ہو — کرے روباہ ترکیب نفع اوسکو
ہی مندوبست سے اوسکے نمایان — کہ وان ہوتا ہی کمتر بیٹ دہقان — کیا ہے متفق ہر ایک شے کو — عرب الطلب اسلئے ہین ہوئے روبی کو
کسی کا بھی عمل دیکھا ہی ایسا — کہ نت بیدست و پا چلتا ہے پیسا — مین اوسکی خوبیان کیا کیا بتاؤن — غزل اک فارسی کی پڑھ سناؤن

غزل فارسی

چو در ہیجا بکف خنجر گرفتہ — عدو دست امان بر سر گرفتہ — چسان خیزد صدا از زخمی او — کہ آب تیغ حلقش در گرفتہ
ہمائے شوکت او آسمان را — بسان میغہ زیر پر گرفتہ — گدا از فیض او در کاسۂ خود — صدف آسا ہمہ گوہر گرفتہ
تواں گفتن چو گردون سایۂ او — کہ بر فرق گہ و سر بر گرفتہ — برنگ آئینہ طبع صفایش — نہان در پردہ جوہر گرفتہ

بیان سخاوت و شجاعت نواب ممدوح کا

بسان آفتاب عالم افروز — سخاوت اور شجاعت کا بیان اوسکی گوین کیسا مین — دلش عبرت بکف ساغر گرفتہ
سخاوت اور شجاعت کا بیان اوسکی گوین کیسا مین — کہ حاتم وقت اور رستم زمانہ کہاتا ہے — چمن آرائے سرو زندگانی
نہایت دور ہے دانا و ہشیار — سراپا نکتہ دان چون چشم دلدار — بہر جا رہتی ہے وہ ممتاز
عیان تمکین ہے اوسکے ہوش ہی سا — کہ حرف آسا ہی وہ خاموش گویا — وہ مثل لفظ ہے سر پوش معنے
کمال اوسکی فراست سے ہی یون مبین — کہ ہے رسم اوسکی بخشش کی نرالی
صدف مانگو تو موتی جہل بخشے — نہین ممکن کہ بوند کیہ نہین یان
روپے کے کیسے کو پہلے کیا عام — نہین زنہار اس تشبیہ مین فرق
کہ جس دن مین وہ مشکل کی نبی دکھاوے — نظر مین سب کے بجلی سی چمک جاوے
عدو کے سر پہ بیٹھے اوسکا جب وار — کہ شکر اوڑسے ہے جون نافۂ مشک
چڑھی کیا چرخ پر وہ تیغ جون برق — کہ جون آتش ہی پانی اوسکا قائل
عدو کی فوج کا گر ہووے غوغا — وہ نکلے غول سے جب یکہ تنہا — کہ جون خورشید تابان ہے ستارے
نہین بہاگے عدو کے پیچھے جاتا — وہ عاجز کو نہین ہرگز ستاتا — خدا نے جس کیسکو ہووے مارا
بہادر کا نہین ہے نام تلوار — عدو کیون سنکے کٹ جاتا ہی بانا — کہ جاوے رزم کو سمجھے ہی نت بزم
چڑا کیونکر نہ ہووے اوسکا ارادا — کبیر الشیخ ہووے جسکا دادا — کہ کہتے ہین غلام مصطفی خان
علی کا اسم ہی از بسکہ اوراد — نبی کی جب یہ نام اوسکا ہی ورد ہان — کہ جیسے لعل پر خورشید جمکا
بحق حضرت خاتون عالم — ہے اوسکا کشور دل حیدر آباد — حسن کا عشق یون اوسکے دل مین جاگا — علی و فاطمہ شیر و شکر
نمون کیونکر نہ وصف اوسکے قلم کا مین کرون ورد زبان سے — نہووے اوسکو جز شبیر کا غم — رہین فضل خدا سے اوسکے یاور — تہتن کیطرح مضمون سرکشن شاہ کا ہی

تعریف قلم سحر کار عجوبہ نگاری کی

جو کوئی معنی کی صورت بنا دے — وہ میرے اس قلم کے پاس آوے — کہ علم سیمیا ہی اوسکا ایجاد
جو آوے موج مین وہ سحر پیوند — کرے کاغذ پہ بحر شعر پیدا — صریر اوسکے مین مجنون کی نوا ہے
وہ فن شعر مین ہی سبکا اوستاد — کہ وہ صحرائے دلسے آشنا ہے

کرے مجنون اگر احوال تحریر — بنے ہر سطر کاغذ شکل زنجیر
جو کالی ہیگی صورت لہرائے — سر شک لف کا نقشہ اوتارے
غرض عالی طبیعت کا عصا ہے — اگر ہاتھو نکو باندھی نقش ہاہم

سوال کرنا قلم نزاکت قلم سے اسکی تالیف اور نقص لطیفے کے

جواب اپنے قلم سے اب یہ کرتا ہون کہ دل مکو — طراز داستان عشق کی رغبت دلاتا ہی — جو دیکھی مینے اوسکی رے اصحاب
کہ اے مسند نشین نکتہ دانی — تری معلوم ہین اہل معانی — جہانمین تجھسی ہی اشراق ایجاد
نہایت تجھین ہی عقل و کرامات — عجب ہوتے ہین تجھسے خرق عادات — ہی سب احوال دل کا تجکو معلوم
ہی دلمین تاکہ مین ہو کر نواسا — نکالون پردہ دلسے اک آواز — ہرے خاطر یاران بے کین
کرون خورشید سان طبع آزمائی — سیاہی کی بناؤن روشنائی — لکھون خط شعاعی مثل گردون
بدلی تشنگرف کی رنگ شفق ہو — گلستان کا نمونہ ہر ورق ہو — خموش الفاظ ہون جون غنچہ گل
لکھی ہو صفحہ پر ہر فرد دل جو — صحیح و خوشنما جون بیت ابرو — کشش ہر حرف کی دیکھے تعجب ہو
کہین نیر و زبر جو پیش آجاے — قرہ کے موے بھی پیدا وہ کھلاے — جو ہو تشدید سطرونکی نمودار
ہو نقطہ اوسکا ہر جانب کشان دل — بیاض چشم مین سرمہ کا بیونتل — غرض مثل خط خوبان رعنا
کرے وہ چھپے جون بلبل زار — نظر آوے جسے یہ خط گلزار — صلا حاکیلکہ مین پوچھو ہو تجکو

جواب تشفی مآب قلم کا

کہے کوئی کہ عبرت سا مسلمان — سخن کی گرکڑی مسطر مجھے فہارش سنداے حامی — قلم بولا کہ اے سرمایہ عقل
جواب مختہ و معقول دیگا جواب خامہ — نہین کچھ کام اوسی شک و یقین سے — وہ ان دونون مین عالم کی ہی آرائش
کہ عشق آزاد ہیگا کفر و دین سے — اوڑا دیتا ہی ظالم دونکی دھول — نہین کچھ مانتا عشق سیکا
جو پیش آوے اوسی مردود مقبول — حقیقت شیخ صنعانکی ہی مشہور — نہین خاطر مین لاتا عشق سرکش
مسلمان کافر اوسکے سب ہین محبوب — دہین ننگ اسکے چہرہ کا اوڑاوے — گداوشہ نہین گنتا وہ موجود
جسے نیرنگ اپنا وہ دکھا دے — وہ دونونکو کرے رسوائے عالم — ز اک بلبل ہی کو رکھتا ہے غمناک
اوسے معشوق و عاشق کا نہین غم — جلادی شمع پر پروانے کو باہم — نہایت وہ کرے جس شخص کو پیار
کرے ہی روشن اپنا شعلہ جبدم — نہ ماری جبتلک اوسکو نچھوڑے — حقیقی عشق ہووے یا مجازی
بھلے سا ونت سی وہ منہ نہ موڑے — جناب عشق کی تو ذ حقیقت — جہانمین عشق کا جو رنگ دیکھے
سنی اے قبلۂ امید عبرت — جناب عشق کا مردود ہوگا — جو کچھ آتا ہے تیری جبین ایسا
کریگا اعتراض اسمین جو بیجا — وصف ہندوستان جنت نشان اور عذر
قلم نے جب مجھے فہارش بتایا — مصنف اس داستان ندرت بیان کا
سخن لیکن دلمین عجب سے گھر — ہے وہ فرہاد سے تیشہ کا دستہ
سخن کے گھر فراغت سے مین آیا — ہر اک الفاظ مین ہو رعب ضیغم
معاون ہین جو اللہ ہمیشہ — ہر اک ذیہوش کا وہد ہنما ہی
کہا اپنے قلم سے ہو مخاطب — فلاطون کا تو ظلمت مین ہی اشراق ایجاد
تو بن پوچھے کرے ہی بات منظوم — تو بن پوچھے کرے ہی بات منظوم
لکھون اک داستان شوخ و رنگین — لکھون اک داستان شوخ و رنگین
بیاض رے کاغذ صبح گردون — بیاض رے کاغذ صبح گردون
معانی مین چھپا ہو شور بلبل — معانی مین چھپا ہو شور بلبل
جو مداد سیر ہو سو مد نظر ہو — جو مداد سیر ہو سو مد نظر ہو
خجل ہو شانہ گیسوے دلدار — خجل ہو شانہ گیسوے دلدار
بناؤن مین رخ کاغذ کا انشا — بناؤن مین رخ کاغذ کا انشا
کہ کرتا ہون بیان عشق ہندو — کہ کرتا ہون بیان عشق ہندو
ہوا ہی عشق کا فرسے سخن ران — ہوا ہی عشق کا فرسے سخن ران
مرے دلسے یہ شبہہ تو مٹا دے — مرے دلسے یہ شبہہ تو مٹا دے
تو جس قصہ کو چاہی کر دی نقل — تو جس قصہ کو چاہی کر دی نقل
کرے ہی کفر و دین دونونکو برباد — کرے ہی کفر و دین دونونکو برباد
کہ کیا تسبیح ہی اور کیا ہے زنار — کہ کیا تسبیح ہی اور کیا ہے زنار
کہ ہین کیا خاک و آب و باد و آتش — کہ ہین کیا خاک و آب و باد و آتش
وہ دونون کی گدا ہی متفق سی رو — وہ دونون کی گدا ہی متفق سی رو
کری ہی گل کی بھی سینہ کو صد چاک — کری ہی گل کی بھی سینہ کو صد چاک
اوسی دم لینا ہو جاتا ہے دشوار — اوسی دم لینا ہو جاتا ہے دشوار
کرین ہین دونون سکر ساتھ بازی — کرین ہین دونون سکر ساتھ بازی
معاف حضرت شرع مبین ہے — معاف حضرت شرع مبین ہے
شتابی کہہ مین ہون لکھنے کو تیار — شتابی کہہ مین ہون لکھنے کو تیار
سخن کے گھر فراغت سے مین آیا — سخن کے گھر فراغت سے مین آیا
معاون ہین جو اللہ ہمیشہ — معاون ہین جو اللہ ہمیشہ

سخن کی بزم مین تجھ سا مخاطب دلنواز اور کر
حقیقت شمع و پروانہ کی سامع کو سنا تا ہے

نہین دیکھا میان شہر و بازار
متاع در و کا تجھسا خریدار

سدا رکھتا ہی تو راحت فراموش
پریشانی کو مثل زلف بر دوش

عجب صورت ہی تیری چشم بدور
ہزارون آبلے جون نخل انگور

مین تو دونون ڈوبی خونین تلف
گل و غنچہ کیفیت بے کم و کیف

نہ مجکو چین ہی نہ مجکو ہی خواب
بتنگ آ در شمع سان دونون طرف سے

ولیکن قصہ کہتا ہون وطن کا
کہ ہو نمین عندلیب نغمہ زن کا

کرون ہندوستان کا عشق مرقوم
مجے جس سے عرب کے ملک مین ہو ہوم

عجم مین ہند کا ہی عشق خونخوار
قیامت ہند کی کاڈی ہی تلوار

لکھون ہندوستان کی گر مین تعریف
تو دفتر ہو جدا اک اور تصنیف

غرض آتش ہی اوسکی آتش دل
ہوا اوسکی ہی روح مرغ بسمل

جلے پروانیکی ہی خاک وان کی
کہ عشق افزا ہی خاک ہندوستان کی

بہ رنگ شعلہ و عنبر گرد مین سانا
جو مرتے ہین تو دونون مرہم جان

محبت کی جو ہوتی ہین نگاہین
مجھے اسپر جو تائید سخن ہے

لگا دل کو ہمدم کے شعلہ اوڑ کر
وہ دونون عاشق و معشوق ہو جمع

سوا دونکا نہ لکھکر قصہ تا م
مدل شمع و پروانہ رکھا نام

جو ذرہ آب و تاب اوسکی نظر آئے
دہن حجلت سے حاسد غرق ہو جائے

رقم جو ہی یہ مضمون شعلہ بنیاد
مری روشن طبیعت کا ہی ایجاد

مگر مضمون عاقل خان رازی
کہ اوسنے داستان یہ فارسی کی

سوا اوسکی نظم کو تو دیکھ لاتو
بندھا ہو یگا مضمون ایک یا دو

نہین ہیگا یہ غیرت کا تقاضا
کہ مضمون لاکے مین نیچون پر ادا

جو کوئی آپ کرتا ہو وے شاہی
اوسے غیرت ہی دریوزہ گدائی

کبھی تو بول مرغ حق گو
خدا کے ڈر سے ظالم لفظ حق

نکالی دلسی ہی آہ جگر خون
کیا ہی مصرعہ رنگین کو موزون

مرے ہر حرف مین خونکا اثر ہے
زبان خامہ شاید نیشتر ہے

زبون مست دیکھہ آنکھون کا زیان ہے
مری ہر حرف مین دلکا دھوان ہے

مرا شیرین سخن تجھکو نہین خوب
طبیعت ہے مری حنظل سے مرغوب

بہ رنگ صبح ایدل وہ شاہانہ
جہانتک پائی جنس بیقراری

سمندر تیرا ہمسر ہوے کیونکر
مین غمخواری مین تیری ہی مثل ابر

مرض مین تیری بھی ہو جو گرفتار
کہون اک قصہ تا یہ درد بتجا

سواد ہند کو اے موہنی جان
کہ شور عشق ہندی تیز تر ہے

ہی شعلہ عشق ہندی کا شرر ریز
نہایت طول یہ مذکور ہو جائے

بناؤن اوسکا پانی آہ کیا ہی
جو کوئی عاشق و معشوق یان ہے

مجھے اسپر جو تائید سخن ہے
رتن کے عشق کا شعلہ تہا سرکش

وہ دونون عاشق و معشوق ہو جمع
جلے اک گھر سے جیسے دو سگے بھائی

ہوجون ابر سیہ مین مہر پر نور
براے دوستان ہی مہر سرما

نہ سرقہ ہی نہ کوئی مبتذل ہے
تمیز کے طریق اسمین ہی داخل

سن اے حاسد اے بے فضل و احمق
مین غیرونکو ادب کرتا ہون شاہا

نکر ہر حرف اتنی خود پسندی
کہ مینے جانکنی جون کو بکن کی

ہر اک مصرع مرا لوہو مین ہی غرقا
نہ رہہ اتنا بھی اب انصاف سے دور

نہ رکھہ اونگلی مرے حرفونپہ زنہار
خدا سے ڈر مجھے تو نام مت رکھہ

جراحت پر تو اپنی ہی نمک پاش
فلک نے آکے تیری سر سے ماری

تو ہیگا آتش غم کا سمندر
تڑپتا ہون سدا جیون مثل ماہی

کہ ہو بیمار دار آخر کو بیمار
کہین با تو نمین غم کی رات کٹجاے

بناؤن سرمہ چشم صفاہان
عرب کے عشق سی خونریز تر ہے

کہ ہیگا آفتاب اسجا پنٹ تیز
ہزارون کوس مطلق ور ہو جاے

مگر طوفان کا پانی رہگیا ہے
دوئی ہرگز نہ اونکے درمیان ہے

جنون سرمایہ عشق رتن ہے
بدم کے بھی لگا دی دلکو آتش

جلے اکبار جون پروانہ و شمع
مری ہر شعر مین مضمون ہی مستور

عدو کے حق مین ہی خورشید گرما
تو اردو لیکن اوسکا محتمل ہے

کہ مین اوسکے مقولہ کا ہون قائل
تو کیون بکتا پھرے ہے ایسا ناحق

مین اپنے عصر کا ہون آپ وستاد
ذرا تو دیکھہ میری دردمندی

بنائی شکل تب شیرین سخن کی
بہ رنگ مصرعہ برجستہ برق

کہ تجھ کو تو کہتا ہے انگور
دھوئین مین شعلہ ہی لپٹا جز دا

مرے اشعار سے تو کام مت رکھہ

کہ من بہر تو این گوہر نسفتم | برائے خاطر احباب گفتم | کہ من احباب سی رکھتا ہون ناپاک | عدو کی ڈالتا ہون چشم مین خاک
جہانمین جو کوئی ہی صاحب ہوش | جو ہین مثل قلم سرتاپا گوش | ادھونکی خدمت عالی مین ہے عرض | ادھر اودہر بھی قبول غرض ہی فرض
کہ ہوتی ہی خطا ہر اک بشر سے | خصوصًا شاعر فرخندہ فر سے | زمین شعر مین دیکھا ہی اکثر | نہین پڑتا قدم ہرگز برابر
قلم کی دیکھی جسجا لغزش پا | نظر آوی جہان اصلاح کی جا | رکھے مجھپر نہ ہرگز حرف خامی | بقول پاک مولائے جامی
بقدر وسع در اصلاح کوشند | اگر اصلاح نتوانند خموشند | جو کوئی مجھکو نیکی سی کرے یاد | خدا اوسکا مصنف اوس سے رہین شاد

شروع داستان دلفریب پیدایش پدماوت رانی سرانديپ کے

یہ تصویر اوس جگہ کی ہے کہ رانی پدماوت کو مکتب خانہ مین پنڈت پاس بھیجا



پدم کا حسن عشق انزلیخا | کرا تھا جو ن بلبل | کہ فکر گلرخان طفلی اسی دل کو خوش آتا ہی | ہوا جون اشک گلگون کم مہیر
دل اوسکے ساتھ باصد کرو فر | لگا جون شعلہ کرنے تیغ بازی | نہایت مضطرب دلکو جو پایا | یہ قصہ مینے اوسکو کہہ سنایا
کہ تھا ہندوستانمین اک مہاراج | ہراک شاہ و گدا کو فرق کا تاج | سرانديپ اوسکی پایہ تخت کا تھا | سپہر لک چتر اوسکے تخت کا تھا
بہار آسا سدا رہتا تھا دلشاد | اوڑا کرتی خزان غم کی بنیاد | سریر آرای ملک شادمانی | جوانمردی سی گندھرب سین نامی
شبستانمین تھی اوسکی ایک رانی | نہایت خوبصورت حور ثانی | اسا بسطرح دستور رہے گا | صدف مین قطرہ اک مینا لگا پکا
محل اوسکا لگا بڑھنے شب و روز | ہوئے خورد و کلان سب عشرت اندوز | نمرا کت سی شکم مین بچہ اوسکا | نظر آئے تھا جون مینا مین صہبا
غرض گذری حمل کو جب کہ نو ماہ | ہوی پوری دن اوسکی حسب دلخواہ | جنی اوس گلرخ زیبا نے دختر | نہ دختر بلکہ اک تابندہ اختر
جو کاٹی ناف اوسکی مثل آہو | ڈری بو مشکنافہ کی سی خوشبو | ہوئی جو پدمنی پیدا وہ گلفام | رکھا پدماوت اوسکے باپ نے نام

ہزارون بھونرے آکر دا وسکے گھیرے
کنول کی بھیل پر جسطرح جھومین

وہین اک سبز گہوارہ بنایا
اوسی غنچہ کی شکل اوسمین سلایا

جو پایا دائی نے عالم نرالا
بغل مین اوسکو دل کی طرح پالا

نظر سے چشم بد کے بسکہ ڈرتی
جدا آنکھون سے جیون پتلی نہ کرتی

قیامت فتنہ اوس قد مین جو پاتی
تھپک کر اوسکو بھی اکثر سلاتی

سب اوسکے گھر مین جو خورد و کلان تھے
اوسی کی غور مین روز و شبان تھے

لپک کر برق سان گھر جو جاتی
ہزارون دل کے خرمن کو جلاتی

اگرچہ شکل و صورت مین تھی جون گل
پہ باتین کرتی تھی مانند بلبل

بلا اک برہمن ہوشیار دانا
پہ تحصیل علوم اوسنے کیا سونا

کہ ہمراہ اون مین مکتب نشین ہو
فراغت سے کرے حاصل متین ہو

برہمن نے سبھونکو سر جھکایا
جو مکتب خانہ کو تبخانہ پایا

لگی پڑھنے وہ بسم اللہ جسدم
برہمن ہو گیا مجموعۂ غم

وہ گل جس صفحہ پر ہوتی سبق خوان
نظر آتا اوسے اک جزو گلستان

لپٹ رہتا تھا خو کی کے سبب سے
دل عاشق نمط حرف اوسکے لب سے

سبق کو بھول کر وہ عارت ہوش
تبسم کرکے جاتی تھی خاموش

یہ کہتا تھا کہ کمتر ہنس شکر لب
کہ مصری تیغ یہ کاٹے ہی بیشک

پر اوسکے سبز مثل سبزۂ خط
پہ منقار اوسکی پر خون صورت بسمل

خیار آسا تھا ظاہر سبز دل کش
پہ باطن مین چھپی تھی اوسکی آتش

سخن جو نازنین لب پہ گذرا
محبت پیدا ہونا آپسمین مد پاوت اور طوطی شیرین کلام کا اور

جو تھا ہمدوش اوس آئینہ رو کا
اطلاع پاکر در پے دفع طوطی کے ہونا سہیلیون خود کام کا

غرض طوطا بھی پڑھکر علم یکسر
حسد سے کچھ عجب حیلہ اونکا اوسنے

اگر معشوق ہو دمساز عاشق کا
ہوئی جو چودہوین کا چاند کا

کہ جب وہ چودھوین سن مین ہوا داخل
لگی لوگون کو چھب تختی دکھانے

لگی رنگ اپنے کو بنانے
نیا یا کوئی اوسنے اپنا تانا

جہان مین جب بعقل و نکتہ دانی
شکر لب نے کیا طوطا ہی دمساز

جو تھا علم و ادب مین بسکہ ممتاز
اوسی الفت سے جیون انگیا کی پڑیا

لگائے چھاتی سے پھرتی تھی ہر جا

کتاب جن کا جو نکتہ داں ہے
ہوا دل اوسکا گرم عشق باز ہے

مہ نو کیطرف کرکے گذارہ
تب اوسنے ربط انسان سے اوڑایا

جو کچھ احوال ہوتا اوس سے کہتی
قفس ہا حصون سے اوسکا کھوبتی بھی

بھونرا جانور اوسپر بھی تھا
رتن کم بخت تو اک آدمی تھا

وہین اک دائی ستھر سی بلائی
وہ آتش اوسکے سینہ کو لگائی

اوسے باد مخالف سی بجاتی
چراغ آسا نہ دامن چھپاتی

لیے رہتی تھی ہر ساعت متوس
اوسی گودی مین جیون جاڑے کی آتش

کیا تھا معتمل سب کار خانہ
بمانند مزاج چارگانہ

لگا ہر ایک کا دل خون ہونے
وہ تیغ آسا لگی جو وقت چلنے

جہان کی باغ مین اوسنے ہر دم
برنگ غنچہ اک نادر نمو تھا

شروع سال پنجم رای رایان
ہوا تعلیم کو اوسکی پریشان

کئی ہمجولیان اور اوسکی ساتھن
بٹھائین رائے نے پیش برہمن

سہاوا ہو نچاوے ناز پروردہ
تب تنہائی سے تبخالہ درد

سبق اوسکو برہمن کیا پڑھاتا
کہ مثل مرغ بسمل خود پڑا تھا

جو کی اوسنے نگاہ عشق انگیز
ہوا ہر لفظ صد معنے سے لبریز

ہر اک طرف اوسکو تھا شکل سیمین
دہن مین تھا نہ تنگی سے سماتا

دوبارہ حرف شیرین لب سے اکمر
ہو جاتا شربت درد مکرر

برہمن مثل بستان خرد کم
شہد جلوۂ تیغ تبسم

مصاحب ایک اوس بت کا تھا طاہر
کہ اوسکا نام ہیرامن رکھا تھا

محبت اوسکی اعضا مین سمین
ہوا تھا عشق خونی طوق گردن

جو کچھ پڑھتی تھی وہ غارتگر جان
وہ طوطا ساتھ تھا اوسکے سبق خوان

وہی الفاظ پھر وہ حفظ کرتا
شتابی ہو گیا گویا وہ طوطا

ہوا آنکھون کی صورت اوسکے اعیار
چم کے حال سے یون قصہ خوان ہے

سمجھنے لاگی رسم جانگدازی
لگی کرنے وہ ابرو کا اشارہ

مصاحب اپنا حیوان کو بنایا
جدا اک آن وہ اوس سے نہ رہتی

اوسی بھولونمین ہر دم تولتی تھی

ہوئی تھی سیکہ اوس طائر سے الفت
پرستارانہ تھی سہ کرم خدمت
محبت دونون جانب تھی جو صاد
شکر لب کا ہوا طوطا بھی عاشق
سو یہ کسطرح نت دل مین جو پان
پری کے عشق کو رکھتا تھا پنہان
غرض اک روز فرصت اوسنے پائی
پدم کو داستان غم کی سنائی
ترے اس پنجہ مژگان نے بیباک
قفس آسا کیا سینہ مرا چاک
اگرچہ سبز ہے ظاہر مرا رنگ
یہ باطن مین مری آتش ہی جون سنگ
کہ جب دیتا ہے زر کو تاب زرگر
وہان نکلے ہی اوس سے سبز اکثر
پری کی داستان عشق خونخوار
وہ احقا غیر سے کرتا تھا اظہار
گہر کیطرح لفظ اوس قصہ خوان کے
پڑی کانون مین ہر خرد و کلان کے
جلی حسرت سے اوسکے سینہ مین آگ
حسد کا اونکو ڈسنے لگ گیا ناگ
کہ یہ طوطا نہایت بد بلا ہے
یہان سے دور اسکو کرنا بھلا ہے
دم اوسکا گرم مثل چرم حداد
گلا دیتا ہی اک ساعت مین فریاد
اوسے ہی عشق کی باتین بتاتا
ہے آتش خرمن گل مین لگاتا
ہمین خطرہ یہی رہتا ہی دنرات
نہین معلوم یہ تقدیر کی بات
اوسے سو طرحکا منصوبہ سوجھا
خیال خام لیکن سبکو اوجھا
یہ کہکر اوس نے اک بلی منگائی
پریرو کے شبستان کو بھجائی
قفس کو توڑکر پرزے کرو ہم
کرو عالم سے طوطی کی تئین گم
گئی رانی کے پاس اوٹھکر وہ بیدرد
جدا تاثیر سے مثل دم سرد
نظر کر دشمن جانی کو طوطا
ہزارون بات اپنے دلمین سوچا
بچاوے میری بلی سے تو گردن
برا ہوتا ہی گھر کا گھر دشمن
جدائی تیری مشکل ہے پیارے
نہو یا نی جدا لاٹھی کے مارے
یہ کہکر تے قفس اوسکا شتابان
سہیلیون کا پدماوت کو سیر چمن کی رغبت دلانا
اور اوصاف بہار صحرا زبان پر لانا
دلیکن یہ نہ سمجھی وہ کہ تقدیر
مجھے کس کسطرح گلگشت کی رغبت دلاتا ہی
پدم کی آہ ہمراہ اونکی صورت دیدل مرغان
جو تھا آگاہ اس راز نہان سے
کہ اکدن آکے پدماوت کی ہمراہ
منگا کر اپنی دونون کی سواری
کہا رانی نے جو ڈولے کو اوٹھاؤ
محافے جا پدم کے گھر اوتارے
ہمی اوس شمع کی پروانہ ہونگی
بے تعظیم سب نے سر جھکائے

دکھا کر آخر اپنی چشم وابرو
دل اوسکا لیگئی چل کر پریرو
لگا بیٹھی جگر مین اوسکے تقدیر
نہان طائر قبلہ نما تیر
کسی سے حال اپنا کچھ نہ کہتا
برنگ غنچہ منھ موندے ہی رہتا
کہ ابر و نے تری ہی مجکو مارا
مرے دل پر ہی نت چلتا یہ آرا
ترے غم سے ہی باطن میرا پرخون
مین ظاہر سبز جون برگ خزان
مری یہ سبز پر جبکا دھوان ہی
نہین منقار ہی شعلہ نکلتا
کہ عشق و مشک را نتوان نہفتن
اونھون نے بھی سنایا قصۂ غم
صوصاً تھین جو پدماوت کی ہمدم
کہا احوال پیش رایان
سبھون نے مصلحت کرکے یہ بیان
کیا شہ مندہ سحر سامری ہی
عجب یاد اوسکو کچھ افسونگری ہی
کیا وحشت فزا مانند آہو
پدم کے دلکو اوس نے کرکے جادو
میبادا ہو نہ جاوے صورت دزد
برنگ آئینہ وہ نازپرور
سراوسکے سے اوڑا طائر صفت ہوش
یہ قصہ جبکہ راجہ نے کیا گوش
کہا حکمت سے طوطا کیجیے دور
تب اوس دختر کی خاطر کرکے منظور
کبھی تم وقت فرصت کا جو پاؤ
یہ گو ئید و نکو سمجھا یا کہ جاؤ
کرو ہم ذبح اوسکو مثل صیاد
قفس سے کھینچکر باتیغ بیداد
کہ راجہ نے ہی یہ تجکو بھیجائی
وہ بلی جاکے رانی کو دکھائی
اگر ہے تجکو میری زیست منظور
کہا رانی کو یان سے کر مجھے دور
مری بھی زندگی تجھ بن کہان ہے
کہا رانی نے تو تو میری جان ہے
چھپا رکھونگی تجکو مثل عنقا
تجھے خطرہ اگر بلی کا ہے گا
کیا اک کوٹھری مین جاکے پنہان
بیٹھ نہتی جتنی کیجیے تدبیر
سو نخوان یون ہوا اس داستان سے
پدم کے گھر کی سب نے تیاری
ہم اک جا ہوے جاندار تارے
زمین پر تا رے گویا ٹوٹ آئے

سلامی دست رنگین سہر آیا — گل و سنبل کا گلدستہ بنایا — کھڑی ہو سرو کی صورت بیک پا — بھون کی یہ بھورن تماشا
کہ اے سہرا بیا خوبی کی گلشن — چراغ حسن تیری دم سے روشن — اگرچہ جگ مین جوخرد و کلان ہین — تمھارے حسن کے سب قصہ خوان ہین
ولے افسردگی نے ہمکو ڈرڈی — اگر کچھ سمجھے نہ ہم دنیا کی خوبی — نہ مثل گل کبھی کی سیر بازار — نہ بلبل کیطرح گلگشت گلزار
یہ گھر مین باپ کے جو ہم ہین بیجا — سوندی ناؤ کا سنجوگ ہے گا — ٹک آؤ کھولکر دل کھیل لیوین — خوشی کی داد ہم آپس مین دیوین
کہ ایسا اختیار اپنا ہی باقی — ہے اپنے حکم مین جام او دساقی — نہین سسرال کو جبتک چلینگے ہم — یہ صحبت پھر کہانسے پائینگے ہم
نہین معلوم ہمکو انکا انجام — کہ دکھہ پاوینگے او سجا یا کہ آرام — سنا ہی سخت ہین واں کی گزینین — بڑی ہوتی ہن اکثر ساس نندین
نکل کر پھر وہان بہر تماشا — اگر جاوے کوئی مقدور کسکا — جو ہی کچھ آج سو پھر کل نہین ہے — ہمین اس غم سے ہرگز کل نہین ہے
پدر کے گھر کی کیجے قدر معلوم — مچا لو ہوسکے جو کچھ یہان دھوم — چلو صحرا کا اب گلگشت کیجے — نکل بستی سے سیر دشت کیجے
سنا ہیگا کہ ابکی سال صحرا — رم آہو نمط ہے وحشت افزا — چلو اڑکو وسکو دیوانہ بنائین — دل صحرا پری خانہ بنائین
تجھے لازم ہی چلنا ہی پریزہ — کہ اکثر ہووی صحرا گرد آہو — نہین ہوتا یہ سب کہتے ہین اکثر — غزالون کا مکان صحرا ہی خوشتر
تماشا کرادو ہمکو باغ جائین — گل و غنچہ سے دل اپنا لبھائین — ہماری خاطر ابکی سال گلشن — بھری ہی رکھتی ہین پھولونسے دامن
دل عاشق بڑھا دیتا نشان ہے — جہان لالہ ہی اور آب روان ہے — گل چنبا کہان بن مین کھلا ہے — تری چنبا کلی سے خوشنما ہے
گلون کے بیچ مین یون سرو رعنا — رکھا ہو متصل جیون جام مینا — ہے شاخ سبز پر غنچہ نمودار — تری طوطے کی جیسے سبز منقار
وہان چلیو تو کر گل کے مقابل — کہ جاوین بھول عشق گل عذاراں — چراغ گل نہو کیونکر بھلا گل — تری آگے ہی گل جون شمع کا گل
اگر نرگس سے تو آنکھین لڑاوے — ادسی نظرون مین وہ بھی گڑ جاوے — غرض سب ہر دیان فسون ساز — جمین کے وصف مین تھین نکتہ پرداز
نسیم آسا زبان مصلحت کار — نہ کہتی تھین سخن جز سیر گلزار — نہ تھا جز حرف گل مانند گلریز
پدم بھی چاہتی تھی نکو آخر — لب ہر شعلہ خو پر شوق انگیز — ہوئی تیار رفتن بہر خاطر

سیر باغ کو پدماوت کا جانا اور رتن سین کا طوطی کو قفس سے اڑانا



ذرا تو بھی چل میدان گلستان کے تماشے کو
کہ گلشت چمن کو آج تیرا جا چاہتا ہے

کہ سیر باغ کو ہے کون آتا
نہین گل حاصہ مین جھولا سماتا

نجانون کسکے استقبال کو یان
چمن سے بوے گل نکلی ہے پیہان

یہ کسکے غمزے کی مارا شیخون
کہ ہے غنچہ کی شاخ اک تیر پر خون

یکایک سرو کو کیا ہو گیا ہے
اوٹھائے سر یہ کسکو جھانکتا ہے

غرض بلبل کی تھی اک بیقراری
کہ جا پہونچی پدم کی دان سواری

عماری سرخ سے نکلی وہ باہر
شفق سے جسطرح خورشید انور

یہ رنگ سرو اوسکا سبز دامان
یکایک ہو گیا زیب خیابان

اوٹھی تعظیم کو نرگس بھی ناچار
سہارے سے عصا کے مثل بیمار

رکھین مالن نے پیش شاہ خوبان
یہ رکھکر عرض کی پھولونکی ڈھیریان

جو تھا تاج خروس اوس بوستان کا
یہ اوسکی زلف سے ہمداستان تھا

جدھر کو شعلہ رو وہ گرم جاتی
اک آتش خرمن گل مین لگاتی

عرض وان گل بھی شرماہی تھی
ہمارا یا زانو پر اوندھا ہی تھی

کبھی غنچہ سے پنجہ جوڑتی تھی
دل عاشق کیصورت توڑتی تھی

کبھی رکھتی تھی گل سر گوش
کہ کہیہ احوال اپنا اے چمن پوش

کبھی پھینک اوسکو یون ہنسی سکرانی
کہ سرگوشی نہین مجکو خوش آتی

کبھی لالہ کو فرماتی تھی ہنسکر
کہ تو نے داغ کھائے ہین یہ کس پر

عدھر کو جون صبا کرتی گذارہ
ہر اک گل جیب کو کرتا تھا پارہ

ہنڈولے کی کہون کیا دلربائی
فلک نے چال جسسے تھی اڑائی

قدم رکھتے ہی ماہ اوس سے بولا
فلک نے تجکو میزان مین جو تولا

جو ڈر سی اوسنے مژگان کو دیا کھول
نظر آتی تھی جون تصویر ہنڈول

چھلاوے سے کبھی یان اور کبھی وان
نگہ ساتھ اوسکے تھی قربان و خیران

نزاکت سے بہت حرکت نہ پائی
وہ گردش اوسکے سر کو خوش نہ آئی

غرض شمل صبا دامن اوٹھا کر
سر ہر گل پہ اک ٹھوکر لگا کر

مین کہتا تھا کہ سرو بوستان کا
نہ سمجھا یہ کہ تو سرو روان ہے

کہون کیسا تھا وہ دریا پر شکوہ
زمین لی جسنے تیغ موج کے زور

نظر آتا نہ تھا اوسکا کنارا
بہ رنگ علم طلع کیسہ دار

چمن مین یکسدم ایک بلبل نوا
دل عاشق سمط کرتی تھی تکرار

کہ ایسی کسکے تقدم کی خوشی آج
کھل عاشق نے شہنائی لی ہو

یہ نرگس راہ کسکی دیکھتی ہے
کہ در پر اوسکی ٹکی لگ رہی ہے

گل خورشید کو کسکی طرب ہے
کہ لی ہے ہاتھ مین اوسنے دف نے

سنی ہے کسکے مقدم کی خبر علم
سراپا چشم ہے ہر نخل بادام

لیے ہمراہ اپنی فوج جادو
کیا تاراج گلشن کیطرف رو

ہری پوشاک پہنے اپنے تن مین
بہار آ ساہوئی داخل چمن مین

عصا فوارہ لیکر اہتمامی
ہوا جیون چوبدار اوسکا سلامی

چمن مین دیکھکر اوسکا تجمل
بہم ہنستا تھا گل پر دو سر گل

کہ گل نے طور تیرا تھا اوڑایا
سو اس لونڈی نے سولی پر چڑھایا

کہ مین گو قابل خدمت نہین ہون
قدم اس آستیا کا شانہ مین ہون

چمن مین دھوم بلبل نے مچائی
کہ گل کی سیر کو ہے برق آئی

پری نے باغ کو شہر بادیا تھا
ہر اک بلبل کو سودا ئی کیا تھا

ولیکن منہ نہ تھی اوسکو لگاتی
کہ ہے غنچہ کے منہ مین باس آتی

کبھی رکھہ زلف پر جا مد بہانہ
بناتی تھی گل شبو کا شانہ

کبھی سوسن سے کرتی تھی اشارہ
کہ خشم سرمہ سا نے تجکو مارا

شقایق کو بھی پڑھکر اوسنے افسون
کھلے سر کر دیا تھا مثل مجنون

کیا تھا نصب جیجا گہ ہنڈولا
پری نے وان پر پرواز کھولا

بہ رنگ مہ ہوئی میزان مین داخل
ہوئی گہوارہ گردان مین دا خل

مشبہ بہ تھا ماہ چرخ رخشان
ہوئی ڈر کر جو گہوارہ مین حیران

بہ رنگ شمع فانوس خیالی
وہین دلمین ہنڈولے نے چھپائی

ہنڈولے سے نکلتی کیون نہ آواز
کہ تھا فرقت سے اوسکے نالہ پرداز

تھا گہوارہ لوگون نے اوٹھایا
فلک سے جسطرح ٹوٹے ہی تارا

نکلکر جب چلی گلشن سے وہ ماہ
تمدروباغ بولا بھر کے اک آہ

کنارے باغ کے وان ایک دریا
بہ رنگ دیدۂ عاشق تھا بہتا

نہایت اوسکا پانی تھا مصفا
مگر آئینہ کا پانی بھرا تھا

لیین تھین عرض مین اوسکے بصد ٹھاٹ
ہزارون بندیان دامن کمربون پاٹ

کسی کو اوسکی جولانی نہ دیکھی
حباب اوسکے کیصورت تھی کماہی
چلی گلشن سی وہ گلرو شتابان
قدم اک بار جا دریا پہ گاڑا
برش اوس تیغ کی تلہو سواتی
فسوں کیا جانے دریا نے کیا تھا
فلک سے ماہ کرتا تھا اشارے
گلو تک تن شناور کا تھا غرقاب
پریشان روان زلف شناور
بہم رخ پر بھی تھم چھینٹے لگائے
وہ غرق آبرو سے ہر نکو فال
وہی قطرہ بدن سے جبکہ ڈھلتا
کیا تھا ہر پیرو نے ہر اک جا
دوان ماتنے مین وان ہم نچا جرا
ہوئی گھر کی وہ بلی عربدہ خواہ
قفس سے اوڑ گیا آخر وہ مجرح
ہوئے بس چھم سی پر تھے اشک ریزان
چلی گھر کیطرف اپنے شتابان
کہ تیرا سبز رنگ اے طائر زار
تری منقار کی یاد اے ستمگر
ہوا پر دیکھتی ہون جب بکھیرو
تو کہتا تھا کہ ہون مجنون مین تیرا
مثل کہتی ہون مین اب یا نصرت
یونہین کر کر بیان روتی تھی وہ ما
پھر آخر سون مین بیٹھی وہ غمناک

دراز اوسکی جو طول عمل تھی
لب پہ پر تخالہ پیدا
تڑپتی سینۂ دریا مین ماہی
برائے غسل سو بحر جوشان
کیا دریا کو پریون کا اکھاڑا
فلک نے پھر کے پانی مین بچھائی
کیا جو ماہ و ماہی کو یک جا
کہ برج حوت مین اوتری ہین تارے
برنگ نخل نیلوفر تہ آب
بر دی موج مثل عنبر تر
ستارے پانی مین تھے دبدبائے
نمایان جیسے آئینہ مین تمثال
دکھاتا شیشہ بازی کا تماشا
دل دریا مین شور و فتنہ برپا
بخود پیچان برنگ مار مکار
قفس مین جا پڑی طوطے کے ناگاہ
نکل جاتی ہی جیسے جسم سی روح
برنگ تخل باران دیدہ قرگان
برنگ ابر اشکان دیدہ ریزان
ہوا جون زہر گ گ سر مری پار
دہکتی دل پہ رکھدیتی ہی اخگر
سمجھتی ہون کہ آیا سیر اسمرو
کیا اب سلیے جنگل بسیرا

داستان طوطے کا اوڑجانا اور جال مین ایک صیاد کے آنا

ملک کیطرح ساحل اوسکا گلزار
چلی آتی تھی موج اوسکی دامن
برنگ چشم عاشق حلقۂ آب
پہونچکر آگے پیچھے ہر پیرو
برنگ تیغ ہو عریان وہ خونخوار
کشان تھا اپنی جانب یون اوسے آب
گرین دریا مین وہ سب کھول کر بال
مصفا بحر مین جیون کا تھا سیر
سمر دریا یہ چہرے اونکے رخشان
بزیر زلف دست ہر گل اندام
یہ تھا افراط پانی کا رخون پر
بدن پر قطرہ باشوق کماہی
تن گلگو نسے لگ کر قطرۂ آب
نظر کوئی کہ ایسا بخت خرسند
کہا جی کی امان پاؤن تو بولون
مچایا شور و شر ہمنے بہت سا
بدم کا سنتے ہی سر اوڑا ہوش
عجب گھبرا کے وہ دریا سے نکلی
قفس خالی جو دیکھا غم کی ماری
خیال اوس تیرہ شب کا غم انگیز
تپنگ آسا بکایک سر کو توڑا
گذرجاتا ہی جب طائر ہوا کا
محبت بے مروت توڑ کر تو

برنگ کہکشان دریا نمودار
برنگ مصحف برجستہ پیسم
نمایان تھا رخ دریا پہ گرداب
لب دریا پہ جیسے خیل آہو
درائی سینۂ دریا مین جیون کی
پری کو جسطرح کھینچے ہے سیماب
کیے برتاب ہر جانب بھونر جال
برنگ سرخ وہ پانی مین اوتری
کنول کے پھول کی صورت نمایان
تڑپ جاتا تھا جون ماہی تہ دام
کہ غرق آب تھے سب مثل گوہر
لپٹ جاتا تھا مثل فلس ماہی
اوترتا بحر مین تھا مثل سرخاب
فلک تک رشک سی بولا کہ تا چند
گرہ در دل غمگین کی کھولون
نہایت کد سے وہ پنجرا اچھٹایا
اوٹھا دریا کیصورت دلمین اک جوش
پری کیطرح اوس پنجرے سے نکلی
برنگ نوحہ پرداز ان پکاری
گذرتا دل سی ہی جون خنجر تیز
محبت کی کیا ہی دوڑ کو توڑ
وہین سر دے ٹپکتی ہون زمین پر
گیا تنہا مجھے کیون چھوڑ کر تو
تو بھلر آنکھین گیا طوطے کیصورت
نہ تھا کام اوا سے جز نالۂ آہ
قفس کیطرح کر کے پیرہن چاک



فلک کی کیا کہون باتین جسے آزاد پاتا ہی
بزنگ دل وہین دام مصیبت مین پھنساتا ہی

وہ طوطا تھا جو سرتا پا توکل
اڑا کیکر کہ اب تیرا توکل

کبھی جوبن چشمہ کرتا سیر دریا
کبھی مجنون کیطرح دشت پیما

بسان رنگ عاشق زرد دمسار
نہ تھا آرام اوسکو غیر پرواز

ہوا پر سبز طوطی فوج در فوج
نظر آئی اوسی جیون نیل کی موج

خوشی سی ہو گیا طوطونکا دمساز
کنند ہمجنس با ہمجنس پرواز

خوش اوسکو دیکھہ چرخ حیلہ پرداز
ہوا اس غم مین تا اوسکو کرے قید

ہوا اوس دشت مین وہ صید جویان
قضا کے تیر کی صورت نمایان

شجر کی شاخ پر ہر ایک خود کام
لٹکتا تھا بزنگ سیوہ فام

خیال بد منی مین تھا غزلخوان
نہایت شوق سی جیون نکہ بنجان

سر شرک دل کا اوسمین دانہ رکھا
قضا کیطرح چھپکر آپ بیٹھا

زمین کی سمت کو آخر دنا چار
گرے برگ خزان آسا بیکبار

رہا حیرت پدماوت کا طوطا
بسان طائر تصویر بیٹھا

نہ اوتر اشاخ سے وہ مرغ گستاخ
رہا مانند برگ سبز بر شاخ

ولیکن بید سے یارونکی دلگیر
ہزارون طرح کی کرتا تھا تدبیر

کبھی کہتا تھا وہ حیرت سرانجام
کہ ہی آزاد کو گیا دام سی کام

جو بیدردون نے وہ طوطا نہ پایا
پدم کے گوش کو گویا اوڑایا

خیال آسا چلا روے ہوا پر
دیے وحشت کے اوسنے کھول شہپر

نہ تھا دل بستہ خشکی و تری کا
کہ وہ سایہ زدہ تھا اک پری کا

جرس کیطرح سر گرم فغان تھا
بزنگ لالہ روز شب روان تھا

تکاپس اوسنے کی جو اپنی جنس پائی
قیاس اونکو کیا فضل الٰہی

لگا ہمراہیون مین اوڑنے دلشاد
نہ فکر دام و نے پروائے صیاد

کہ ناگہ ایک صیاد فلک نام
بزنگ کہکشان سر پر لیے دام

برنگ دام چشم اوسنے کھولی
نظر آیا اوسے طوطونکا جیغول

خصوصاً اون مین وہ طوطا فسوں ساز
بسان ناز دلکش نغمہ پرداز

وہین صیاد نے بے طاقتانہ
بچھایا جلد دام عاشقانہ

طمع نے دانونکی طوطونکو گھیرا
اوجالا دن کیا اوسپر اندھیرا

نہایت شوق سی کھول اپنی آغوش
بہت اونکو کیا دام مین پوشش

نظر مین اوسکے تھا دام فسونکار
کہ تھا وہ ذوفنون از بسکہ ہشیار

نہ اولجھا دام مین وہ شوخ دیدہ
بسان طائر رنگ پریدہ

کبھی کہتا تھا پھنسنا جان کا ہی
کہ ہی اک جشن عالی مرگ انبوہ

جہان مین دم غنیمت اپنی جانسے
یہ سب کہتے ہین جی ہی تو جہان ہی

سراسیمہ وہ بیٹھا مضمحل تھا — دل اپنے سے اوسے رد و بدل تھا — مروت نے اوسے آخر پھسوڑا — خیال اوسنے یہ دل مین اپنے جوڑا
کہ ہی طرز وفا سے دور یہ بات — برو زبدنہ تجھے یار کا ساتھ — تڑپتے یار ہون دام بلا مین — رہون آزاد مین بیٹھا ہوا مین
مروت کے سبب سے کام ناکام — ہوا ناچار وہ بھی طالب دام — بلا کے دام مین مرغ خردمند — طلسم سخت کیصورت ہوا بند
اوسی کا منتظر بیٹھا تھا صیاد — کہین سے جلد اوٹھ دوڑا وہ جون باد — چلا طوطا ونکو لے گھر کو شادان — برنگ گرد باد دشت رقصان
ہمارے عصر مین کیا کہے عبرت — فقط کہنے کو ہے نام محبت — یہ اپنے وقت کے جو آشنا ہین — برنگ عنقا بالکل بیوفا ہین
وفا حیوان کی تو دی دیکھی بھالی — بنا ہا کیا ہی پاس آشنائی — یہ انسان گرچہ انسان ہی ہے مقرر — وفا مین لیک ہی حیوان سے کمتر

راجہ رتن سین والی چتور گڑھ کا طوطے کو مول لینا اور اپنا دل اوسکی دانائی اور خوش گویائی پر دینا

بس اب بیوقوف کر تو یہ قصہ — اوٹھون سے کر گریز شاعرانہ
تو اپنے مقصد و مطلب کو آجا — ہمین احوال طوطے کا سنا جا
اگر پوچھے تو ہی مالک اگر بخشے رضا اوسکی — رگ دل چھیڑ ہی جون نیش فضا
عجب شیرین رنگ سے ہی نغمہ پرداز — نہین اک لحظہ یہ خاموش رہتا
لکھے ہے صورت حال رتن کا — چتور آسا کوئی خطہ نہین ہی
کہ دمہ جسقدر ہین اوس مکان کے — ہر اک شیشہ زبان ہی دانگا سفاک
ولیکن جتنے وان خرد و کلان ہین — کوئی خطہ نہ دیکھا مثل چتور
قضارا اک برہمن با دل زار — برنگ اشک، روز و شب روان تھا
شبا شب قطع منزل مین سبک پے — برنگ گرد تھا ساتھہ اونکے چلتا
سر اندیشہ اونکے دل کا تھا جو مقصد — گہر مرجان و عنبر مشک کافور
برہمن خستہ دل کم مایہ ہر سو — کھرا تھا جنس ارزان کا خریدار
کہ ناگہ چوک مین صیاد دیکھا — کبھی اشلوک کہتا پڑھتا نہ
برہمن نے وہین دیکر کئی دام — ہوئی چتور مین طوطے کی اغوا
کہ قدسی طائر اک لایا برہمن — بسان عقل ہر اک فن مین ماہر
رتن بھی سنکے وصف طائر زار — ہما کو بردا نپے ٹھہا یا
جو دیکھا رائے نے وہ مرغ خوش گو — دعا دیکر وہ طوطا تب یہ بولا
کہ اے راجا ترا اقبال ہی تاج — مری قیمت تو سن لی آپ مجھسے
مری ہمدرد اگر ہاتھی تو دے گا — ہین سیر ہی بال و پر اوراق قانون
حقیقت بحر و بر کی مجکو ہے یاد — زبانمان ہند خوان افصاحت
مری ہمراہ اب ہی جون حسن کامل — فلک کی سیر کرتا ہون شب و روز
نجم کیطرح ہر خیر و شر مین — جہان کی راز ہی ہون خبردار

لوشتہ خانہ تقدیر کا کوئی مٹاتا ہے — قلم کے ہاتھ سی ہے داد بیداد
ہر اک دم چھیڑ دیتا ہی نیا ساز — حقیقت شہر عاشق کی ہی کہتا
اوسی کشور کا اور اوسکے وطن کا — کہ ملک ہند مین سبکو یقین ہی
برنگ شمع مہرویان ہین بانکے — برنگ ابروی شوخ ستمناک
بسان عاشقان اہل وفا ہین — فلک کے دیدے لاکھون ہی دو
چلا چتور سے ہمراہ تجار — جو عاشق کی وطن کا کاروان تھا
ہوئے جون شوق مثل نشہ ہی — پیادہ برہمن ہاتھون کو ملتا
بسرعت قطع کی وہ راہ بیحد — خریدا وان کیسنے حسب تعدد
خریدارا نہ کرتا تھا بیگا پو — چوتھا وہ بضاعت سخت نا چیز
کہ طوطا بولتا وہ بیچتا تھا — کبھی اشلوک کہتا پڑھتا نہ
لیا صیاد سی وہ مرغ خوشکام — پھرا وہ قافلہ سب گھر کو ناگاہ
کہ وہ جسکی سبزی چشم ردسن — بیسرت آدمی صورت مین طائر
دل و جان سی ہو مشتاق دیدار — وہین طوطا حضور اپنے منگایا
نپٹ ہشیار دانا آدمی خو — برہمن سے کہا کہ مول اسکا
ہی سر سبز جون گردون تراج — برہمن کیا کہے گا مول تجھکے
مجھے اوس مول پر بھی مفت لیگا — کہ مین طائر فلاطون زمان ہون
فراست مین ارسطو کا ہون استاد — نہایت علم مجلس مین ہون ممتاز
علاج قوت بیماری دل — برنگ فکر شعر اے دل فروز
ہین میری سیچ سیارہ نظر مین — برنگ جام جم با چشم بیدار

مرے ہر آن دل مین ہن ہن بدھی — کھلا سب حال استقبال ماضی
خوشی سے پھول کر گگھر کو برہمن — گیا لیر جون گل ز سر دامن
دہین اوستاد اک زرگر بلایا — قفس زرنیہ جون خانم بلایا
نئے زرین قفس مین سبز طوطا — زمرد کے نگین کی طرح رکھا
کیا آب و خور شش اوسکا مقرر — گلاب خالص و قند مکرر
برنگ بخت سبز اوسکو باغ از — کیا تھا ہمنشین و محرم راز
ولے ہنگام عزم صید صحرا — خبر دون و بدہ برون خلوت چہ جایت
زبان کا تھا مناطق مین ہنرمند — نکتہ سنج سخن دان سخن بند
سخن سنج معانی محرم راز — ہوا ہے اسطرح سے نکتہ پرداز
پھو نچکر تیزہ باز اوسجا ہزاران — یہ یا دشت مین تازہ نیستان
تڑپتا شیر تھا گولی کا مارا — ہوا بندوق کے آگے چکارا
گریزان گردن جاتا تھا گھائل — نہ روکے ڈھال تینو کی مقابل
پڑے تھے ٹکڑے ٹکڑے ہو کے بیجا یون — کھلونے جیسے سگ کے پڑے ہون
وہ رانی اوسکی زلف عنبرین فام — کہ اوسکا مانگ شہور تھا نام
کنارے اوڑھنی کے متہ پہ ڈلوائے — نمایان تھی برنگ ہالہ ماہ
وہ ڈورا سر کا اور چشم کا دام — رم آہو کا تھا اک حلقہ دام
غرض بن ٹھن کے وہ غارتگر دل — رخ آئینہ سے کرتی تھی مقابل
نگہ کر کے وہین حسن نو آئین — ہوئی عاشق وہ اپنی آپ ہی مین
کیا آئینہ سا اوسکی طرف کو — کہا ہنسکر کہ اے مرغ سخن گو
بہار تیرہ کے مانند سرجا — ہر اک صورت کا گل ہی تو ذرا دیکھا
پدم کا تو نے ہیگا ناز دیکھا — ہی اوسکے حسن کا انداز دیکھا
کہ میرا حسن بہتر یا پدم کا — تبا دی فرق جو ہو بیش و کم کا
وہ خاموشی کو رانی نے جو پوچھا — خیال خام سے پھر اوسکو پوچھا
ہوئی جب پھر کے رانی یا دیبا — اوٹھا طوطے کے سر پر اک ہوا سا
پدم کی بات سچ مت پوچھ مجھسے — کہ وہ گل نہایت دور رس ہے
ولیکن اوس پہ پرو کا کٹ یا — ترے مکھ کے کہین لچھ ہیگا
نکل آوے جو خورشید جہانتاب — فروغ رخ اوڑی ماند سیماب

غرض سنکر ہوا حیرت مین راجا — نہایت خوش ہوا طوطے سے ایسا
وہین چرکینہ پنجڑے کو کیا دور — نہایت تلخ کام و جان غمناک
اوسے دام محبت نے جو گھیرا — درون و بد برون خلوت چہ جایت

بیان راجہ رتن سین کا شکار کو جانا اور نا گمت رانی کے ظلم سے دائی کا طوطا چھپانا

کہ اک دن دست صحرا مین رتن سین — ہوا یا دشت مین تازہ نیستان
ہلون نے دھوم جنگل مین مچائی — گھڑا استانہ ہاتھی جھومتا تھا
گوزن و شیر اور چیتے چکارے — لگا آخر کو چھینے آنکر شیر
سنگارا دو سنے کیا اپنا سا پا — لباس تاش مین رخشان و درپر
نظر مین برق سان وہ قدنہ آتا — نظر آیا اوسے اپنا جو عالم
اوسی اغماض مین تیوری چڑھا کر — نہایت تو بچھڑا ہے گا جہان مین
چترنی پدمنی کو جانتا ہے — قسم دیتی ہون مجکو مجھسے سچ بول
یہ یا وہ گوئی طوطے نے جو کی گوش — کہ گر حسن پدم ہے مجھ سے بہتر
کہا رانی سے سن اے نازپرور — اگر یہ تو بھی اک رشک پری ہے
جو دیکھی شکل تو اوس دلربا کی — ہوئی جب گوش زد رانی کے یہ بات

عوض اک گنج کے طوطا خریدا — کہ ہاتھ آئی اوسے سونیکی چڑیا
اوسے دھویا آب و مشک و کافور — نظر آیا اوسے وہ طائر پاک
دیا طایر کے تئین دلمین بسیرا — جدا کرنا نہ اوسکو ایک ساعت
اوسے رانی کو جون دل سونپ جاتا — سخن ورنہ برنگ خارپان سر کو کٹاتا ہے
شکار افگن تھا یا صد زینت و زین — غضب کی آتش اوس بن مین لگائی
کہ گولی کھائی تھی سر گوستا تھا — دگر گرگ زدہ و خرگوش سارے
گمان کی حلقہ مین جون شیر نقشہ — کہ جیون دستور ہوتا ہی نسا کا
شعاعی خط مین جیون خورشید انور — جو مین اوس شوخ کا لکھتا سراپا
مصفا چہرہ دابرو ی پر خم — قفس طوطے کا ہاتھو مین اوٹھا کر
رہا اکثر ہے بزم گلرخان مین — ہر اک کا حسن تو پہچانتا ہے
ٹک اپنی دیدۂ انصاف کو کھول — رہا جون بلبل تصویر خاموش
تو کہدے سچ نہ رہ زنہار شسدر — رہے نت چترد ولت تیری سر پر
تری ہر غضبون مین جادوگری ہے — نظر آوے تجھے قدرت خدا کی
دہین سوچی کہ طوطا ہی یہ پدماوت

غضب سے اپنی دائی کو بلایا — یہ قصہ درد کا اوسکو سنایا — کہ ای غمخوار یہ طوطا نہین ہی
اگر یہ قصہ راجا کو سنا دی — مرا نقش اوسکی نظر وہ سے مٹا دی — پدم کا عشق اوسکے دلمین گڑ جائے
وہ ہو مجنون کی صورت دیوانہ — ہو جاوے بستے گھر مین فتنہ برپا — مرا آباد گھر کردیگا حیوان
یہی بہتر کہ اوسکو ذبح کردون — بلای ناگہان گھر سے مرے ٹال — وہ دور اندیش دائی تھی جو دانا
رتن کی طبع سے ہو کر ہراسان — کیا طوطی کو اپنے گھر مین نہان — اوسی صورت کا اک طوطا منگایا
کہا دلشاد رکھ ای مونس جان — کہ انسان ہووے کیا حیوان نادان — جو وقت شب رتن باخاطر جمع
وہین اوس سادہ دل خاتون نے آول — سنایا راے کو یہ قصہ مجمل — کہ نیے حسن اپنا تھا بنایا
اوٹھا کر تر شر و سر خام کر دار — سینہ وری اپنی کیسوت نمودار — لگا بیٹھا مرے دلبر خرد گم
مرا حق نمک اوسکو جو بھولا — یہ کہتا تھا وہ مجھسے پھولا پھولا — کہ مین دیکھی ہے اک مہری کا گرنگ
کہا اتنا تو گھر کی گر بہ گھراہ — پڑی سبا کر قسمتی اوسکی ناگاہ — فغان ہمنے کیا پر کچھ نتھا سود
رتن نے سنکے اس قصہ کو سوچا — کہ آج اس دال مین کچھ ہیگا کالا — سپید و سرخ ہو غصے سے بیتاب
غضب سے بولا ای برگشتہ اختر — تو میرے سامنے یہ بکر کم کر — تو کر طوطے کو میری جلد پیدا
والا سن آپ رانی ناگ مستی — پر اوسکے لیکے ہو جا تو بھی ستی — جہان طوطا گیا تو بھی وہین جا
جہان مین راج ہٹ ہوتا ہی بیشہ — خصوصاً واجبی تھا یہ جو فرمود — ہوا رانی کے دلمین خوف پیدا
مرا اوسکے سے اور ایکبارگی ہو — ہوا خواب و خورش اوسکو فراموش — گئی تب دائی کی آگے ہراساں
سر و سینا پیٹ کر اور کر کے زاری — تظلم خواہ کی صورت پکاری — کہ مثل زلف میری سر پہ دائی
اگر طوطا نہین اب ہاتھ آتا — تو میرے ہاتھ سے راجا ہی جاتا — عرض دائی نے سنکر یہ فسانا
وہین اوٹھکر برا ے پاس خاطر — کیا جلدی سے اوس طوطے کو حاضر — وہین طوطا جو دیکھا لائی دائی
رتن کے پاس لی آئی وہ طوطا — کہا بس بینے راجا کو دیکھا — گئی جان اوسکی پھر قالب مین آئی
ایک طوطے کے بدلے ای خبا جو — مجھے بے آبرو کرنے لگا تو — کیا بس بینے تیرا پیار معلوم
پدم کا تو بیان کرکے سراپا — بیان حسن پدماوت کا زبان طوطی سے بموجب استفسار راجہ رتن سین کے — لگا دیتی ہی آتش تیری منقار
ضرر کرنا پر یون سے ایدل تجھکو بہتر — کہ انکا قد سرو آہ شمو اسا دکھاتے — قلم کی آتشین منقار بلبل — سراپا کیون مجھے تو ہی جلاتا
راجب راجا نے اوس طوطے کو پایا — بزنگ سرمہ آنکھون سے لگایا — لکھے ہی یون شکست سا نرگل
پدم ہی کون جسکے حسن کا تو — بتاتا تھا جو پاسنگ اوس پری کو — چھپا رکھا تجھے رانی نے کیون تھا
یہ سنکر قصہ وہ مرغ خوش الحان — ہوا مثل صدف یون گوہر افشان — کہ ای گلدستہ باغ مروت — سخن کی بو کر اس غنچے سے اظہا
ابھی بھولے سے نام اوسکا لیا تھا — سو حکم قتل رانی نے دیا تھا — بچایا مرگ سے دائی نے فی الحال — کہون کیونکر پدم کی مین حقیقت
اگر مین راستی اپکی کہون گا — خدا جانے کس آفت مین پڑونگا — مثل ہی یہ غلط ہرگز نہین سانچ — ملے تھے خاک مین ورنہ پر و بال
مری حق مین یہ مار آستین ہے — یہ گھر بستا ہوا دم مین اوجڑ جائے — دل عشاق کے مانند ویران
مال اوس کار کا سوچی سراپا — او سے کر ذبح رانی کو دکھایا — ہوا رونق فزای خانہ جون شمع
ترے طوطے نے شاید رشک کھایا — سر منقار شل نیش کر دم — ہے تیرا حسن جسکے آگے پاسنگ
منہ ای کذب کو بھونچا وہ مردود — بہ رنگ اشک خون مین ہو گیا آب — سہے تیرا کرب مجھ پر ہو ہویدا
نہ کر تو آپ کو ناحق مین رسوا — چھٹی کا دودھ اوسکو یاد آیا — قدر و آسا بچشم سرخ گریان
بری کالی بلا امشب ہی آئی — کھجانا اوس گھڑی بہتر نہ جانے — گئی جان اوسکی پھر قالب مین آئی

ہی ج بازون کی دل سی راستی دو — کہ ہے الحق مرد قول مشہور — صفت اوس ستر مین کی مین کیا
ولیکن مین بدم کا ہون نمکخوار — ہون اوسکے قد کیصورت راست کردار — کہون اک قصہ غار نگر ہوش
سراندیپ ایک معمورہ ہے دلشاد — سمندر کے وہ ٹاپو مین ہی آباد — برنگ چشم گرد شہر دریا
جو گرد و پیش ہستی کی فضا ہی — رخ خوبان کیصورت دلکشا ہی — نہون کیونکر وہان کے لوگ ستھرے
عدن کو چھوڑ کر جو آئے آدم — ہوئی آب و خورش سی وانکی خرم — یہ ہی موج ہوا کی وانکی تاثیر
مگر وہ قصہ ہے گا پر نیان کا — کہ وان تصویر کا عالم ہی بستا — خرد حیران ہی جو پانی کے اوپر
جو اوس خطے کا ہی اب کارفرما — اوسے کہتے ہین گند پھر سین راجا — قلم آسا ہی اوسکے عدل کا ٹھاٹ
ہے اوسکے پردہ عصمت مین دختر — ہوئی جو بدمنی مخلوق گلفام — گہون کیسا ہی اوسکا قد و قامت
ٹھہرتا ہی نہین نظارہ اوسپر — کوئی سورج کو دیکھے کیا برابر — بلاؤ فتنہ و آفت قیامت
نظر جسکو پڑا اوسکا سراپا — وہین دل سے اٹھا اوسکے بھبوکا — جو کوئی دیکھے وہ موسے سیہ فام
جواہر بال بال اوسکے مین انزون — اندھیری شب مین جیون چمکے ہی جگنو — عیان مو سے سیہ سی اوسکے یون فرق
نمایان مانگ ہی یون اوسکے سر پر — محک پر جیسے کھینچا ہو خط زر — عیان مو سے سے نرق پر نور
وہ نیچے بینی محرابی جو دیکھے — وہین زاہد زمین پر سر کو ٹپکے — جو باندھے کھینچکر جوڑا وہ مغرور
وہ ڈھیلا پیچ ہی جو اوسکا سادا — نہ چھوٹے اوسمین آرستم کا دادا — عجب تہا ہے وہ مو بند زرتار
جو سر مین تیل ڈالی تھی سہیلی — رکھا تھا نام اوسکا بھی چنبیلی — وتن چاہ وصف قرگان خوبخو
کہا یہ جنبے یون زلفون کو دیکھا — یہ لشکر بے طرح شبخون کریگا — کہون کیا جس گھڑی وہ درہ التاج
نمایان شانہ زلف گرہگیر — ہی اسپ فیل کے دانتون مین زنجیر — غلط مینے یہی ساتھ اوسکے تمثیل
سیہ زلفون مین اوسکے شانہ عاج — روان مانند مہتاب شب داج — غرض وہ زلف جو ہی باصد اسباب
ہی دل اوس مانگ کی رشتہ مین مشدد — کہ آدہی رات اندھیری جا مین کید مین — شعاعی خط کا لاوے شانہ خورشید
کوئی کسطرح سی دیکھے بنا گوش — نظارہ کا اوڑا جاتا ہی دان ہوش — گل شبو ہے جیسے شب کو پھولا
وہ جیسے ناز سے چین بر جبین ہو — اگر ہو ی گداختان چین ہو — سیہ ناگن ہی جیون انڈونبہ بیٹھی
مگر اک مصرع قد پر سہین — ہے زر کا انتخابی نکتہ روشن — سحر کا جسطرح نکلے ہے تارا
وہ بیمار آنکھین ہو دین کیا شفا خیز — نہین کرتی غذا خون سے پرہیز — برنگ ناخن شیر اوسکے ابرو
مین اوسکی چشم کی شوخی کہون کیا — کہ جسکی شکل سی ہی خون برستا — ہے اوسکی چشم مین شاید شکر خواب
کنارے چشم کے اک خال ہی گا — کہ جیسے بچہ آہو ہو بیٹھا — کہ دل یان ہم ذہین تینون سے ہارے
عجب حسن رخ و چشم بلا زاد — کیے جس چہرہ پر اللہ نے صاد — بنا تے آئینہ مین آئینہ گر
جو رد مین تن کے وہ سینہ کو تیورا — بھلا بھر اور کس سے منہ کو موڑا — وہ مرگان گھس پڑین مانند جوبر
نوکیلی خوشنما بینی طرحدار — ہے گویا حسن کے طوطی کی منقار

لبون کی کیا کہون مین دلربائی
دہن مین اوسکے ہی وقت تکلم
مواعالم دہن کے اوسکے غم مین
چبا کر پان منہ اوسکے کیا لال
جو سرخی پان کی پھیکی ہو پڑجائے
وہ پوچھے دھوکے یون رومال سے تو
عجب گردون ہے جسکا حسن پر تو
وہ بچہ ہے کہ جسپر لڑکے باہم
وہ زیور اور کنار سینہ پر سا
بڑی سینہ پہ ہی یون زلف بیتا
جو زلف اوسکی ہی پیشانی کے مقابل
مگر لوگون کی نظرون سے بچا کر
نہین ہی اب ملک وہ دست آموز
کہون کیا حلقہ اوس نازک کمر کا
نہین چلتی نگہ کی تیز بینی
حیا آگے ہی بس اب منع کرتی
شگوفہ ارغوان کا دان نہان ہی
کہون کیا جلد کی اوسکی صفائی
اگر پہنے وہ جوڑا ارغوانی
وہ اودی تاس کی شبخاب ڈالن
بدن سے اوسکے زیور کی جلا ہی
بجز گرم آئینہ کو دکھلاے
ولیکن عکس وہ شوخی سے جاوے
نظر آتا ہے اوسکا وہ پسینہ
جو دل اوس مست کے آنکھون سے اٹکا
غرض مین کیا کہون اوسکا سراپا
نہین نافہ پہ کھایا دشنہ تیز

کہ ہو دندان مصری کی مٹھائی
بہ رنگ غنچہ اک رنگین تبسم
کہ دیکھین خاکہین خواب عدم مین
چھپائی خونخواری کس سے نی الحال
وہ لب جیون خمر تی یا قوت کہلائے
لپیٹین جسطرح کپڑے مین گل کو
ہی بزم آرای دل جیون شمع کی لو
خدا کا قتل ہوجاتا ہے عالم
ہی عکس ماہ جیون دریا مین ابھرکے
اوگا ہو جیسے سنبل پر لب آب
ہے برج سنبلہ مین بدر داخل
رکھے دو دل ہین انگیا مین چھپاکر
اودی پٹی مین گھٹتے ہین شب و روز
ہی چشم حور کے سرمہ کے ڈورا
دکھائے دی ہے کمتر سوی چینی
سر عجز اپنا ہی زانو پہ دھرتی
وہ ساعد اوسکی شاخ ارغوان سے
ہو جیسے دودھ پر ہلکی ملائی
ہوشادی مرگ عالم ناگہانی
پہ لپٹی ہے کسکی آہ سوزان
کہ جیسے آگ پر رکھا طلا ہے
دہن سیماب آئینہ کا اوسکے
کل جاتا ہی شل عکس خورشید
جڑا کندن پہ ہیرے کا نگینہ
لہو بھر کر دہن مینا سے ٹپکا
کہ ہین دو لب اوسکے جا بجا عضا
وہ آہو ابتلک ہی دشت انگیز

مسی ملکر جو برگ پان چباوی
ہنسے قہقہہ وہ جب مانند مینا
درخشان دہن مین لون ہین ہاتم
کہ جیون منجوا رکھا لیتے ہین کہنے
وہین پر حلقہ نقطہ کیا کہون ہاے
زنخ پر اوسکے جو ہی خوشنما تل
وہ اوسکا ساعد سیمین دبازو
جو دیکھا حسن اوسکا سینہ کا رخشان
مصفا سینہ پر جو تل عیان ہے
مصفا سینہ پر زلف دلارا
نہوکیونکر فرح بخش دل زار
کبھی نظارہ کہتا ہی کہ شہباز
وہ انگیا ہی مگر ابر بہاری
لکھے کیونکر کمر کا اوسکے اندار
نہ پہونچا نات تک اوسکے قیافہ
کہون آئینہ زانو نکی کیا بات
خدائی وہ کف پا ہی تو آئین
جو پہنے شوخ نافرمانی جوڑا
اگر دامن وہ شوخی سے جھٹک جاے
نزاکت ہی لباس اوس گلبدن کا
سجے ہی موتیونکا اوسکو زیور
اوسے کس پیار سے آئینہ لیکر
حیا مین کیا کہون اوس فتنہ گر کی
جو ہو اوس آتشین خو کے مقابل
دل گریان جو زخم اوسنے کھاے
ہنوز اوس گل کا غنچہ وا نہین ہے
برے شمع بزم ماہ سیما

وہ لب جو برگ نافرمان دکھاوے
گلوے ناز مین سے جلوہ گر تھا
نہان غنچہ مین جون قطرات شبنم
براے دفع بوی ظاہری سے
ہے مرکز پر طلائی خط پرکار
کسی عاشق کا جلکر رہگیا دل
ہے حسن روز افزون کی تراود
ہوا آب بقا ظلمت مین پنہان
یکی مردمک کا وہ نشان ہی
نظر آتی ہی مثل موج دریا
وہ پستان مین طلائی دست افشان
پکڑ کر دور سے باندھے ہین طناب
کہ نت جھکے ہی دان برق کنارے
کہ حائل ہی کمر کے چین پشواز
کہ تھا وہ جسن کے آہو کا نافہ
کہ ہے وہ عنبک چشم خیالات
گل سندری سی بھی ہی شوخ رنگین
نظر آتی ہے جیون لنکا مین سیتا
پری کی آنکھ مین بجلی چمک جاے
بجز شبنم نہین تن زیب ہوتا
کہ گل کو زیور شبنم ہے بہتر
چھپا لیتا ہے اپنے دل کے اندر
عرق کرتی ہی گرمی سے نظر کی
سپند آسا کھلے ہی عقدہ دل
وہین جیون زخم روی آب ملجا
صبا اب ملک چھیڑا نہین ہی
ہو سو صوج لگن وہ کیا ہی اچھا

رتن یہ ماجرا سنکر بیکبار ہوا حیرت سے مثل نقش دیوار
وہ طوطا بھی ہوا کہکر پشیمان پدم کے عشق نے دلمین کیا گھر
محبت کی تو کھینچی اس دل پہ تصویر رہا جیون طائر تصویر حیران
تلک ہیمیر داغ عشق جسکے دلمین پایا ہی الا اے نقش بند دفتر عشق

رتن سین کا غائبانہ پدماوت پر عاشق ہوجانا اور لباس بادشاہی چھوڑکے جوگی کے بھیس مین آنا

کرون کیا عشق کا مین وصف ارقام نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
در آید جلوۂ حسن از در گوش کہ فرماتے ہین حضرت سے لوی خاص
کہ جب وہ طائر حیرت سرانجام زجان آرام پیا یدل ہوش دلیل اس قول پر مینے دو بارہ
تڑپنے لگ گیا بستر پہ بیدل ہوا خاموش کہکر قصۂ تام رتن کا سنکے یہ احوال جانکاہ
محبت کی ہوا گرمی سے بیتاب کہ مچھلی سا ہوا بی تیغ بسمل برنگ غنچہ نرگس در عنا
لگا آتش کو پانی مین بجھانے برنگ اشک خونین ہو گیا آب پرسنے اوسکے چہرے لگا زرد
لگا خون اشک کے ہمراہ آنے رخ تابان سر شک دلمین عین قاب ہوا خورشید آسا چشمۂ آب
کہان بجھتا تھا اوسکا شعلہ دلکش بجھے کب مہر کے چشمہ سے آتش برنگ ابر صد طوفان در آغوش
بیسنکر حال اوسکا پر مصیبت گرا رو رو کے آخر بیہوش گلاب خالص اوسکے منہ پہ چھڑکا
ہوئی جمع اکو سب ارکان دولت لگے تدبیر کرنے وان اطبا ہوا کیا تجھکو ایسا جو یہ ناگاہ
بنا کر نخلخہ اوسکو سونگھایا سبھون نے اوس سے پوچھا کا دلازار تری آنکھون نے یہ صورت بنائی
ہراک کی منھ کو تکتا تھا وہ حیران جواب اوسکے جو منھ سے کچھ نہ پایا پڑی کشتی مردم در بتا ہی
پلنگون کیطرح بیٹھا زمین پر کہا مجھ سے تو بولو اے جان منتظر جو بسمل کیطرح تو لوٹتا ہے
ہوا کیا تجھکو ایسا جو یہ ناگاہ مصاحب ہو گیا بانالہ و آہ ہوا ہی زرد کس متاب سے رنگ
تری آنکھون نے یہ صورت بنائی نہین بن رو ئے کیون تیری چین جبین کروں تجھپر تصدق جان دل و مال
یہ کیسا زخم تجھکو کھا گیا ہے بڑی کشتی مردم در بتا ہی لب آتش فشانکو لون کیا دے
جو بسمل کیطرح تو لوٹتا ہے جو کچھ اوسکا تدارک ہو تو ہی الحال لگی ہی ناگہانی دل کو آتش
ہوا ہی زرد کس متاب سے رنگ کروں تجھپر تصدق جان دل و مال کہ گذری دل مین اک لب کے خیالات
کروں تجھپر تصدق جان دل و مال غرض رو رو کے وہ دستور عاشق لگی آتش مری سینے مین اسطور
لب آتش فشانکو لون کیا دے کہ شمل تا رائے غمخوار دستور کہ آتش دی ہی ہر ساعت مرے مار
لگی ہی ناگہانی دل کو آتش مرا شعلہ بجھے دشوار ہیگا یہ کھاتا ہون کہ جوگی ہوکے جاؤن
کہ گذری دل مین اک لب کے خیالات چراغ آسا دل دیوانہ مین تشان اوسکے نشانکا دھوندھ لیجے

سنین بن یار سیراب مجکو در کا
مجھے ملوطے نے یون یقین کیا آہ
نہ پہونچے گا کبھی مطلب کبھی زنہار
جسنے محنت سی ہاتھہ آیا پیارا
طریقہ عشقبازی کا ہی مشکل
بعیش و عشرت دنیای فانی
یہ سنکر ہو گیا بیخود وہ دستور
کہا ہی نبر برج سعادت
کدھر کی فکر تجکو لے گئی ہی
نوشت و خواند اوس جا کی سنکا
مین دلمین سوچتا ہون اے خداوند
ولیکن مجھے دیوانی کی تدبیر
کھڑا روتا ہون مین قسمت کا ٹوٹا
ولیکن اوسکی باتین مین کون کیا
محبت کی نہایت تیز ہی آگ
بنا دل ایسا ناوک کا نشان ہے
نگہ کی تیغ کا بسمل ہون بھائی
غم کان ملاحت سی مین اے یار
دل محزوم دیکھے کس طرح راہ
یہی بہتر ہے سب سے اب جاؤن
نگین و تاج تجھکو سونپتا ہون
رعیت کو مری دلشاد رکھیو
یہ کہکر کیچلی چھاڑی ہوئی بیتاب
لپیٹی شعلہ آسا بن کے اوپر
سر عریان پہ چھوڑا اوسنے چٹلا
نہایت ہو گئی ثمرگان وہ پرفن
وزیر اور کا ٹھہرا تھا دم بخود وہان

برنگ شمع ہونمین سر بسر بیزار
کہ عیاشی مین وصل یار ست جاوہ
کہ وصل یار شاہی مین ہی دشوار
نپٹ پر زور ہے اوسکا ستارا
کہ ترک سر ہی اوسکی پہلی منزل
ہی خواب انگیز جون افسانہ خوانی
دماغ اوسکا ہوا بے بادمجھور
فسانہ مت سمجھہ عین حقیقت
سمجھتا کیا ہی طیر انسان کی خوبی
تو زر کا زور پہلے آزمالے
کرا زمانہ کیون ہوا تجھ سا خردمند
کریگا کون خز زلفونکی زنجیر
چھٹی رسّی کنوی مین کو زہ ٹوٹا
جواب اسطرح مجکو ہی وہ دیتا
ڈسے ہی اودڑکے اکثر عقل کا ناگ
کہ ثمرگان جسکے غم سی خونفشان ہے
کہ تھی جون برق لوہو مین بجھائی
گلا جاتا ہون جون لونکی دیوانی
اشد الموت ہیگا انتظار آہ
نصیب مدعا کو آزماؤن
سب اپنا راج تجکو سونپتا ہون
مرے کشور کو تو آباد رکھیو
کرے پر زے کتان کے جیسے مہتاب
بہ شکل جوگیان اک سرخ چادر
علم پر جیسے ابریشم کا جھبا
کہ خاک آلودہ ہو زیبر و زبر ہو
برنگ ابر دل لبریز طوفان

نہ پاویگا جو دلکا مدعا ہے
تو جب تک جسم کو اپنی نہ توڑی
جو کوئی طالب دیدار ہے گا
ہزارون مر گئے ہین کھینچکر رنج
یہان جو طالب مقصود ہی گا
جو کچھہ تھی سرگذشت اپنی بیکیا
کیا خالی جو دلمین غم بھرا تھا
بد و نیک جہان کیا جانی طائر
خرد کو کار فرما تو بدستور
اگر زر سے بن آوے کر تو تدبیر
رتن بولا کہ اے دستور غمخوار
نہین شبہہ مرے دیوانپن مین
مین دلکو آپ سمجھاتا ہون پیارے
جو تیر عشق کا ہووے نشانہ
جلا ہون طور آسا وے اندھیر
نہین معلوم زخم اوسکا کدھر ہے
کرے ہی یاد حسن لعل میگون
اگر قاصد کو بھیجون ہی مشکل
اگر یہ ہین ہو تو ہیگا یہ وسواس
میانجی کا نہین ہے عشق محتاج
تو میری ملک پر جاری کر احکام
جو جیتا ہون تو پھر دیکھون گا دیدار
اگرچہ غم مین تھا وہ جانگسل
سراپا تن پہ خاکستر لگائی
نمایان چٹلی پر کی راکھہ یون تھی
خط نو رستہ خاکستر سے اوسکا
خبر دار و نے اوڑکر صورت آہ

یہ دم سینہ کا مجھکو اژدہا ہی
دل اس دنیا و دولت سی نہ سو ہے
نہایت کھینچتا آزار ہی گا
نہین ہاتھہ آیا ہرگز وصل کا گنج
اوسے نقصان اپنا سود ہیگا
رتن نے کہہ سنائی سب بیان زار
وہ رویا پھوٹکر مانند مینا
حسین و زشت کیا پہچانے طائر
کرا پنے سر سے سودا زلف کا دور
کہ ہو ذرے سے جن و انس تسخیر
ترے دم ہی علاج جان بیمار
کرا دل زلف سے چاہ ذقن مین
کہ افسانہ یہ تو جان اپنی مت دے
فسانہ اوسکا ہو جاوی بہانہ
کہ ہون سالم کھڑا اور راکھہ کا ڈھیر
پڑا بسمل مگر لوہو مین تر ہے
برنگ بوی گل زخم دل افزون
کہ راہ اوسکی نہ تکھے گا مرا دل
پیام وصل ہو یا آس یا یاس
جہانمین آپ کا جیگا مہالک
کہ خیر صحرا نہین مجنونکو آرام
مرا اور تیر ابس اللہ ہی یار
پیون گل پیرہن ہنس ہنس کیا چاک
بگولے کیطرح صورت بنائی
کہ جیسے سر پر بیٹھی ہو قمری
نمایان جون خط زیر نگین تھا
کہ دمنے کہا یہ حال جانکاہ

ہوا اک چار سو اک شور برپا | ہوا ہر اک کے دلمین حشر برپا | نہوتا حشر کیونکر ترنج کے جب راج | ہوا جوگی رتن سا صاحب تاج

جوگی بن کے رتن سین کا جانا اور سارے کنبے کو غم مین پھنسانا



کری گھر جیکے دلمین عشق بی بردا | قرار و خواب دونو گھر بار کینا سب چھٹا تا ہی
ادا کی رسم پہلے سب ادب کی | نمانی ماں سے پھر خصب طلب کی
نہین ہی حق ترا مجکو فراموش | ہی تیرے دودھ کا مجھمین ابھی جوش
شجر جون گل کا ہون پانی مین آیا | تو بھیگے مجھکو سوکھے پر سلایا
تو میرے غم مین یہ جاگی کہ اک پل | لگین تیری نہ پلکین شل مخمل
برنگ لعل تو نے مجھکو پالا | لیا ن مہر مجھپر سایہ ڈالا
مین زرین تاج سے جون شعاعین | ہوا ہون عشق کے ہاتھون سیا تا
جوانگارے کی صورت دل جلا ہے | بجھوتا اب راکھ کا مینے ملا ہی
ہوا ہون گلرخون کا مین قلندر | جٹا بلبل نمط ہی میرے سر پر
جو میری نکرتی زلف خوبان | تو ہوتی مجھکو کیون شام غریبان
نگین و تاج و تخت و ملک و کشور | کیا مینے فدا ے نام دلبر
تو کہتا ناسپر دریا کو مین جاؤن | مگر یہ سوز دل کا دان بجھاؤن
جو دیکھی ہان نے صورت اوس پری کی | اوس آتشبار نما کستر پری کی

اوٹھا باہر ہی جوگی لیکے ناقوس | ہوا مادر کے گھر مین جا قدمبوس
کہا اے اما سفراب سر پر آیا | مجھے کرتا ہے اب تجھسے پرایا
کہ تو نے الفت و شفقت ہی مائی | مجھے تیس دھار ہی مین بلائی
شجر جسطرح گل کا نہر مین ہو | مین سوکھے مین تو گیلے پر رہی سو
جو کچھ کی تو نے مجھپر جانفشانی | کہون کیا سب تری تھی مہربانی
مرا مبو نچایا آخر فرشاہی | سہ گودون سے لیکر تا ہی
کر رکھکر عشق کے اب داغ سوزان | بنایا دل مرا سر و چراغان
مجھے چلنے کی اب فرصت نہین ہے | یہ پیراہن بھی جون گل آستین ہی
یہ کنڈل کان مین جوگی پہنا | ہوا حلقہ بگوش اب اک پریکا
بُرا آہو کا آہو سے جو پالا | لیا کاندھے پہ مینے مرگ چھالا
سفر کی تجھسے رخصت مانگتا ہون | یہ کہکر اوس کے آگے سر جھکایا
دعا کے ساتھ مجھکو یاد کیجو | وہین بھر لائی وہ غمدیدہ حیران
برنگ ابر طوفان دیدہ گریان

جو سلگی دل ہی دل مین غنچہ آسا
وہین آگے اوسکے دل سے بجھو کا
پھٹ گئی پنر اوس شعلہ سے مدھوش

کہا ہے مرے پیارے تن نے
کہین جوگی نہین ہون سنا شاید
کہ جیون شعلہ ہین دل تمام سلگا

کہین بالا بھی ٹک تو سوچ تو واہ
ہوا ہے حسن کے عالم سے آگاہ
جیون سے کیون تو ہمکنار نہ ہوا ہے

کف پا مین ترے دیکھا ہے اکثر
کیا ہے برگ گل نے کار نشتر
سنان سے تیز تر ہے جسکا ہر خار

ترا یہ ملک دولت ہے خداداد
خدا کی داد کو مت کر تو برباد
کیا دل کو گرفتار مصیبت

رتن بولا کہ سن اے میرے غمخوار
نہین ہی ملک و دولت مجھکو درکار
نہین بھاتا مجھے دیہیم افسر

لکھا قسمت کا تھا جو پیش آیا
نوشتہ اب نہین جاتا مٹایا
نوشتہ گر نہین ہوتا دگرگون

مجھے تو مار کریان سے چلا جا
زمین کے پردہ کے اندر چھپا جا
کریگا کون تجھ بن میرا ماتم

اگر سایہ ہوا ہی تجھکو اے جان
بلا لونگی غریبت خوان بہت یان
الہا ہین بہت نادار ہمارے

کسینے کر کیا ہے تجھکو جادو
سیانون کو تو حال اپنا سنا تو
سنیہ دل مرا ہیگا سلگتا

تری مشکل کرے اللہ آسان
کرونگی جان و دل اپنا مین قربان
نہ سایہ نہ نظر نہ مجھکو جادو

مین ہون بیمار آہ اوس لعل لب کا
دوا میری کرینگے کب الہا
رگ یاقوت ہیگی صورت نبض

غرض مجھکو دعا سے کر تو رخصت
خدا کو سونپ تا آؤن سلامت
اثر اسپر نہوگا کوئی افسون

وہین زلفون کے اوسکی بال جھٹکے
اوکھاڑے عنبر افشان بال لٹکے
بلا مین اوسکی لیکر بولی بیٹے

ہوا جو تو قلندر وضع آزاد
یہ دل سے میرے سمرن کچھ نہ جاوے
یہ کنگنا اوسکی گھڑی ہوگا نشانی

پھرا اپنا سر جو تھا لوہو مین ڈوبا
پسر بیچارہ کے پانو مین رگڑا
پدم کا تجھکو ہوگا نقش بناتی

یہ میرے اشک جاری ہین جو سرشار
گلے مین موتیون کی ڈال لے ہار
زمین پر گر پڑی جون سایہ بیجان

رتن کی اتے ہین وہ بڑھکر کرانی
کہا میری بھی اک لیجا نشانی
کہ تھے جون دو دو شمع عود خوشبو

گلے مین اوسکے ڈالی بٹ کی سیلی
کہا سائین ترا اللہ بیلی
کہ دیکھ اس گانٹھ کو کیجو مجھے یاد

پھرا اوسنے چیر کر بائین چھنگلیا
جبین پر نقطہ اوسنے جو گی کی کھینچا
مرا لوہو لیے جا ساتھ بارے

مین گو نظر و نہین اے گل تیری سو جان
پھبھوڑونگی پران تد سونکدن نہ جان
ہوا جوگی مرا خورشید انور

یہ مین گویان جو ہونگی شبنم آسا
تو مجھکو کیون نہین ہی ساتھ لیتیا
کہ سیکھی اوس سے طرز بیوفائی

تو اسباب سفر اب تن سے کر دور
نہین یہ سر مرا گردن ہی کر دور
ملے تو جب کہ اوس معشوق سے آہ

مرا مرنا سنا کر شاد کیجو
یہی اول سیار کباد دیجو
چمن مین جاکے گل کے رہگیا خار

کسی کا سرو تن ہے کب مجھے یاد
سر و سامان دیا ہی نیے برباد
کیا حال اوسکی رانی نے کہون کیا

ولے یہ خار ہین آنکھون پہ ہر جا
لیے مژگان نمط اپنے بھرونگا
دبایا راکھہ مین انگارا لیکر

وہین جیون دو دھکیل الفت کی آنچ
گلے مین اور پہنی کفنی کی ڈالی
وہین آگے اوسکے دل سے بجھو کا

چھپی اوس راکھہ مین وہ تمثل دلگیر — نظر آتی تھی جیون خاکے کی تصویر — کیا ہالہ کو اپنے ماہ سے دور
وہ تیور ہوتیونکا سب نقارا — بجھوا مہوبے کوئی ستارا — نہ جوالہ کو اوس شعلہ لے چھوڑا
بتائی کچھہ عجب حالت تباہی — برنگ گشتہ شمع صبح گاہی — کہ اے جوگی کریگا کب تو پھیرا
تو کیونکر جائیگا میرا سندگانی — مین ہوں اِس آس مین اشک اسجا بہانی — پھر ونگی مین لیے تیرا یہ مینا
جو کانٹا پاؤ مین دیکھونگی تیرے — نکالونگی مین پلکون کی سیو سے — کرونگی اشک سے چھڑکاؤ اوسجا
جہان پر دھوپ ہوگی وان شتابی — تری منہ کی ہوں گی آفتابی — سر اوپر مین کرونگی وان سندگا سن
تری راحت کو بہر دفع گرما — کرونگی سائبان پلکونکا برپا — لگاؤن کی کناری اوسکے جھالر
مین دیکھونگی نالہ ہزارون — پکارون گی برسم چوبداران — مین سر کے بالون سے دیدونگی جھاڑو
حضور دقاقم آخر وان ہے نایاب — کرونگی جسم کا مین فرش کمخواب — جلاؤنگی دل اپنا شعلہ آسا
ترے پہین تانے کیواسطے وان — رماونگی یہ دھونی سینہ سوزان — کیسکی بات پر اوسکا نہ تھا گوش
نہ رانی کو جواب اوسنے دیا کچھہ — ذاورون سے خطاب اوسنے کیا کچھہ — گھڑی اوسجا گذرتی تھی اوسی حال
یہ غم راہ وہ زینہ سے کودا — بشکل آہ وہ سینہ سے کودا — گیا در سے جو وہ جوگی نکل کر
ہوئی بیہوش آخر غم سے آگاہ — کری کر یا کیصورت قصہ کوتاہ — جو آئی ہوش مین پھر وہ دیوانی
وہ گھر مین اور جو خرد و کلان تھی — سبھی جوگی کے غم مین نوحہ خوان تھے — کہا کرتی تھی جوگی کی کہانی
جواب اسا کیے چشم اوسنے جب وا — جگر گوشہ کے آئین گھر مین نہ دیکھا — برنگ صورت دیوار بیہوش
پڑی سجدہ مین رہتی دمبدم تھی — جبین اوسکی مگر نقش قدم تھی — رگ بسمل خط خونبار جاری
کیا ماتھہ کو زخم دلخواہ سے دور — سنورا جوڑا وہ ہاتھونکا توڑا — سبھی خواب و خورش یکبار چھوڑا

کوچ کرنا راجہ رتن کا وطن سے یاد جیسب مین اور وارد ہونا شہر دلکش سراندیب مین



فلک لطف کرم سے جس کسیکے پیش آتا ہی
اوجاڑا اوسکی تین بستی سی جنگل مین سماتا ہی

کھڑا باہر ہوا وہ گھر سے ایسا
کہ لیوے جا کسی جنگل مین باسا

کہا ہنسنے لگ تیرا ہے کھایا
ادا کا اوسکے بھی اب وقت آیا

رتن بولا کہ ہنسے تمکو بنجشا
مرا تمپر جو کچھ حق نمک تھا

مین ہون آوارہ دشت نامرادی
ستم یارب عشق اور اسپر بادی

تم اپنے بستے گھر کو مت اجاڑو
نہ اوس شعلہ سی دامن اپنا جھاڑو

کہا یہ اور قدم وان سے اوٹھایا
کمیت غم کو آگے بڑھایا

وہی دلسوز اوسکے سب ہوا خواہ
ہوئی جبون لشکر غم اوسکے ہمراہ

بسان آئینہ یا چشم نمناک
رخ سینہ پہ اپنے سب لیے خاک

دلا تو عشق کے مت چال کر غور
کیا ظالم نے جوگی شباہ چور

کیا یک بارجا جنگل مین ڈیرا
خس و خاشاک کو شعلون نے گھیرا

تعجب مین تھا اوسکے سارا جنگل
کہ امڈا یہ کہان سی لال بادل

خس و خار انکا سدرا رکب تھا
چلے جاتے تھے وہ سب شعلہ آسا

سمجھ کر کہربائے پیرہن کو
لپٹ جاتے تھے خار و خس بدن کو

بزنگ دانہ ہائے سبحہ یکدل
چلے جاتے تھے وہ منزل بمنزل

چندیری شہر کو بائین بچا کر
تدرو آسا رکھا کہسار مین سر

ہزاران راہ پر آفت کو پہونچے
بزنگ آئینہ صورت کہ پہونچے

چلے از بس اندھیری سب جنگ رستہ
ہوئی جبون شانہ پر خار اونکی اعضا

بزنگ سوزن آخر رشتہ راہ
کیا آخر اوسنے چلکے کو تباہ

جو تھا فرمانروا ملک بناور
زمانے مین تھا ثانی اوسکا ثانی

کہ جوگی ہوکے آیا شاہ چیتور
کسینے جا خبر دی اوسکو فی الفور

کہ وان اوس مضمحل کا دل لگا ہی
سراندیپ اوسکے دل کا مدعا ہی

صدف آسا دو لب اوسنے کیے وا
سخن ہر ایک مثل گوہر اوگلا

وہ مجنون جو کہ تھا مشتاق لیلا
رہا صحرا ہی مین جبون گرد صحرا

پھر اوس دریا پہ جو آیا ہی ظالم
نہین جس سی گذرتی موج بسام

جگر سوز آب اسکا اشک گرداب
نہنگ اسکا ہی جون خاکآدمی خور

یہ دریا خونخوری مین اک بلا ہی
کہ ہر موج اسکی شکل اژدہا ہی

عجب سرگرم جوگی گھر سے نکلا
برنگ دود مجمر گھر سے نکلا

وہین سولہ ہزار اوسکے ہوئی یار
بشکل جوگیان چلنے کو طیار

جہان تو جائیگا ہم بھی یہ ذرات
برنگ سایہ تیری دم کے ہین ساتھ

مرے تم عشق مین آتش عیان ہو
جلاتے کیون یہ اپنا خانمان ہو

شہ ارعشق کو سمجھو نہ تم سہل
ہین اوسکے آگے یکسان اہل و نااہل

جو کچھ مین نے کہا وہ بخش دیجو
دعا سے غائبانہ یاد کیجو

کہا یارون نے رو رو کے تمگر
ہمین تو چھوڑ کر جاتا ہی کدھر

سبھی خونین کفن پیش جہاندار
چلے جبون روشنی کے جھاڑ لیکر

ہر اک دل مین اوٹھا فرقت کا داغ
کہ یاران کشور چیتور چھوڑا

چلے وہ کف زنان اور نالہ وسا
طریق عشق مین مانند دریا

وہ رنگین پیرہن ژولیدہ گیسو
نظر آتے تھے جیسے بن مین مجنو

منہوتی کیونکہ زینت بخش ہا مون
کہ تھی سب لٹ کھلی جبون بید مجنون

بچھڑتا جو سو ہوتا جلد واصل
نہین ہرگز سراغ شعلہ مشکل

طرف مقصد کی طوطا رہنمون تھا
بسان خضر تھا ساتھ اونکے جاتا

لیا طوطی نے جو جنگل کا رستا
یہ پھر سیلاب کے مانند ٹھہرا

غرض بیجا نگر بھی چھوڑ کر وان
چلے بندر کو در شہر غزالان

اوٹھاکے جو بہت گرمی و سردی
ہوا تن جبون طلائی لاجوردی

عجب وہ بیہرو راہ بلا تھے
کہ حیرت وار اونکے نقش پا تھے

برنگ خس کہ جسکو سیل ماری
یہ پہونچے ناتوان دریا کنارے

ہزاران فیل کا مالک تھا خود کام
نہایت باصلابت کپتی نام

لب دریا پہ اوترا ہی پیادہ
عبور بحر کا ہے گا ارادہ

دہین سنکر وہ دور اندیش آیا
بائین نصیحت پیش آیا

کہ فرہاد عاشق بیچارہ مضطر
ٹپک کر مرگیا کہسار سے سر

تو اون دونون سے بھی آگے بڑھا ہے
کہ سیر کوہ صحرا کر چکا ہے

عبور اس بحر سے تیرا ہی مشکل
کہ اس دریا کا نہ سر ہے نہ ساحل

ہر اک موج اسکی نظر و نمین پیا ہے
جلی آتی ہے مثل شعلہ مے

برای قتل حیوانات و آدم
کمر کو موج سے باندھی ہی محکم

ستمگر نے ہزار وں گھات کھائے — دیے ہین موج کی تلوار سے کاٹ
پہرا اوس کا فرنے آخر داد دیگر — لگائی تیغ ماہی کے گلے پر
پہرا ہے گرد یہ دریای خونخوار — کرہ ارمنی کے اوپر مثل گرد
رتن بولا کہ سن اے مہر گستر — تری باتین ہین سب موتی سے بہتر
قدم ہم بحر و بر مین ہین بدلتے — نہنگ و شیر کیسوترہین چلتے
فصیحنگر نے جب چارہ نہ دیکھا — بہرآئے اشک اوسکے مثل دریا
رتن اور یار اوسکے شعلہ کردار — چڑھے سب کشتیون پر برق کردار
برنگ چشم ہر کشتی دلاویز — ہوئی یکبارگی مردم سے لبریز
رتن نے لنگر غم کو اوٹھایا — جگر سے باد بان آہ کھولا
پدم کی یاد مین وہ جان پرغم — غزل عبرت کی پڑہتا تہا ہر دم
یہ زخم جگر کیا ہی کہ پانی ہی چراتا — یہ اشک کا پانی تو ہی تیزاب کی مانند
ہی چشم کا دریا بہی اک سیر کے قابل — کیا سخت جگر تیرے ہین سب خاک کے تودے
کس بحر کی امداد کو جاتا ہی تو اے شب — یکدست عنان چہوڑی ہی سیلاب کی مانند
یو ہین کرتا ہزارون نالہ و آہ — چلا جاتا تہا وہ دریا مین حیران
نظر آنے لگا قلعہ پدم کا — سبک و لے ہوات بار غم کا
نظر جب سرزمین یار آئی — عجب دہوم اوسکے دل نے اک مچائی
برنگ اشک خونین کرکے ہر جا — رتن سین کا سر اندیب کے تجانے مین

نہ تیغ موج کا ڈر ہے کماہی — کہ پہنے فلس کا جوشن سے ماہی
برنگ آئینہ اوسکا یہ گرداب — ہی جسکو دیکہنا کرتا ہے غرقاب
اگر ہوتی نہ اوس ظالم مین آفات — بناتا کیون سکندر سد کا ہات
یہ ہم وہ تشنہ ہین جو منہ لگا کر — زمین کیطرح دریا کھینچ جاوین
نہین عشاق کو آفات سے بیم — رضا کو سر کیا ہے ہمنے تسلیم
وہین ہر ایک جانب سے طلب کر — لگا مین کشتیان دریا کے لب پر
ہوا اون جو گیو نسے بے تامل — ہر اک کشتی کا تختہ تختہ گل
بگرد چشم کشتی تہی نمایان — وہ جوگی مثل گرد آلود و ژولیدہ
ہوا خشکی سے وہ دریا کا پیما — وہ طوطا ناخدا اور عشق ملاح
بتاب کوئی شی نہین سمائے — پر وہ بہی نہ گا دل بیتاب کے مانند
مین مثل کتان جب کے دکہلائے — آدہی جو سر بام تو مہتاب کے مانند
جیون موج تو شمشیر عجب کھینچے ہی ہر دم — قربان مین خود ہو تا ہون گرداب کے مانند
عبرت تو عجب طرح سے یاد آتے ہے مجہکو — ہر بحر غزل مین ہی شاداب کے مانند
خدا کے فضل نے یاد مرادی — طرف عاشق کی کشتی کے چلا دی
جو ہین اوسکی راہ تراجان عجائب — بجا لایا ثنائے ایزد پاک
کبہی آللہ کا ہوتا ثنا خوان — کبہی وہ بخت کے جاتا تہا قربان
زمین بار پر تہا سجدہ کرتا — زمین بار پر تہا سجدہ کرتا

فروکش ہونا رتن سین کا سراندیپ کے تجانے مین پدماوت کا پیغام زبانی طوطی کے سننا اور تخم محبت رتن کے دل مین بونا



جو ہو بے وصل کا نزدیک دن بیچارہ خاشق کو
شب ہجراں سے کمتر دیکھا تو کچھ دونا بتایا ہے

کہا طوطے نے اے سرور عالی
نہ رہیو جام عشرت تیرا خالی

پدم کے وصل کا خواہاں ہے گر تو
صنم خانہ کو دیرا چل کے کر تو

ہے بظاہر مندر وہ بتخانہ ولیکن
نہاد یو اوس مکان کا ہیگا سا کن

جو اوس کشور کے سب خرد و کلان ہین
بسان گوہر سر ہی دان دو ان ہین

کوئی مرزند و ختر مانگتی ہی
صدف مین اپنے گوہر مانگتی ہی

برہمن کو وہان ہی رزق حاصل
ہی بدکار و نکو اوس سے فسق حاصل

تو بتخانہ کو جا مین یا سے جاؤن
پدم کو تیری مقدم کی خبر دون

یہ کہکر وہ رسول جانگداز ان
چلا جیون ہدہد شاہ سلیمان

جہان تھی پدمنی کی جمع محفل
ہوا جیون شمع اوس محفل مین داخل

پری نے اوسکو پہچانا جو بیکبار
جگر سے کھینچی اک آہ شرربار

سر شک اوس کے بہا کی حد سے افزون
کیا جیون شمع سوز دل کو بیرون

کہ سن اے بیوفا اب تک کہان تھا
جدا کسطرح مجھسے میری جان تھا

گیا تو کر کے مجھ سے مکر و سا لوس
ہم ملتی رہی مین دست افسوس

نہین کی مین نے تجھ بن سیر گلشن
گل و گلشن تھا تجھ بن مجکو گلخن

کہون کیا کیا غم درد جدائی
اوٹھائی جو مصیبت سر پر آئی

بھرو سا زندگی کا مجھکو کم تھا
کہ ٹوٹا سر پہ میرے کوہ غم تھا

ہزارون شکر اد رحمدا للہ
کہ تو نے جیتے جی صورت تو دکھائی

جہان کی سیر کر مدت مین آیا
مری خاطر ہی تحفہ کیا تو لایا

وہین طوطے نے خلوت کر کے فی الحال
سنایا پہلے اپنا اوسکو احوال

تجھے جس روز سے مین نے ہی دیکھا
ہی کرتا تھا مین دلمین پر یکھا

برنگ تو امان خط کر کے یکجا
کرون نظارہ مین بیٹھا تمہارا

جو مین اوسنے سنا مجھسے تیرا نام
دیا چھوڑ اپنا خواب عیش و آرام

اب اس کشور مین آیا ہی پیادہ
بشکل جوگیان وہ شاہزادہ

جو سونا سیج مین پھولون کی اکثر
رگ گل سے تھا پوتا خط بدن پر

برہنہ سر و پا با داغ جانسوز
چلا آیا وہ جیون ماہ دل افروز

وہ شہزادہ ہی اب تیرا بکھاری
ترے بن زندگی ہی اوسکو بھاری

لکھے ہے نکتہ سنج ایون روایت
کہ جوگی پا را دے ترے جب سلامت

کنارے شہر کے بت خانہ رہیگا
کہ مہو رونکا بھات خانہ رہیگا

کہ اکثر مدعی بھی وانکو جاتی
سر عجز اپنا ہی بت کو جھکاتی

ہے بتخانہ کی ظاہر کرامات
کہ ہے وہ مرجع ارباب حاجات

ہزارون نازنینان فسونکار
صنم سے حال دل کرتی ہین اظہار

کوئی حور ہی کی مانگے ہی دعا کو
کہ تنہائی سیمن ہے خدا کو

ہے عارف کے تئین مسجود خانہ
ہے فاسق کے تئین مقصود خانہ

تمنا شا ہا تھہ آویگا تجھے ہفت
ولیکا سہل مین تیرا وہان جنت

پدم کے گھر کو سنتا وہ توکل
چلا جیون باغ کیجانب کو بلبل

پدم کے حال کے وہ دامن پہ بیٹھا
چکن کا جیسے ہووے سبز بوٹا

امنڈ کے غم کی مبلی دل سے آئی
جھڑی آنکھونکی پلکونسے لگائی

پھر آخر طوطے سے خود روی
شرر کیطرح سوز دل سے بولی

ہر اک طوطا اگرچہ بیوفا ہے
ولیکن تو بہت نا آشنا ہے

تو اب سے دور مجھسے جبکہ تھا دور
یہ گھر تھا میرے حق مین گرم تنور

تری فرقت مین اے میرے نوگل
نظر آتا تھا آتش پارہ ہر گل

برنگ نخل گل فرقت مین تیرے
گرہ ہین غنچہ آسا دل مین میرے

تری شیرین بیانی کر کے مین یاد
جگر کو کاٹتی تھی مثل فرہاد

جو کچھ اب تو نے کی ہو سیر فاقہ
بیان کر تیری باتونکی ہون مشتاق

بھلا مین بھی تو دیکھون عشق تیرے
ادا کرتا ہی کیا حق پرورش کا

حقیقت کہہ چکا اپنی وہ جسدم
کہا اک اور بھی سن قصہ غم

کہ اک نوشہر و جوان نجیب و پارسا تھا
تری خاطر ہوئی جوگی کر کے لایا

ارتن سین ایک راجہ مین نے پایا
سب اپنا راج دھم مین کر کے تاراج

ترے کارن لٹا کر افسر و تاج
ہوئے پر آبلہ اوسکے کف پا

پھرا مثل فلک کہسار و صحرا
ہین اب جیون غنچہ پر خار اوسکے اعضا

تری خاطر جو وہ کانٹون پہ سویا
طلب کرتا ہے تجھ سے وصل تیرا

کیا تیرے صنمخانہ مین دیرا
تو اوس مرد کو جیون بیٹی چلا آ

کسی صورت تو شکل اپنی دکھا آ

جو طوطے سے سنی حیرت کی گفتار
ہوئی وہ نازنین اک نقش دیوار

محبت نے بجھایا دام کامل
پری کا طائر آسا پھنس گیا دل

صنم کا ہو وے ہر چند آتشین دل
یہ عشق کا اگر ہے جذب کامل

جوانی کا جو عالم تھا بدم کا
سرایت کر گیا قصہ یہ غم کا

لگا کر شعلہ عشق فتنہ گر نے
لگا جیون شمع غارت دسکو کرنے

ولیکن تھی نہایت وہ تو ہشیار
ہوئی گو بادۂ الفت سے سرشار

اوٹھا ہر چند دل سے خونکا اک جوش
یہ تھی جون عینچہ تصویر خاموش

غبار آہ نے سینہ کے اندر
کیا آئینہ آسا دل مکدر

غرض ہر طرح کر کے راز مخفی
بطور غصہ اوس طوطی سے بولی

جو میرے رو برو یون بیجا با
تو نا محرم کی باتین ہی سناتا

سفر بیجا ہے گا تو بد ذات
نہ سوچا تو کہ چھوٹا منہ بڑی بات

بس اب اوڑ یان سے جان اپنی بچا جا
کوئی دن اور دنیا کی ہوا کھا

اگرچہ سوچ کر کہتی پری چہر
یہ لرزان تھا سخن جون بید پر تر

وہ کچھ کہتی نکلتا کچھ زبان سے
نمایان درد تھا اوسکے بیان سے

سحر کی ماہ کیصورت دمادم
ہوا جاتا تھا تغیر اوسکا عالم

ہوا عشق اوسکے چہرہ پر ہویدا
ہوئی جیون لعل خشکی لب سے پیدا

یکایک ذوفنون طوطا وہ عیار
سمجھکر عاشقانہ اوسکے اطوار

خوشی سے پر ہلا اور کھول منقار
برنگ سبز تیر و سرخ سوفار

ترا نام اوس نے سنکر دوہین فی الفور
دیا چھوڑا اپنا بتا ملک چتور

برہنہ ہو کے کر کر جو گیا بھیس
چلا آیا پیادہ وہ تری دیس

یہ کہتا ہون کہ ہو وے تجھسے جسطور
فقیر اپنے کی لازم ہے تجھے غور

وہان بیکس کی ناحق جان جاوے
یہان ناحق تو ہمتیاری کہلاوے

کہا طوطے تری خاطر ہے منظور
مری اس راز کو رکھیو تو مستور

دکھاؤنگی مین اوسی گی کو صورت
کرونگی دفع اوسکی سب کدورت

یہ بدنامی اگرچہ ہے خوش آیند
براوسکو جو ہی دام عشق عینچند

یہ سنکر طیر تخانہ کو آیا
رتن کو یا جر اسب کہ بتایا

ترے بھی عشق کا کاری لگا تیر
پری کے بھی کیا ہی دلکو نخچیر

نظر مین پھر گیا جوگی کا نقشا
سب اوسکی محنت و رنج و تعب کا

وہ جاذب عشق غالب تھا زن کا
لیا دل کھینچ دم مین ستیون کا

وہ آہن کو ہے جا نخصیص کھینچے
برنگ سنگ مقناطیس کھینچے

کیا غم نے جو ابرو کا اشارا
خوشی اوس سے ہوئی وہ نین کنارا

لگا مخفی کلیجے مین گذہب تیر
کھلی چشم اوسکی رہگئی مثل تصویر

لیا دل کا وہین تھام اوسنے مینا
کہ راز عشق ہو جاوے نہ افشا

ہجوم اشک تلخ آنکھون مین آیا
ولیکن پی گئی زہرابہ آسا

دل اوسکا سینہ سے باہر کو آیا
بہت دشوار یون سے اوسنے تھا نبا

کہ سن اے باد پیما بیدہ گو
خطر آیا نہ اپنے جی کا تجکو

اگر ہوتا نہ پاس آشنائی
اسی ساعت تری تھی موت آئی

ادب میرا یکایک کھو گیا بھول
اوڑا دیتی ہون ماری مار کے جھول

غرض طوطی سے جو کہتی تھی وہ بات
برنگ شعلہ دود آہ تھا ساتھ

سخن جو اوسکے لب سے تھا نکلتا
برنگ مے تھا کیفیت مین جلتا

بھلا اے عشق نے سب اوسکی تقریر
ہوئی ہر بات مین لکنت ز بانگیر

سراپا عشق دل پر چھا گیا تھا
اوسی گرمی سے دل گھبرا گیا تھا

ہوا وقت تکلم اوسکا ہر حرف
لہو آلودہ مثل کلک شنجرف

نہ بھولا اپنے جامہ مین سمایا
نشانہ پر جو دیکھا تیر آیا

لگا کہنے مین تیرا کیا بگاڑا
تری خاطر ہی اک راجہ اوجاڑا

کیا نہ بند نار نجی دوشالہ
لیا کاندھے پہ اپنے مرگ چھالا

وہ اپنی سی نہایت کر چکا ہی
تو کر آگے جو کچھ تیری رضا ہی

وگرنہ تیرے غم مین جان دیگا
یہ خون ناحق گلے تیری پڑیگا

غرض اوس شوخ نے یہ سنکر جھڑکا
خیال اپنی مین عشق اپنا چھپا کر

صنم کے پوجنے کی دل مین ہے ٹھان
کرونگی جا کے روشن جان تا نیک

جو یون جاؤن سمجھ ای نیک انجام
کہ دہر مین ہو جاونگی بدنام

مرا کیا عاشقی سے کام ہے گا
مرا معشوق آپ ہی نام ہے گا

کہ تیرا حال سنیگے کہ بدم سے
ملاقی کر دیا ہی فوج غم سے

جو پوچا کو یہان آویگی پیارے
تو سچ جانیگا سب باتین ہمارے

رتن کے سوز دلبر پانی چھڑکا — زیادہ لیکن اوسکا شعلہ بھڑکا — ہوئی اوسکی مضاعف بیقراری
گئے تھا اونگلیسو نیز دن وہ جانسکا — کہ کب آدیگی یان ماہ دل افروز — رہا جو منتظر اوسکا سحر شام
گیے بنتا تھا اور گا ہے بگڑتا — یہان تک انتہاے نظم آرائی میر ضیاء الدین عبرت کی — ہوا دنرات بیچارے پہ بھاری
کہیان تک یہ قصہ بین ضیاء الدین عبرت کی — اور ابتداے طبع آزمائی سید غلام علی عشرت کی — سفید آنکھین ہوئین جیون مئین پاوا م
کہ عشرت پیکے تو الفت کا اک حامم — مری خاطر سے کردی اوسکو اتمام — نصیب دل سے تھا دنرات لڑتا
غرض قصہ اوھورا رہ نجاوے — کہ اسمین روح بھی عبرت کی ہوشاوے — اب اوسکا شوق ہردم مجکو یون عبرت دلاتا ہے
اوٹھا کر اپنی کلک درفشان کو — سوینے شوق کی خاطر بیان کو — دعاے خیر سے تجکو کرے یاد
جو دو اک دن مین دن پورا چکا آیا — کہ سنکے سب بیان وحشت انگیز — کہ مین مشفق مری اعلی جہان سے
غرض گھبراہٹ سے دل کی وہ ماہ — اگرچہ تھی وہ دل آزردہ سے زیادہ — ہوئی بیتاب بر حد سے زیادہ
ہے مدت سے برنگ غنچہ دلتنگ — لگی کہنے کہ ہان ہووے سواری — کرونگی سیر گلشن کی تیاری
اوٹھو اب اے ساقی مست خود کام — کہون کیا مین کہ دیر حکم تھی وان — سواری کا ہوا موجود سامان
سواری باغ مین آئی پدم کی — لکھون توصیف اوس رشک ارم کی

سیر باغ کو پدماوت کا جانا اور تنہائی مین بیٹھکر عاشقانہ پڑھ کے دل کو بہلانا

چمن مین کسکے آنکی ہے شادی — کہ ہر گل پھول شبو کا جو شنا ہے — لیے ہمراہ خیل ماہ رویان — بہار آسا چلی سوے گلستان
قریب تبکدہ تھا اوسکا اک باغ — ہے جسکے رنگ سے باغ ارم داغ — قیامت سرو اوسکے یون خیابان — نجل ہو دیکھ جسکو قد خوبان
مصفا اور رنگین غنچہ و گل — فدا جسپر سراپا جان بلبل — وہ سنبل وانکی مشک زلف جانان — بلاے خاطر جمع پریشان
وہ عالم نرگس شہلا کا اے یار — شفا بخش مریض چشم بیمار — وہ سوسن با زبان حال فی الحال — کرے عاشق کا استفسار احوال
وہ جاری آبجو مین اسطرح سے — بہے ہین چشم عاشق جسطرح سے — نسیم سرد اور سایہ ہوادار
صراحی جام سے وہ غنچہ گل — جھکین دیکھی گئی دلکی گرہ کھل — جدا ہر کوئی گل مثل چمن ہے
کسی جا موگرا اور موتیا ہے — چنبیلی اور کمین بیلا کھلا ہے — بہار جعفری رنگ مدبان — جدا رکھتی ہین اپنی اوری آن
نوائے کوکلا وحشت فزا ہے — وہ خیل قمریان کوکو سرا ہے — صدا طوطیان و عندلیبان — خراش سینۂ آفت نصیبان
فصیلونپر چمن کے قمریان طاؤس — ہو رقاص فلک جنکے قدمبوس — وہ سرگرم ترنم فاختہ ہے — غرض اک عالم بے ساختہ ہے
وہ ثانی تاک کے غار تگر ہوش — لگا دین تاک جن پر آکے مینوش — ہوئی داخل جو وہ دلکش گلستان مین — بہار آئی گویا باغ جنان مین
پرستارین جو لاکھون گلبدن تھین — کہون کیا رونق صحن چمن تھین — صبا نی فرش گل ہر سو بچھایا — پدم کو میہمان اپنا بنایا
گلون نے عطر دان اپنے کیے وا — عطر مغز ہوتا میہمان کا — بسان چوبداران استمامی — ہوئی نرگس عصا لیکر سلامی
وہ بنگلا تھا جو اوس گلشن مین تیار — نہین ہو سکتی خوبی جسکی تحریر — کہون کیا اوسکا رنگ و شان و کیفیت — کہ تھا روے زمین پر قصر جنت
ذرا دم لیکے وان وہ شعلہ نور — گئی بھر نے چمن مین جسطرح مور — گردہ خادمان تھا اوسکے ہمرہ — وہ اونمین جو ستارونمین چھپے ماہ
پھری کوئی کسیکو ساتھ لیکر — خیابان چمن مین ایدھر اودھر — کوئی آب روان کو سدھ رہے ہو — ہوئی مل مل کے دھوے دست و پا کو

ہم لے چلے چند گل کو لبستہ کرکے
گل سوسن سے کوئی ہمزبان ہو
ادھر اودھر کوئی مست بیباک
انار دونکے کوئی دانے نکالے
کوئی خنجہ دہن اور غیرت گل
کسیکے پانون پر کر سر کا سایہ
اگر مرجھایا گل تو دیکھے غافل
کسیکے پاس کوئی اور کوئی دے
اکڑ کے جب چلے وہ سرو موزون
کہیں زلفت معنبر کو وہ کھولے
ادھر اودھر پھرے بس مضطرب حال
رہون بلبل کو اسے مہتا چنبیلی
بسان بلبل گلزار اسے جان
بلا ساقی شراب ناب انگور
بہکتا باغ سے تیخانہ جاون
جمن کی سیر کرتا ہی ابدا بے خبر اس سے
کہ ناگہ اک پرستار وفادار

بھرے کوئی لیے گلدستہ کرکے
کوئی نرگس سے باندھے مٹکی کو
لگاوے خوشۂ انگور بر ناک
پیا دانتون مین اوس نے مزا لے
پھرے گاتی ہوئی مانند بلبل
جتاجاتی تھی کوئی کچھ کنایہ
بلا شک اوسکو میرا جانو دل
پھرے صحن چمن مین صورت حور
نہ قامت بلکہ سرتاپا قیامت
تولا کھون بیچ سنبل کے تین و
ولے دلبین جو اوس طرح طے کی پائین
گل و بلبل پہ دھر با صد بہانہ
نہین ہے باغ مین یہ سرو رعنا
اسی صورت کے دو اک تصویر مورد

ایک سہیلی کا بت خانہ مین آنا اور راجہ رتن سین کو جوگیون مین دیکھہ جانا

کہ تجھین نیشان کیسے مل گیا
بسان طوطے گلزار طرار

اشارہ اس کسی کوئی بلاوے
پھیلی کوئی اپنے قد کو کھلا
ہے کوئی توڑ نیکو سیب آئی
چھپل کر کوئی نارنگی کو توڑی
غزلخوانی کرے کوئی خوش آواز
کوئی طرار شاکی ہو کسی کی
کسیکو کوئی آنکھون سے کہے ہے
اورادون مین وہ صنم باطرت و شان
کرے قمری نہ کیونکر طوق دارائی
ولے دلبین جو اوس طرح طے کی پائین
پھرے اشہار پڑھتی عاشقانہ
ہے میرے پاس دل پر ہوکے آوے
اکیلے ہوکے پڑھنا یا دم سرد
صنم خانہ کا عالم دیکھہ آون
پھرے تھی باغ مین محو تماشا
نکل آئی چمن سے سوی صحرا

کسیکو کہ کوئی کچھہ عالم دکھاوے
کرے سرو چمن پر حشر برپا
لے کوئی توڑ چیٹ سی ناشپاتی
نہ جبتک ٹوٹے ٹہنی کو نہ چھوڑے
سنے تھی کان دھر کر کوئی طانہ
کہے تجکو خبر کیا سیرے جی کی
ارسی آئی اگر بادام لے ہے
اودھر ادھر پھرے سرو خراماں
کہ ہے یا مال کیک کوہساری
سکھائی عشق کی تعلیم جنے
پھرے اشہار پڑھتی عاشقانہ
ہے میرے پاس دل پر ہوکے آہ
اکیلے ہوکے پڑھنا یا دم سرد
کہ جسکے نقش مین ہون مست مدہوش
صنم خانہ کا عالم دیکھہ آون
پھرے تھی باغ مین محو تماشا
کہ وحشی طبع کو اکثر ہے بھاتا



چلی سمت صنم خانہ وہ مہ رو
پرستش کو صنم کی واں تھی آئی
بجھا کر مرگ چھالا اپنا اپنا
وہ حلقہ کان مین عار تگر ہوش
لباس اوسکا وہ رنگین کہربائی
کوئی ہاتھون مین سمرن اپنے لیکر
خصوصاً جب نظر آیا رتن سین
وہ صورت رشک مہر و ماہ کنعان
وہ سر سے تا قدم موے پریشان
کہون کیا وہ قمر تیر جفا کار
صدف کیطرح کان اوسکے طرحدار
وہ بینی دیکھکر عالم ہے کہتا
وہ لب یاقوت یا گلبرگ ترہین
بیاض گردن اوسکی دیکھ یا دین
وہ پنجہ غیرت برگ چناری
شکم دیسا ہی کچھ صاف و ملایم
کہان ہی خلق جسکو مو کمر ہے
وہ زانو کی صفائی اور ملاحت
غرض سر سے قدم تا ناخن پا
لگائی آنکھ دیوار چمن پر
کہ آئی وہ گل باغ جوانی
غرض وہ کھینچ آہین سرد دل کی
دکھا جلوہ مجھے اور مہربان ہو
چھٹا کر بادشاہی تیری غم نے
قدم رنجہ نہین کرتا تو اے گل
ترے در تک تو آپہونچا ہون لیکن
غزل یہ پڑھ دل سے بڑھکے وہ ماہ

گرے لٹارہ تارون کے قسم کو
نظر آئی ہون مین اک خدائی
جدھر دیکھیے ہر اک جوگی ہی بیٹھا
دل عالم ہی جپکا حلقہ در گوش
برنگ کاہ کہرہ اک خدائی
دھیان و گیان مین کہتا تھا ہر
گیا بن دیکھتے ہی صبر اور چین
سرور خاطر طبع عزیزان
تہ ابر سیہ مہر درخشان
جگر سے ہو جو اک ہی وار مین پار
وہ مندری دین رشک در شہوار
الف ہی منشی دعدت ہی دکھینچا
وہ دندان غیرت سلک گہر ہین
قدامت ہی نہ آہو سر اوٹھاوے
خطا و مشک کی صورت ہی ساری
کہ ہو مخمل کو جس سے شرم آئے
سیان ہم بھی ذری دیکھین ہری
کہ آوی دیکھ آئینہ کو حیرت
بلا بالا قیامت سرو آسا
پدم کا منتظر بیٹھا تھا مفطر
برائے گشت سیر بوستانی
یہ پڑھتا تھا غزل اک درد دل کی
شب فرقت سے تا ہو وے رہائی
مری صورت ہی جوگی کی بنائی
ہی شاید پائون نہین مندی لگائی
ادھر اودھر نہین ہو کیونکر رسائی
صنمخانہ مین جا کہتا تھا جوگی

یہ دیکھا کر کے اوس نے وان گذارا
جو ہین دیکھا وہ جوگی ماہ پیکر
بھبھوت اپنے ملے تھے گود ہر آن
وہ زرین لانہ و بانات و مسہ پالا
وہ عالم اوسکا کیا کہیے کہ کیا تھا
وہ عالم اوسکا تھا اک جا عیش عشرت
عجب عالم مین دیکھا اوسکا عالم
ہے بیٹھا صندلی جوگی بچھائے
وہ بیشانی کا اور ابرو کا عالم
قیامت چشم مست اوسکی وہ سرشار
بیان کیا کیجے عارض صاف و خوش رنگ
کہون کیونکر نہ عجب اوس نے ہن کا
کہون کیا اوسکا وہ چاہ زنخدان
وہ شانہ اور بازو اور کلائی
صفائی سینہ کا عالم کہون کیا
نہو دل ناف کو کیون دیکھ بیتاب
سیر ہن نیچ کمر کے جلوہ گر ہین
عجب وہ ساق سیمین شمع کافور
باین عالم کہون کیا وہ رتن سین
کہ یعنی جب وہ گلشن کو چلی تھی
سو یہ تھا منتظر اوسکے قدم کا
غزل مصباح جب قدم کی سنائی
بیان قیس مین او رشک لیلی
بہار داغ دل آدیکھ میرے
دکھا صورت کہ ہون مانند نرگس
سیہ بر باد شاہی کی ہی عشرت
تھا واجگ مین ہے وہ آستانہ

کرے ہے اک ماہ اور صد ماہ پارہ
ہوئی آئینہ حیرت سراسیر
صفا جیون آئینہ تھے وہ دو چندان
وہ ہر اک پاس اک اک مرگ چھالا
کہ جن پر اک جہان جوگی ہوا تھا
نگہ پھر جسکو دیکھا کر گئی غش
کہ یہ عالم ہی عالم مین بہت کم
بھبھوت اپنے بدن اوپر لگائے
بلال و بدر گویا ہین یہ باہم
کرین خیگے بھلے کوپل مین بیمار
صفائی گل جبین ہو دیکھکر دنگ
کہ رہ مطلق نہین ہین سخن کو
کہ چاہ مسکن صد ماہ کنعان
کہ عاشق خلق کی ہی ساری خدائی
کہ ہے اک مندلین لوح مصفا
کہ ہو عشق خوبی کا ہے گرداب
کہ اک رشتہ مین لٹکے دو گہر ہین
سراسر حسن خوبی معدن نور
دل و جان کو جس سے راحت و چین
تیر طوطے نے پہلے اوسکو دی تھی
کہ جلوہ دیکھے ناخن پدم کا
تن بیجان مین گویا جان آئی
بیابان کی بہت سی خاک اڑائی
تجھے سیر گلستان گر خوش آئی
سراپا چشم از رنج جدائی
مجھے خوش تیری کوچے کی گدائی
کہین ہین جسکو سیجو دز زمانہ

پرستشگاہ عالم بس ہے یہ دو
کوئی کیسا ہی یاں مغموم آوے
کبھو افلاک کے جانب نظر کر
بلندی پائے کب میرے ستارہ
ستمدیدہ شب تار جدائی
تری می سے جو کیفیت ہین پیدا
فغان نے زاہد تنہا نہ کیجا بے کو دل میرا
یہان سے یون فسون خوان محبت
جو دیکھی اف نے یہ جوگی کی صورت
می جوبن سے اوس جوگی کی یکبار
کرا ے سرتا قدم سرمایہ حسن
یہانسے تبکدہ وہ جو قرین ہے
کہون کیا ہین ہزارون اوسمین جوگی
اور اوسمین اک گرداب بکا ہے جیون ناہ
خدا جانے کہ ہے کسکا برد گی
کیا تھا بھر تری نے ترک گو راج
بیان کیا کیجیے جا عجب ہے
پرستش کو صنم کی جو چلونگی
ملاقات پدماوتی یان رتن سے
خدا کیواسطے ایدل تو یون بیخود نہ ہوجانا

مراد خلق بر آتی ہے اکثر
نہین ممکن کہ وہ محرم نہ جاوے
غم دل سے کہے تھا آہ بھر بھر
ملے مجھ سے جو آوہ ماہ پیارا
بدل خواہان دعائے روشنائی

سہیلی کا پدماوت کے پاس آنا اور ناداستہ رتن سین جوگی کا مذکور کرکے رغبت دلانا

کئی ہے داستان عشق و محبت
سراپا حسن اور خوبی کی صورت
ہوئی بھی بسکہ مست عشق شہر شاہ
حدیث عشق الفت آبہ احسن
زمین باغ سے جسکے زمین ہے
پری کی شکل پر غم کی بروگی
وہ سب ہین فوج اوسکی اور وہ شاہ
کہ نکلا اپنے گھر سے بن کے جوگی
نہ ایسا ہوگا وہ جیسا ہے یہ راجہ
کوئی شہزادہ عالی نسب ہے
مری کہنے سے کیا ہے دیکھلونگی

پدم کی وہ پرستار وفا جو
کہون کیا ہین کہ جیون آئینہ حیران
غرض جیتون پدم تک جا کئی لمحا
عجب دیکھا ہے جیتے ایک عالم
وہان آج ایک حلقہ جوگیونکا
سبھی سولہ برس کے یا کم و بیش
عجب صورت سے وہ والا گہر ہے
سنا تھا گرچہ گوپی چند کا حال
کہون کیا ہین کہ اوسکی دیکھ حالت
وہ یا ہے یا کسی راجہ کا بیٹا
شنابی جام دے ساقی نکر دیر

پدماوت اور رتن سین کا سامنا ہوجانا اور دونون پر عالم بیہوشی اور بیخودی کا آنا

حصول دین و دنیا سبکو یان ہے
مراد دل مری سب حسب دلخواہ
کہ کب آے گردش ایام دلخواہ
ملیگا غم کے وہ مہر درخشان
شنابی ساقیا اک جام بھر دے

تمھارا فیض عالم پر عیان ہے
بتان آمادہ کرد و جد بیشتر
قران مشتری ہووے گا باماہ
بسان ذرہ بیتاب ہر آن
کہ جو پیتے ہی مجھکو مست کردے
تو پھر اوسکو بھی رغبت دلاؤن
پرستش کو صنم کی آج کیا رغبت دلاتا ہے
جو آئی تھی وہان طوف صنم کو
نسیم آسا چلی سوے گلستان
کہا سیر صنم خانہ کا احوال
کہ جاے حیرت و حسرت ہو عالم
خدا جانے کہان سے آکے اوترا
سنان خار غم سے بادل ریش
زمین پر دو سر اگو یا تمھرے
یہ ہے اوس سے زیادہ اوسکا احوال
جگر پھٹتا ہے اور آتی ہے رقت
کہ اپنا چھوڑ کر ہے راج آیا
کہ مے پینے سے ہونا ہون نہین سیر
ملے ہے عندلیب نوچمن سے
کہ تیرے جذب الفت سے ذکا فرآج آتا ہے



زبانی اوسکی بیشکر حال سارا — چلی طبعت مقدم کو وہ خود آرا — سنا یہ مضطرب وہ سرو گلعذار — گئی اوجو وہ بھر کو با شور و فریاد

غرض اسکی پرستش کا تھا اوس وقت — کہ خان پر یہ گئی مہر دل افروز — پرستش کا اونھوں کے ہی جو ستوتر — بجا لاکر سنوارا سر نحیرت حور

ٹھری ہو دست بستہ کہنیچکر آہ — لگی یوں عرض کرنے بت سے وہ ماہ — تمھاری دیوجی چیری کماون — عجب ہے مرا اپنی سزا وں ن

ہماری ساتھ کی سکھیان بیاہیں — دیا سے آپکی دولھن کہائیں — کبھی مورت سے جاکر نکالکی — فدا ہو ہو کے اوسکے یونکہ بھی

کہ صدقے تیرے اے ماتا بھوانی — ملا دے مجھسا کوئی مجھکو ثانی — ہونٹوں سے اوسکو آتی کچھ نہ آواز — یہ تنگ آکر تو یہ کہنی وہ طنناز

عبث پتھر کو میں نے سر جھکایا — کہ مطلب ایک بھی ان سے نہ پایا — جواب آتا اوسے کیا وہ تو پتھر سے — کہ دیکھا اوسکو وہ آپھی مرگئے تھے

غرض اک دیر میں نکلی وہ مہرو — کہ چلے اپنے پھر دولت سرا کو — کہا اوسمین وہ پرستار وفا کیش — لگی کہنے کہ اے رانی وہ درویش

عمارت وہ جو سمت شرق یان ہے — سواد سین وہ گردہ جو گیان ہے — ولیس ہے حسن سے اونکے سراسر — بیان طلعت حور شمیدہ وہ گھر

نہانہ جو تھی اوسکے بس کہ وہ ماہ — کہی سو بات اوس نے حسب دلخواہ — ہوئی چوہی روانہ وہ پری رو

کشش تھی اسکا یہ عشق گدا کی — کہ آپہونچی سواری بادشاہی — بھنور قربان جیسے گل کے اوپر

اودھر تو اوسکو وہ ہی انتظار — کہ آپہونچی پدم کی جان سے پیاری — نگاہین دونون کی باہم ہوئین چار

کہون کیا عشق نے جلوہ دکھایا — اودھر اسکو اودھر اوسکو غش آیا — کمال نشہ مین جیسے قدح نوش

وہ گھائل اوسطرف تیر نگہ سے — اودھر گھایل یہ اوس تیغ مژہ سے — کہ اوسنے آپکو اپنے مین پایا

اوتر ڈولی سے اور صندل منگایا — لکھا اوس مست کی چھاتی پہ آکے — برابر آویگی کب صحبت ہماری

لگے کہنے کہ ہوتے تو ہو کیا — سنے جوگی نہ لیکن جوگ سیکھا — کرستا اور ہی دونون مین ہوش

خواب دیکھنا پدماوت کا بیچ تصور رتن سین کے اور تعبیر پانا اوسکی اپنی ہمدمون سے

نہین مین پھر تمھارا اوس طرف جانا — خفا ہوتا ہو کس کس شکل اودھن چھوڑ جانا — چلی لیتکے وہ صندل لگا کر

وہ حلقے کان مین دیکھے جو اوسکے — ہوئی حلقہ بگوش اوسکی وہ دل سے — ہوئی مدنی فرہاد و لیلی مین

زبس مضطر نہایت مثل سیماب — فغان و نالہ بر لب چشم پر آب — غرض جیون تون وہ گذارا روز سارا

ہوئی شب اور بھی غارتگر جان — بہنگ زلف پیچ در پریشان — کٹی اسطرح شب رنج و محن سے

جا دے روے جانان آخر کار — ہوئی پردے سے شب کے صبح نمودار — نہ آیا تھا اوسے از بسکہ آرام

غرض بیٹھی وہ تخت زر پہ آکے — مصاحب اوسکے بیٹھین گرد جاکے — رہی ہون رات ساری آج بیخواب

دل بیکل سے ہرگز کل نہ پائی — کہون کیا مین کہ کچھ غفلت آئی — عجب عالم کی دیکھی طرفہ اک خواب

کہ نکلا غرب سے خورشید انور — طلوع ماہ بھی ہے شرق اوپر — سہم دونون نے اک جا وصل پایا

ہوئی رات اسے راون گرہ اور فنگ — نہین معلوم کچھ اسبات کا تو بھید — کہ اسبات کی ہے کیا یہ تعبیر

پرستش کو گئی تھین کل جو تم دونون — ہوئی تم دونون کی تا یان — تمھارا ہے یہ خورشید مین یہ مراد اور

کہ راجہ سمت مغرب سے کوئی آئے — دیس شادی تمھاری اوس سے ہوگی — برآوے گرچہ مطلب دل

بلاوہ کھا کو انروجیں مرے	بڑا وے تبر اطلب اسطرح کی	نیسون نے یہ دی تعبیر اوسکو	ہمارے دلکو راحت اور خوشی ہو
سہاگا در بھاگ ہووے سب کمارا	کہ یہ خواب جلدی آشکارا	اودھر اسبات سے خوش و شکیب	کہ ہو تعبیر ظاہر خواب کی کب
پلا ساقی مجھے جام مے ناب	کہ دل میرا ہوا جاتا ہے بیتاب	تین تیرے جام سے ہون مست سرشار	کروں راجہ رتن کو عشق سے بیدار

رتن سین کا ہوش و حواس مین آنا اور اپنا حال مصیبت کا بت خانہ مین سداشیو کو سنانا



جدا رکھتا ہے تجھسے مجکو جانان	وگرنہ یہ جدا رہنا تو کس کا	بدم کی لکھہ کے درد و بیقراری	رتن کی اب لکھون آہ و زاری
کہ یان جسدم رتن کو ہوش آیا	تو جا وہ یار کا اپنے پایا	لگا بیتاب ہو ہو کر وہ رونے	طپش سے دل کی اپنی جان کھونے
کیا خونناب دل آنکھون سے جاری	لگی افزود ہونے بیقراری	بسا دولت کہ آید بر گذرگاہ	چو مرد اگہ بنا شد گم کند راہ
وہ ہوش آیا تھا بیہوشی کا دم	افاقت سی تو کچھہ غش ہی بھلا تھا	غم آیا اور اوسپر فوج در فوج	کہ جوش بحر جیسے موج در موج
نہ دیکھے پر تو وہ جوگی بنا تھا	جو دیکھا تو کہون کیا حال کیا تھا	خبر سر کی رہی نہ کچھہ قدم کی	نظر کے سامنے صورت بدم کی
تصور کرکے اوسکا قد و قامت	سراوسکے پر ہوئی برپا قیامت	کہون کیا دیکھہ نقشہ اوسنے کا	رر دیوانگی اوسپر ہوا وا
گرچہ صبر تھا غم نے جلایا	رہا تھا کچھہ سو آفسوسے بہا	ہوا غم پر غم دیدار طاری	لگی افزود ہونے بیقراری
غرض حالت یہ اوسکی ہوگئی یان	کہ رہجاتا ہے قالب جیسے بیجان	کیا صبر و تحمل نے کنارا	جو بحر درد و غم نے جوش مارا
بدم کی شکل اوسجا پہ بنی تھی	کہ اوسکو دم بدم یہ جانکنی تھی	اوسے وان دیکھکر آتی تو اوسکی	دل بیکل ہو لیکن کل نہ پائی
وہ کھڑا تھا جو اوسکا رنگ زعفرانی	ہوا ہے رشک رنگ زعفرانی	ہوئی اوسکی وہ کیفی مست آنکھین	بسان مردم بیخور پل مین
اودھر جبسے اوسکے رنگ جوبن	خزان دیدہ ہو کوئی جیسے گلشن	غم جوگی یہ کچھہ دل من سمایا	کہ دل ہی دلمین آجوگی بنایا
محبت نے کی دونون دلمین تاثیر	ہوا بیہوش دونون دلمین اکبیر	اُدھر اوسکو طپش اسکے الم کی	اودھر تھی بیتلا یہ اوسکے غم کی

رہی چندہی اسی صورت شب و روز
صنمخانہ مین جاکے وہ پیرِ براہمن
عجب اک عمر پوجا تجکو مینے
عبور بحر کرنا حسب دلخواہ
کہان کشتی مری لیکر ڈوبائی
تجھے جس شمع کی ہو مثل خس لاگ
مرا خود حال غم سے یہ بنایا
کہون کیا مین کہ پریان جھونپڑیان
زمین پر چرخ سے یان آشکارا
درت پر سنگ کے جوب انبار
نہ پہونچی گرچہ ہم اونکے قدم تک
کوئی ہم مین سے اوسکے تئین بجھاوے
جو ہووے آکے اپنا یون قدمبوس
بیان کرنے لگا احوال سارا
تمھارا جو مکان ہی وان پہ آکے
کوئی دم مین کہ جلتے ہین وہ جیون کا
جلاتی اوسکی بس عالم کو ہی آگ
بدل کر جیون کلنکی بھیس یکبار
سوار گاؤ کاندھے مرگ چھالا
لیے کنٹھی وہ دوڑے اپنے سب ہاتھ
نہادیوا سطر سے آکے پہونچا
ہوئی بھاری تجھے کیون زندگانی
الم ہے کیا تجھے اے غیرت باغ
سرشک چشم تیرا کیون ہی ڈھلتا
کہ ہی تو کون بجھانے کو آیا
کہون مین کیا تجھے غم کا بروگی
پرستش جیتے کی یان دیوتا کی

سہ و خورشید باوانع دل افروز
سدا شیو سے لگا کرنے یہ فریاد
کیا مطلب میرا آہ تو نے
غرض اہ شیر کے مشہور ہمراہ
نہ ای بت تونے کی یان ناخدائی
گئی بھڑکا کہ یون بھی ہی آگ
کہے تو ہوگیا پریون کا سایا
یہان کسواسطے آئین مری پاس
کیا تھا چاند تارون نے گذارا
ہوا جلنے کو دیکر آگ طیار
غبار اپنا تو پہونچیگا بدم تک
شرار درد و غم اسکا بجھالو
نہ کیجے آپ سے پھیر اوسکو مایوس
کہ جلتا ہی کوئی جوگی بچارا
ہی یون بیٹھا غرض دھونی لگائے
کیا القصہ مین نے تمکو آگاہ
تو بچکر وان سے مین آیا ہون یان بھاگ
ہوا اسنگل کے جانب کعبہ طیار
گئے ڈالے گلے مین اور مالا
چلا وانسے وہ گورا چار پت ساتھ
رتن جلنے کو جسجا مستعد تھا
جو ہونا ہی تو اپنی نوجوانی
برنگ لالہ جیون کھاتا ہی تو دل
بیان شمع کرتا تو کیون ہی جلتا
جلے گا اور بھی دونا جلایا
بنا عشق بدم سے ہونگے جوگی
تمنا یان لیجاتی سو نہین ہی

کہ اک دن تنگ آکے بادل ریش
کہ اے بے فیض سنگ تیرہ کہسار
ترے کوچہ کو مین سمجھا تھا گلزار
دم تر ہاتھ مین آوے کسیکے
صدا یون تبکدہ سے اوسکو آئی
کہون کیا بجھسے اپنی حالت زار
مجھے رہ رہ کے ہیگا یہ برکھا
جو آئین تو گئین پھر کیون شتابی
رتن نے جو جواب صاف پایا
یہی بن جیون اپنے اوسنے ٹھانی
لگا ہونے تبون مین اوسکا چرچا
اگر جلجاے گا جسدم یہ جوگی
ہنومان اوسمین اوسکا دکھیوالا
چلے گر آپ ہی تنہا تو پھر کیا
ہزارون ساتھ اوسکے جوگی چیلے
اگر کچھ نام پربھو اپنے کرہے
غرض سنکر سدا شیو مستعد ہو
گلے مین استخوان چند اور ہار
جبین پر ماہ اور موے پریشان
جلو مین ساتھ ساتھ اوسکے ہنومان
بہم کرنے لگا اوس سے یہ گفتار
فلک سے کیا مصیبت تجھپہ آئی
تجھے اے ماہ سچ کہہ کیا الم ہی
تو وہ بولا سپند آسا چمک کر
مجھے ہی عشق کی آتش نے دھونا
جو دیکھے جو مجھے تو شکل محتاج
سدا شیو کا مجھے اک آسرا تھا

غم دوری سے اوسکی مرد و زن ریش
نہ آخر تو ہوا امید وار
سو وہ پرخار نکلا آخر کار
تو البتہ کنارے ہی پہ ڈوبے
نہین یان کچھ خبر اپنی پرائی
دوا اسکی کرے ہو وے جو بیمار
یہ بیداری ہی یا کچھ خواب دیکھا
مجھے جیون عاشقان دیکر خرابی
کہون کیا جو جوا وسکے جی مین آیا
عجب ہے شمع سان یہ زندگانی
کہ ناحق ہی رتن آتش مین جلتا
پڑیگی پھر سبھون پر بپتیا سی
سدا شیو پاس جاکے دم مین فی الحال
ہمین بھی ساتھ ہی اپنے چلاتا
کہ وہ بھی یون ہی اپنی جی پہ کھیلے
تو ای شیوا و نپہ یہ وقت مدد دے
چلا لے ساتھ گورا پاربت کو
بہم ڈالے ہوی جیسے کوئی ہار
سحاب و ماہ جیون دست و گریبان
شفیق حال عشاق پریشان
کہ جوگی کیون ہی تو چلنے کو طیار
جو تونے آگ ہی اسمیں لگائی
ہلال آسا تو کیسکے غم سے خم ہے
وہین قد سونپہ اوسکے سر ٹیک کر
بھلایا تونے سوا آہ و دونا
سو مین آیا ہون اپنا جھونپڑا راج
کہ حاصل ہوگی یان میری تمنا

برآتی جب نہ میری آرزو بان — تو مین ناچار جلتا ہون پریشان — نہووے پاس اپنا جب کے جانی
نہووے برمین اپنا جب کہ دلبر — تو پھر اس زیست سے ہی مرگ بہتر — یہانتک آرزو مین گھر سے آیا
تو ہی بھر کہ مجھے اب کیا کرونگین — جیون کیا خاک بہتر ہے مرونگین — اب اے ساقی مجھے وہ جام بھر دے
پلا وہ مے کہ ہوش ظاہری جاوے مین — تو را پاربی کا پرزاد کے بھیس مین آگے رتن سین کے آنا اور
ہنسی آتی ہے مجکو ہمنشین ایسا کہ عاشق — عاشق کامل پدماوت کا جان کے تدبیر اوسکے پاس جانیکی بتانا
فلک ہیرکس کس شکل سے دیکھو دکھاتا ہے — تو پھر کس کام ایسی زندگانی
غضب ہے یان سے سو مطلب بنایا — کہ جسکا نشہ میرا کام کردے
جو اسرار نہان ہون سب نظر آوین — فلک ہیرکس کس شکل سے دیکھو دکھاتا ہے



سدا ایسو سے ابھی وہ غم کا پالا — بیان کرتا تھا اپنے دل کا احوال — بنا گورا نے شکل اپنی طرحدار
اوٹھا کر منہ سے پردہ روبرو آ — رتن سے پہلے آکے حال بوجھا — کہ تو ای نوجوان کسکا ہی سائل
زبان پہلا پدم کا نام اکبار — مہوا وہ عاشق دل باختہ زار — لگی کہنے یہ گورا مسکراکے
نہ اپنی شکل پر کچھ رحم آیا — کہ او سپر حال یہ اپنا بنایا — لکھارہ تو نے اندر کا سنایا
ہر اک صورت وہان رشک پری ہے — قمر کے داغ جیسے دل اوپر ہے — سو اوس مجلس مین مثل شاہ ہونگین
مین ہون فرمانروای کشور حسن — ہر اک نکتہ ہی میرا دفتر حسن — نہین کچھ قدر واں حسن پدم کی
تمیز و عقل سے تو بہرہ ور ہے — تو بہتر مجھسے کب کوئی بشر ہے — جو دانا در جہان اسکو پاوے
کر اب بس کر دل سے تو گدا کا — کہ بخشونگی مین تجکو بادشاہی — نہ کھوے تو جوانی او گل اندام
فغان بر لب وہ بولا بھر کے آنسو — کہ ہان اے بے مروت کون ہے تو — مبارک حسن ہو تجھکو یہ تیرا
یہ باتین کر نہ مجھسے تو ای بیباک — کہ ہے سب مجکو دس بن اوز جاگ — فدا او سپر ہو اسپر تو جوانی
مجھے جب غیر اوسکے کچھ بھاوے — تو لطف و حسن تیرا کب خوش آوے — نہین بن مرگ مجھکو اور چارا
تو گیا گر حور ہووے آمقابل — تو البتہ قصور اپنا کرے دل — ملے رہنے کے خاطر باغ رضوان
عجب کیا مار بن ہوش زندان — عجب کیا مار بن ہوش زندان

ورائے یار ہرگز مت دری ہو
پری ہی کو تو دیکھے پرے ہو
سنی جب گفتگوی عاشقان
کہ اوسکو یار بن سب زیست تلخ

سداشیو سے یہ کی پھر جگی تقریر
کہ اسپر کر چکا ہے عشق شاطر
مقرر ہے یہ پدماوت کا مایل
دل اسکا تیغ غم سے ہے گھایل

فغان بر لب ہی یہ جو باغ زرد
ہی گرم نالہ ہر دم باد سرد
اسے بس آتش غم نے ہی بھونا
قلق ہر دم ہی اسکے دل پہ دونا

تمھارا اسکے دل مین آسرا ہی
کہ یہ بیمار محتاج دوا ہے
نہ اپنے نام کی ہوگی تمھین لاج
لگ اک تازہ پھر ہوگا نیا آج

رتن یہ اونکی باتین سنکے ہاتھ
ہوا کچھ دل ہی دلمین شاد و خرم
جو دیکھی غور سے اونکی وہ صورت
مجی تب دل ہی ماہی سب کدورت

ہوا معلوم یعنے دیوتا ہے
کہ اوسنے بھیس اپنا یہ کیا ہی
سنی تھی جو نشانی اور آثار
سواد مین اونسے دیکھے سب نمودار

سوار گاؤ باشکل کلنگی
رتن نے جبکہ اوسکی وضع دیکھی
یقین یہ صاف اوسکے دلمین آیا
کیا یسنی سداشیو نے یہ سایا

گرا پانو پہ فوراً اوسکے جاکے
لگا رونے زبس آنسو بہاکے
ہوا یا تک وہ جوش غم گریان
دوبارہ ہوگیا عالم مین طوفان

لگا کہنے کہ آیا تھا مین تم پاس
کہ یان میری برآوے گی غرض آس
برآئی جب نہ میری یان تمنا
سو ہوا یوس اب مین مرچلا تھا

خدا کا شکر سو تمنے دیا کی
بوقت نزع میری آ خبر لی
مرا احوال یہ گاہی شفقت
کہ ہے مجھپر زبس رنج و مصیبت

مراد دل مری اب تم دلادو
بدم سے یعنی اب جلدی ملادو
نہین تاب جدائی مجکو فی الحال
کیا ہی غم نے اوسکے بسکہ بیحال

کہا اوس بت نے اتنی بات کیا ہی
خزان کے دن گئے آئی بہار اب
ہوئی روز وصل پر عیش کی شب
مثل ہی جبتلک کھینچے نہ کچھ رنج
نہ زیرہ جب تلک سر جھکاوے
بسان شانہ زلفون تک نہ پہونچے

نہ پہونچے جب تلک کچھ صدمۂ خار
غبار راہ تا ہرگز نہ ہووے
برنگ سرمہ آنکھون تک نہ پہونچے
نہ کچھ رنج سفر جبتک اوٹھاوے
جلاوے شمع سان جبتک تن من
نہو بزم جہان مین نام روشن
نہین ہوتی کوئی ایسی شب تار
ہماری آرزو ای مضطرب حال
ذرا کر صبر تا لادی پر وبال
اگر یہ ہاتھ آتا ہے تو مشکل
کرون تیری تئین اب اوس سے اگاہ
جوای راہی تجھے درپیش ہی راہ
شتابی منزل مقصود دیکھے
حصار شہر کے ظاہر ہین نو در
سو رہتے ہین غرض مقصد دو اکثر
کوئی جب شہر سے باہر کو جاوے
تو واہو تے ہین او سدم اسی در
وگرنہ غنچہ سان رہتے ہین وہ بند
کوئی غواص ہو غوطہ لگاوے
تو جیون در وہ در مطلب کو پاوے
اگر اک سمت ہی اک چشمۂ آب
یہان کی کشور مالک نے وہ در
رکھا ہی حکمت عملی سی وان پر
کہ ابسمین ایک دروازہ ہی پنہان
درگم سے تو پھر وہ راہ پاوے
اسی صورت سی جی اپنا بچاوے
مبادا یان پہ گر دشمن کوئی آوے
توجیون غواص کر ضبط اب نفس کو
کہ تا غوطہ کی تجکو دسترس ہو
جو ہے مدنظر یہ راہ تجکو
بھرا وسمین کو در کر جا مثل گوہر
صدف آسا کھلا ہی اوسمین یہ در
کبھی تو ہونگے قسمت سی تری وا
نہین جو اور در ہین اوسمین تو جا
کہ شاہنکو بھی عالم جیون کا در ہی
ب آیا عشق سی ہر دم کسان بجرکت تمام
اگر دیوی تو ہی احسان تیرا
الا اے ساقی یار نہ بیان

رتن سین کا در دولت پر گندھرپ سین کے آنا اور برہمنون کی زبانی حرف خواستگاری پدماوت کا گندھرپ سین کو پہونچانا۔

زبس دوسوس آفت نصیبان
سوال دخت رز ہی مجھسے میرا

رکھیکا اِس کی مجکو گر تو محرومم — تو پھر اوکھنا مرا یاسے ہی معاملم — ترے حق مین ہوئیگی یا نہ ہوئی — رتن کیسی لگا دونگا مین ہونی
سمجھ کے اوسکو جو مقصود کی — گیا تھا وہ سدا شیو مرد آگا — ادھر بے جوگیان کا ساتھ شکر — حصار شہر کے آیا وہ در پر
درد دولت جو گندھرپ سین کا تھا — اوسے سو چار سو کر آگے گھیرا — غرض یہ بات جی مین یہ سمائی — درد دولت پہ آدھونی لگائی
کرے وہ جنگ تو پھر جنگ کیجے — بہر صورت پدم کو اوس سے لیجے — سمجھگا ہان وہانگا تھا یہ معمول — پرستارین تھین جاتی لینے کو پھول
نکل کے شہر سے گلشن مین جا کے — رتن سین کا در دولت پر گندھرپ سین — گل اپنی جھولیو نمین دانسے لاکے

کے آنا اور برہمنون کی زبانی خواستگاری پدماوت کی کرنا،



اوسی ہمون تھین گل سی بناتین — خوشی سی پھر نہ تھین پھولون سماتین — چلا گھر سے سو خیل پرستار — سو دیکھا جوگیون سی در کو گلزار
نہ دروازیکو کھولا اور جھٹ کے — گئین سب الغرض وانسی واپس لاکے — کہا راجہ سے یہ لوگون نے جا کے — کہ جوگی گرد ہین دولت سرا کے
مسلح جنگ کا ساہر گدا ہے — نہین معلوم مطلب اُنکا کیا ہے — کہا راجہ نے پوچھو تو ادھین جا — کہ مقصد مجھسے ہیگا آپ کا کیا
اگر ہو خرچ رہ کا تمکو درکار — جواہر دون تمھین مین اور دینار — کہو پوشش تمھین سبکو بنا دون — بنا کے کہربائی بھی رنگا دون
اگر راہ چلنے سے ہو عاری — تو بارہ دون تمھین سنگ اسوار — کیا چاہو اگر تم استقامت — تو بنوا دون ابھی باغ عمارت
رتن بولا اونھون سی اے فلانی — کہو راجہ سے یہ میری زبانی — نہ پوشش کی ہمین خواہش نہ زر کی — نہ دل مین کچھ ہوس لعل و گہر کی
مکان سے فیدا اپنے دل کو کم ہے — کہ مثل وحشیان جوگی کو رم ہے — نہین مطلب کسی اشیا سے ہمکو — مگر خواہش ہے یہ لیوین پدم کو
یہی ہے بھیک اپنی اور خیرات — سوا اسبات کے دلمین نہین بات — ترے در پر ہم اپنی جان دینگے — غرض ہم تجسے پدماوت کو لینگے
یہ سنکر بندگان بادشاہی — لگے کہنے کہ بس اے مرد واہی — یہ کیا گفتار ہے اپنی زبان تھام — ترا منہ جو پدم کا لیوے تو نام
قدم جسجا نگہ کا باز پس ہو — وہان پھر کیونکہ تیرنی سرس ہو — خیال وہم بھی جاتا نہین وان — تجھے کیا حرف نسبت اوس سے نادان
گر اپنی زیست اپنی تجکو درکار — نہ لیجو نام لب پر پھر یہ زنہار — عبث دیکھی ہے اپنی موت پر دل — کہ بس ہے یہ خیال خام مشکل

یہ راجہ ہے وہ غرت دار نامی ۔۔۔ ہین رایان جہان اوسکے سلامی ۔۔۔ ہی فوق غرت اوسکا قدر پیر
سُنی یہ گفتگوے نامرادار ۔۔۔ تو کھینچے تم سبھون کو برسر دار ۔۔۔ نہ اور جاوین کہین گو لونکی مارے
کہو یہ حرف مت اپنی زبان سے ۔۔۔ صلاح وقت یہ ہی جاؤ یان سے ۔۔۔ گو جی خیر سے یان دم نہ مارو
غرض یہ سنکے بولا عاشق زار ۔۔۔ کہ ادھنا ہی یہان سے سخت دشوار ۔۔۔ یہ سر جاوے یہ کوئی ہم ہین جاتے
دکھاتے ہو ہمین کیا تیغ و خنجر ۔۔۔ نہین آتا ہمین اس سے ذرا ڈر ۔۔۔ ہون تب سے بارکش رنج و الم کا
غم ہجران سے بس آیا ہو ہمین تنگ ۔۔۔ نہین مرگ اور مصیبت سے مجھے ننگ ۔۔۔ کہ ہون اسبات سے کچھہ ہم ہراسان
لڑوگے تو لڑینگے اور لین گے ۔۔۔ نہ لین گے گرچہ اپنا جی تو دینگے ۔۔۔ تو یان بھی کم نہین تیر و سنا ہی
یہ سُن باتین ملایم اونکی اور سخت ۔۔۔ کہ تھے وہ مستعد مرنے پہ اک سخت ۔۔۔ کیا احوال سارا جا کے اظہار
سنی یہ گفتگو راجہ نے جسدم ۔۔۔ ہوا قہر و غضب سے کیا وہ برہم ۔۔۔ کرین یہ لے اوج ذکر ایسا
عجب صورت سی مانگین ہین خیرات ۔۔۔ مثل ہی یہ کہ چھوٹا منہ بڑی بات ۔۔۔ گدا و شہ مین کچھہ ہی حرف نسبت
غضب ہوکر بہت سا غصہ فرما ۔۔۔ لگا کہنے کہ انکو باندھہ لو جا ۔۔۔ سو میرے یہ نہ دام غضب ہین
لڑوا دنے شباتی جا کے مارو ۔۔۔ اوٹھونکا بار تن سر سی اوتارو ۔۔۔ فقیرونکی غرض یون خیر خواہی
کہ اے فرمانروے ملک سنگل ۔۔۔ گدا کم یہ نہین ہین بلکہ دنگل ۔۔۔ مصمم قتل کے آہنگ ہے
وہ عقدے ہین جو باہم خیر و شر کے ۔۔۔ سو ہاتھون مین نہین مطلق بشر کے ۔۔۔ تو بس ہوویگا عالم مین یہ مشہور
کہ آئے تھے یہان جوگی بچارے ۔۔۔ گئے ناحق یہان بجرم مارے ۔۔۔ ولے اسمین نہوگا آپکا نام
نصیب دشمنان نوع دگر ہو ۔۔۔ تو یہ مشہور ہر جا بیشتر ہو ۔۔۔ سپاہ مور سے بھاگا سلیمان
حقیقت کوئی سمجھے گا نہ داہی ۔۔۔ یہ شہرہ ہوگا مہ سے تا ماہی ۔۔۔ نلاکے تاب اور ہمکی ہراسان
مگر اے تاجور یہ کام کیجے ۔۔۔ کہ اونکو شہر مین آنے نہ دیجے ۔۔۔ یہ آیا فکر ناقص مین ہماری
وزیر عمدگان کی سنکے تقریر ۔۔۔ ہوئی بس دلنشین راے جیون تیر ۔۔۔ پہ تنگ آپ خورسی اے مہاراج

طرف پدماوت کے فراق نامہ بھیجنا رتن سین کا اور زبانی قاصد کے بھی پدماوت کو ظاہر ہونا کچھہ حال اوس بے چین کا

کمر کو کھول کر بیٹھے وہ خرسند ۔۔۔ کہون احوال خط عاشق زار ۔۔۔ بگوش دل سن اے دانا خردمند
غبار غصہ ہونا دامن خاطر سی جاتا رہا ۔۔۔ وہ دربان یانسے جا کے پہنچا یا ۔۔۔ نہ انکو جب ہوا کچھہ حال معلوم
بلا ساقی شراب ناب گلرنگ ۔۔۔ کہ یار داب صلاح وقت کیا ہی ۔۔۔ کیا اسنے کہ جو مرضی تمہاری
ہون جسکے نشہ سے مست سرشار ۔۔۔ کیا یہ نامہ جانسوز تحریر ۔۔۔ رگ مژگان سی پہلے اک قلم کی
جواب اون جوگیون نے کچھہ بنایا ۔۔۔ کیا بس خون دیدہ سی وہ افشان ۔۔۔ رکھی مین اسطور اوسکی پر اونو
تو فرمایا رتن نے جوگیون سے ۔۔۔ غرض یون کرکے یار دنسے وہ پیغام ۔۔۔ کیا احوال سارا جا کے اظہار
مطلا کاغذ نامہ نہ تھا دان ۔۔۔ رکھین کیا وصف وسکے ہم بیان

گل باغ حیا و سرو قیامت — بہ گلزار جہان رہیو سلامت
کرا اے آرام دل او مونس جان — بہار باغ عشاق پریشان
وہان اے گل تو محو گشت گلزار — یہان مین مثل بلبل بادل زار
وہان خوش خواب تو اے رشک مہتاب — یہان مین شام سے تا صبح بیخواب
بد بجمعی تو وان اے راحت جان — مین یہان جیون زلف پریچ پریشان
یہ غفلت تا کجا کہ او خود آرا — ادھر بھی اک نگہ اے بت خدارا
تب ہجران کا تیری ہو نہین بیمار — دوا ہی میری عناب لب یار
کبھی بسمل پہ تو بہر تماشا — خدا کے واسطے تشریف فرما
سر بالین یہ میرے اے ہمدم تو — مسیحائی کو لا اپنے قدم تو
تو آ پر نور میری انجمن کر — شب غربت کو تین صبح وطن کر
پریشان بسکہ اے رشک چمن ہون — بسان گل دریدہ پیرہن ہون
ترا اے رشک لیلیٰ ہو کے مفتون — پھرا صحرا بصحرا مثل مجنون
خیال زلف تو پیش نظر ہے — یہی دہیان اب مجھ شام و سحر ہے
خیال وصل ہی تیرا گل اندام — رکھے ہی مجکو زندہ کام ناکام
رکھے چھاتی پہ لاکھون غم کی تیغہ — تری در تک تو آ پہونچا ہون مرمر
پری وش نے پر پرواز پایا — قدم تک تیری تو مین سر آیا
یہ لکھکر چشم سے کر خونفشانی — کیا نامہ کو اپنے ارغوانی
لکھے تھے وہ بھی خون دل سے اے یار — زبس رنگین نظر خط گلزار
برنگ گل لکھا تھی سب حرف یکسان — کہ معنی اونمین تھی آتش سی پنہان
غرض لے ہاتھ مین وہ خامہ عشق — رقم جب کر چکا وہ نامہ عشق
کہ اے پیک پر پرواز عاشق — سراسر چارہ و ہمراز عاشق
غرض طوطی نے جب نامہ اوٹھایا — بہت سا چوم آنکھون سے لگایا
زبس تھا خونفشان وہ نامہ یار — کہ جیسے سرخ ہو طوطی کی منقار
بجائے تارکندن تا رد گیر — کسی کوچے مین گر جاتا ہی جلکر
زبانی بھی ادسے کیجو گا ای یار — ہے تجھ بن زیست مجکو سخت دشوار
مکدر دل میرا ادسکا ہووے — تو اوسکو جاکے میل اشک دھووے
عجب صورت سے جاکے اوسکو دیکھا — عجب جس سے اوس طوطی کو آیا

پس از آداب شوق دلکھہ تمنا — کیا یہ نامۂ جانسوز انشا
چراغ افروز بزم عاشق زار — سحر میری ہی تجھ بن اک شب تار
وہان سرخوش تو اے شمشاد قامت — یہان بر پا مجھے تجھ بن قیامت
وہان تو رونق کاشانہ شمع — مین یان بیتاب جیون پروانہ شمع
تو مصروف طرب محفل افروز — مجھے جیون ماہ تجھ بن داغ جانسوز
کسی صورت مجھی صورت دکھاوے — مریض غم کو اپنی اک خفا دے
مریض رنج ہجران کو تری یاد — ہے مجنون کنار و بوس درکار
عجب کیا آئے تو آرام جانان — ہے واجب مور پر لطف سلیمان
کہون کیا مین کہ اے مہر درخشان — ہی بے ترے شام غریبان
غرض تجھ بن الم سی نشا ہی گلرنگ — برنگ غنچہ رہتا ہون مین دلتنگ
ترے غم نے مجھے جوگی بنایا — کہ ہون مین چھوڑا اپنا راج آیا
قدم ہی موے سر گذری اے یار — نشان خار پا سر سے نمودار
دکھا کر شکل تو جب سے گئی ہے — کہون کیا تب سے اک آفت نئی ہے
جو صندل تو نے چھڑکا مجھ اوپر سے — سواد اوس سے ادھی اک درد سر ہی
یہ دربان بیمروت طبع ناسازگار — نہین کرتے ہین لیکن در کی تیمار
کروں کیا مین کہ بس ہون سخت ناچار — در و دیوار سے رہتا ہون سرمار
جو نامہ پر وہ تھے الفاظ اوسکے — سیاہی سے نہین اوسنے لکھے تھے
یہ آتش بین عبارت مین تھی اوسکی — زبان خامہ تک بھی جل گئی تھی
لکھے جاتے نہ وہ کاغذ کے اوپر — نہ ملنا گر اوسے بال ہما کے
کہا اوس طوطے دستان سرا سے — کہ پر جسکے تھے خوش بال ہما کے
کسی صورت یہ نامہ اوسکو پہونچا — کہے جو کچھ جواب اسکا ابھی لا
کہا اسنین لگا کے تار کندن — بنا دو جلد میرا طوق گردن
غرض جسوقت گرمی اوسکی پہونچی — گئی جل بس اوسیدم گردن اوسکی
ذبانی نامہ کہا کچھ کچھ زبانی — کہ اے سرسبز رشک بوستانی
اور انامہ کو طوطا اسکے فی الحال — ہوی عاشق کے پیک اشک دنبال
کہ اسنین وہ پر پرواز طائر — پدم کے پاس پہونچا نامہ لیکر
کہ ہوی سرمبز رشک سنبل — پریشان ہوے ہین رخ پہ بالکل

جو کچھ اُنھیں ہے مہر و قمر ہے
سو اودسکا رنگ مہتاب سا ہے

عرض اودسپر جو اک بار الم ہے
بیان سرو قامت اب خم ہے

پر نگ گل تھا اودسکا سرخ جوبن
سو ہے جیسے خزان دیدہ ہو گلشن

عرض اُس شکل سے جیون نعم کی تبدیل
عجب حیرت سے بیٹھی تھی وہ دلگیر

ہوئی نیچے دو پھر کچھ ہوش آیا
تو اودس محرم کو چھاتی سے لگایا

سنائے ہو فا اودسکا کچھ احوال
بنایا جسکے غم نے یہ مرا حال

کہ بس اودسکے تصور سے ہے جینا
نہ خوش آتا ہے کھانا اور پینا

کہون کیا تجسے اپنی بی قراری
کہ ہر شب مین ہون اختر شماری

بر نگ شام تیرہ بخت تر ہون
اگر یہان چاک مانند سحر ہون

مجھے شام و سحر اودسکا الم ہے
اودسے کیا شغل یارون سے بہم ہے

سنی جب اودس سے طوطے نے یہ گفتار
طریقانہ تو کھولی اپنی منقار

یہ فرماتی ہو جو تم مہربانی
سو ہے اب بندہ پرور سب زبانی

غرض بیٹھی اپنے گھر مین خوشحال
اور اودسکا وان تلک پہونچا ہے احوال

زمین پر ہیں یہ دریا جتنے جاری
سو ہے اودسکا یہ فیض اشکباری

یہ اشک سرخ اودسکا وان سے
کہ جس سے رنگ خون سارا جہان ہے

نفص سے یہ فلک پر ہے جو سرخی
ہے سرخی وہ اودسی کی سیل کی

جبین پر بھی تری ہے گا جو سنیدی
بلا اشک ہے یہ اشک سرخ رنجور

پرستشگہ مین جا کر دیوتا کی
ہوا رنج و غم ہجران کا شانی

صدا آئی اودسے کا مرد نادان
ہوے ہم بھی اودسکو دیکھ یجان

یہ کہکر اور پھر اک آہ جانسوز
کہ چلیے تا بکے غم سے شب و روز

سدا شیو گر خبر اودسکی نہ لیتا
وہ جل جلکے وہ اپنی جان دیتا

سو اودسکی رضا پر وہ رضے چھوڑ
غرض اب بیٹھی ہے ہر طور

تمہارے باپ کی جو کچھ سپہ ہے
ہر اک در سے سو اودسکی سدا ہے

کرو نیمین کو ہر شک اور مین نخت دل عشرت
جواب نامۂ بدھاوت کیطرف سے رتن سین پاس آنا اور رتن سین کا تحفی

بلاؤ سے کہ مین جلدی سے جاؤن
سر انا فیض اسے جو قلم ہے

پڑھا وہ نامۂ مشتاق لیکے
پڑھی اودس نے عیفت جبکہ سارا

ہی یان تک عبرت نعم کی یہ تاثیر
کہ چشم اودسکی ہو شکل چشم تصویر

نعم تازہ ادسے جیسے ہی ایران
ہوئی وہ رشک لیلی شکل مجنون

رہی تھی یا کلی پھولون مین جو گل
ہوئی لا غر سو اب مثل رگ گل

نظر اسمین پڑا وہ قاصد یار
سیجا دم شفاے جان بیمار

پیار اودسکو بہت سا کر کے وہ پیار
لگی کہنے اودسے پھر بھر کے یون آہ

بیان کر مجھسے اودسکا حال کیا ہے
مرا تو حال سب پر بر ملا ہے

نعم الفت مین اودسے مین شب و روز
ہون مہرومہ سی باداغ دل افروز

جو سوتی ہون کبھی مین فرش گل پر
تو چبھتی ہی رگ گل مثل نشتر

انیس وقت اپنا تو ہی نعم یان
جلیس بزم اودسکا کون ہے وان

نہین اودس بن مجھے یان چین و آرام
وہان درپیش ہی کہنا اودسکو کیا کام

اگرچہ کہنا تو ترک ادب ہی
نعم عاشق ولے صاحب کو کب ہی

تمھین کچھ غم بھی گر عاشق کا ہوتا
تو گاہے بھی نہ لیتین تم خبر کیا

کہ جب سے تم کو دیکھا اک نظر ہے
ہر اک دم اودسکے تئین نو خطر ہے

بستی دیکھہ پیراہن دیتیرا
ہے شک زعفران رنگ تن اودسکا

سحر خورشید نکلے ہی جو گلگون
اودسی کا دان تلک پہونچا ہی یہ خون

غرض ایسی نہین باقی کوئی حال
نہ پہونچا دان ہو سیل خون اودسکا

بیان کیجے کہانتک اودسکا احوال
کہ اکدن وہ غم ہجران کا پامال

بصد امید جانان ناشکیبا
بیان کرنے لگا دل کی تمنا

ہوا مایوس پھر وہ آرزمند
امید وصل سے تھا جو کہ پابند

اودسی جاؤ میر لکڑی کا بنا کے
ہوا بس مستعد آتش لگا کے

تسلی کر کے سو وہ مرد آگاہ
گیا اودسکو سمجھا کے اب وہ کچھ راہ

حصار شہر تیرا ہے جو اے ماہ
مع فوج گدایان وان ہی وہ شاہ

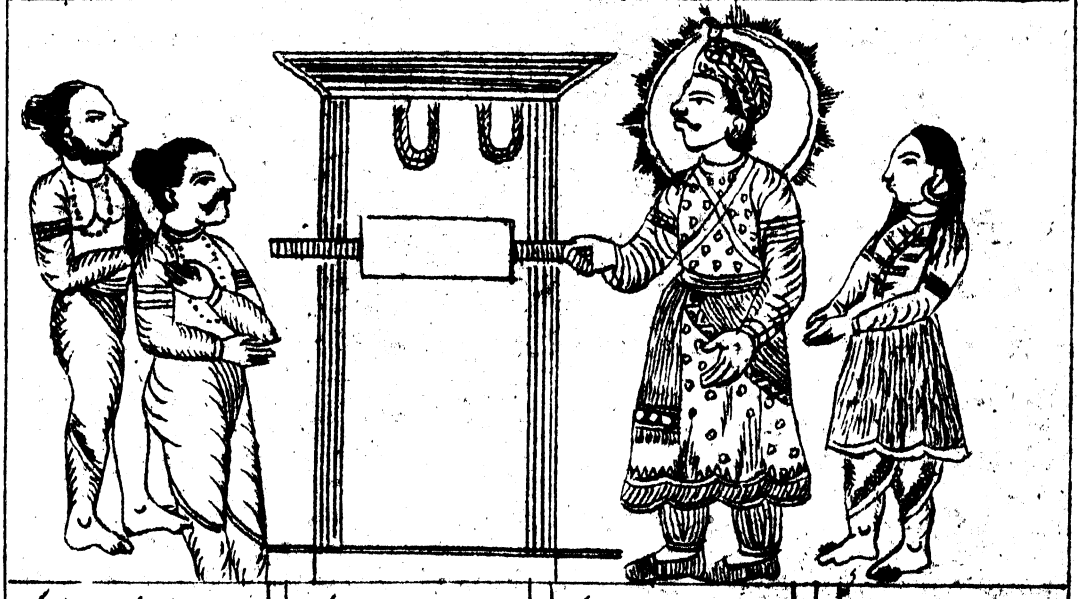
اب آگے جو کہو سو وہ بجا ہے
بہر صورت یہان آوے کہ مر جاے

شتاب قاصد جانان کہ نامہ لیکے آتا ہے
کہ آیا یار کا مدت مین پیغام

سو وہ اسطرح مصروف رقم ہی
کیا خون جگر انکھون سے جاری

قلم لے ہاتھ مین وہ رشک تصویر — جواب اوسکا لکی کرکے وہ تحریر — نہ فرما برد ہوے کشور عشق — رتن یعنی کہ زیب افسر عشق
ترا تاج و نگین عشق دایم — بہ فرق عاشقان دل رہیو قایم — پس از آداے شوق صد ملاقات — یہ ظاہر ہو ترے الفت آیات
کہاے گلدستہ باغ محبت — برنگ لالہ باد داغ محبت — اسیر الفت گل مثل بلبل — بدل خار و صال حسرت گل
وہ تیرا نامہ اے سرو خرامان — ہر اک جملہ تھا جسکا چون گلستان — لکھا تھا بسکہ از خط بہاری — سو آیا وہ بعین انتظاری
معنبر تھی جو اوسکی روشنائی — تھی شاید مشک عنبر سی بسائی — نہان ہر حرف مین تھے وہ خالی — کہ جون ظلمت مین اب زندگانی
زبس وحشت فزا معنی رقم تھی — مگر مژگان آہو کے رقم تھے — یہ رسم خط در آوردہ پر از نور — مسلسل جسطرح سے کاکل حور
یہ تھی مین السطور اوسکی نمایان — کہ نور روز شب دست و گریبان — یہ رنگین کاغذ نامہ تھا یا گل — کہ شرمندہ ہو جس سے دفتر گل
ہویدا حرف اوسکا سو کہون کیا — بصد خوبی کلید قفل دل تھا — کیا تھا جو رقم تو نے سے اول — ہوا جیون سرمہ زیب چشم بلبل
جو حالت ہی تری اے مہربانان — کہون مین ان سے یان و چند و چان — گذ غم ہی تیری ہون مین گاتی — ہی جیسے شمع ساری رات جلتی
نہین مقدور لیکن اسمین میرا — کہ بکھون آگے مین دیدار تیرا — تو ہی اوسجا پہ جیسے بلبل زار — یہان مین مثل گل پہلو پر از خار
حیاے خلق پا تو نہین ہو زنجیر — مگہ بھی نجمہ ملک پہونچے تو کیا آہ — کہ ہی مژگان سے لاکھون خار در راہ
کہ نالہ آنہین سکتا زبانتک — نہین غیر از سبب اوسجا گذارا — کہ ہے دل وہ پریشش کا ہمارا
تو پھر میری بھلا کیا اوسمین تقصیر — کہ مین آئی وہان پراے پریوش — سو تو بس دیکھتے ہی ہو گیا غش
یہ تجکو ہوش ذرہ بھی نہ آیا — جو تو اے کاش او سدم ہوتا ہشیار — گلے کا اپنے مین دیتی تجھے ہار
بہر صورت مراد اپنی بر آتی — گذرتی گرچہ اوسپر نا گوارا — ولے بن پر نہو تا اور چارا
مثل مشہور ہی سو یا سو جوکا — لحاظ شرم سے صد حیف ہیہات — اور اب مین کہ نہین سکتی ہون یہہ بات
سدا جلتی ہون مثل شمع فانوس — اگر منظور ہی تجکو بھی یہ کام — تو آکیجا تا کے یہ چین و آرام
تو ممکن ہے در مقصود پاوے — مری وہ منزل صعب و حصین ہے — زمین پر دوسرا عرش برین ہے
تو البتہ تو میرا وصل پاوے — سراسر لکھ چکی جب حالت زار — کو کر مافوت پھینکا غم کا طومار
کی اوس طالع نے اوسجا گہ سی پر — جہان وہ منتظر بیٹھا تھا مضطر — ویا سولاد سے مکتوب دلبر
کیا احوال اوسکا وہ اداسب — جو وصل گل کا مژدہ اوسنے پایا — نہ پہراہن مین پھولا سما یا
غرض آپہونچا وہ چشمہ کے اوپر — کہ شب بس پردہ دار عاشقان ہی — اسی بن روز مطلب کا نہ ہاتھ آیا
گرے چندی مصاحب اوسکی ہمراہ — نہ پانی ہی او نہین کچھ رنج پہنچا — مگر وہ چشمہ جاوید سی بنا تھا
تو ڈر ہی اوسکے اوسکا پیچھا کرتی — رکھے قفل بسکہ اوسکی ہمنشین نے — ہوا تا ثقف کو چھپنا اوسپر مشکل
نہ پہونچے آدمی کی اور کو دان اغاثت — بصد محنت جو کوئی چڑھے دیوار سے — تو پھر اوس شہر کی کرسی کو پاوے
بسان دزد صرف انتظاری — زبس رشتہ وہ اوسکا جا بجا تھا — در ازی مین گو یا طول امل تھا
گر ابس اسمین او نکا طشت زریں — کیا ناگاہ شب نے جو کنارا — ہوئی صبح قیامت آشکارا

غرض سب پاسبان شہر اک با | ہوئے راز مفصلہ سے خبردار | کیا اپسمین ملکہ سب یہ شور | کہ چوری کیلئے آئے ہین یہ چور
کہا راجہ سے جا کر سب نے اظہار | کہ وہ جوگی جو ہین سب دن دمکا | نقب دیکر سو وہ چوری کو آئے | کہ اسمین ہمنے جلدی دیکھ پائے
خیال اونکا محل کے سمت کو تھا | کہ ہمنے راہ مین تھا اونکو گیرا | کہو جیسا ہم اونکی پیش آوین | اوسی جا مار ڈالین یا کہ لاوین
خبر جسوقت یہ راجہ نے پائی | عقب سے سنکے اوسکو تپ چڑھ آئی | برہمن تھے کئی وہ جو مصاحب | تو یہ کہنے لگا اون سے کہ صاحب
کرین جوگی چوری کا اونکی ارادہ | سزا اون بیرہ بختونکی ہی بھر کیا | کہو اسکی جو چارہ اونکو سزا دون | خیال دزدی کا اونکو مٹا دون
اونہون نے دیکھ لیکے اپنی وہ تقویم | کیا یہ مسئلہ راجہ کو تعلیم | کہ اسے جو ہوا ایسا کام طیار | تو بھرا اوسکی سزا ہے گی سزاوار
سوا اونکو لیکے سولی پر چڑھا دو | حکم سولی دینے کا واسطے جو کیون کر صادر ہونا اور | سوا اسکے نہین مت کچھ سزا دو
کرے گر گشت راز بام معشوقونکا عاشق کی | رتن سیسن کا اوپر محرومی دیدار دلدار کی افسوس کرنا اور رونا | جناب عشق سے بھرا اوسکو حکم دار الفنا ہے



مین ہون ساقی کی دختر زرکا ساقی | سو ہے وہ میری خونریز یکا مائل | جو مجھپر فوج غمزہ کی تعین کی | سو مین چوری بھی کچھ ایسی نہین کی
مگر یان مین رتن کا ہون خواہ | کہ جسکو تہمت دزدی لگے آہ | وزیرون سے کہا راجہ نے جا دو | غرض جتنے ہین سبکو باندھ لاؤ
بحکم رائے لیں دستور اعظم | لیے لشکر مسلح ایک باہم | چلا اودھر کو جیدھر وہ گدا ہی | کہ تا جاتے ہی اونکو باندھ لاوے
سمع لشکر ہوی جب یہ نمودار | کہا باوس فوج سے جاکے پیکار | اودھر تھے ساتھ دھنی رتن کے | بھم کر مصلحت آپسمین بولے
چلی آتی ہی لڑنے کو جو یہ فوج | بیان بحر جوشان موج در موج | وہ اچھا جو یہ ہمکو باندھ لیوین | اذیت جو کہ دینی ہو سو دیوین
سوا آگے ہی نہ کیون پھر جنگ کیجے | بقدر اپنے اکبو ہنگ کیجے | جو کچھ ہونا ہی قسمت مین سو ہوگا | یہ کیجے سامنا تو دشمنون کا
رتن بولا اونھین سنتی ہو یارو | رہ معشوق ہی یان دم نمارد | نہین منظور مجکو زندگانی | ہی بار سر سے تن کو سرگرانی
یہ تنگ آیا ہون مین بھی زندگی سے | نہ خوش آتا ہی جینا مجکو جی سے | رہ معشوق مین سر دیکے جاہون | ہراساں پھر بھلا مرنیسے کیا ہون
جو میرے سامنے دیوار و در ہے | بدم کی شکل ہی پیش نظر ہے | تصور اوسکا بس جانا نہین ہے | سوا اسکے نظر آتا نہین ہے

جو تم کہتے ہو یہ لشکر ہم سے — سو خلقت نہیں مجھ شکل بہم ہے
جھکا نا سر کو ہے عین عبادت — شہادت بلکہ سر تا پا سعادت
رہے قسمت کہ مارا جاؤں میں آج — تو جانون عشق کی پی مین سے راج
رہ معشوق مین کرکے گذارا — اونھون نے مطلقاً سودہ نہ مارا
جو آئے وہ مسلح جنگ کو یان — سوا اونکو پہچلے کر زیب نہ دان
چلے تھے رد دی دو تخانہ کردہ — ملاقی ہو دین تا جانانہ کے دہ
زبس تیغ بیاست سی سر اسر — سومرتے ہین کوئی دم مین وہ تیتر
سنا اوس نے کہ وہ حال پریشان — برنگ قطرۂ آغشتہ بہ مرگان
گئی یہ بات اوسکی جبکھ دی کان — کہون کیا اور گئی یکبا اوسان
اگرچہ تھی ہی دل پر بیقراری — ہوئی اوسوقت لیکن زیست بھاری
بغیر از وصل جانان زیست کس کام — گرا دون آپکو جبون طشت از بام
اودھر دربار مین جتنے تھے حصار — کیا راجہ نے اونکو حکم یکبار
ہوئی اکجا ہزارون دار یا — فلک پر تھا سر نیزے جنھونکا
بحکم رتن آگندہ ہر سین سو آج — سر سولی کے آگے ذبح ہین ہاج
یہ تنگ آئے تھے یہ بھی زندگی سے — طلب کرتے تھے موت اپنی خوشی سے
تو مرد کیون نہ اوسکی جستجو مین — بھلا ہی جان جاوے آرزو مین
جو ہین دیکھی رتن نے دار یا — ہنسا وہ آپ اوسکو رولایا
کھڑے تھے وہ جو اوسکے گرد سارے — ہوئے بیخود گویا بجلی کے مارے
گیا مارا جوان یہ اپنی جان سے — تو گویا حسن جاتا ہی جہان سے
کوئی بولا کہ اپنی جان دیجے — ہین آوے گو رہائی اسکی کیجے
اودھائی ہی جو اونے یہ مصیبت — خدا جانے ہی اسکی کیا حقیقت
کوئی بولا یہ شکل پھر نری ہی — نہ سمجھو جو کہ اسکا سر سری ہی
کوئی بولا کہان وہ اور کہان یہ — مگر ہی عاشق بے خانمان یہ
ہمین البتہ ابدال اسکا غم ہی — کہ ایسی شکل ہی عالم مین کم ہی
شمکش مبتلا آدار ہون مین — پریشان یا دل صد پارہ ہو مین
ہوا الفت کا اوسکا انتہا آج — کہ اب عشق کی سولی پہ ہی راج
نمودی گرچہ برمین اپنا دلبر — تو پھر ہی زندگی سولی کے اوپر

خوشا دم سامنے جو یار آوے — وہ یا صبح جفا کو آزماوے
پدم ہے وہ یہ مین راجہ رتن سین — وہ میری جان ہی مین اوسکا جوگین
یہ تھی گفتار اونمین ہیجا یا — کہ اوسمین چار سو آکے گھیرا
کتاب عشق سے تھی اونکو تعلیم — سبق تھا اون پہ جو یونکا تسلیم
ہوا یہ ماجرا مشہور ہر جا — کہ تھا جویان یہ حلقہ چھ گینون کا
سحر گاہان عسس نے اونکو پکڑا — عرض دام مصیبت مین ہی جکڑا
ادھر یہ ظاہر احوال رتن سین — ادھر وہ چین عاشق گھر مین ہمچین
مع خیل فقیران با دل زار — ہوا جاہی ہی اب زیب سردار
ہم مل مل کر اپنے دست افسوس — لگے جلنے برنگ شمع فانوس
لب بام آکے جی مین بھی یہ ٹھانی — کہ بس فعل عبث ہی زندگانی
ادھر ٹھانی تھی یہ جی مین مدن نے — شفا بخش مریض درد غم نے
اودھین گن گن کر سولی چڑھانا — مزا خیرات کا انکو چکھانا
ہوا اسبات سے عالم خبردار — وہ جوگی یعنی ملک غم کے سردار
یہ تھا بس کوچہ و بازار مین شور — ہن ناحق دار پر چڑھتے ہین منصور
یقین تھی صاف اونکو یہ بات — نہین بلنے کی وہ دن خواہ خیرات
چلے لیکر انھین جلاد خونخوار — کہ بس رکھدے یہ سبکو سر بدار
وہ ہنستے مین جو اوسکے دانت دیکھا — کہ جیسے ناگہان اک بجلی چمکے
کوئی رو رو کے اوسپر جی جلاکے — یہی کہتا تھا واں آنسو بہاکے
ہزار افسوس اوسکی نوجوانی — یہ آئی کیا بلاے ناگہانی
کوئی کہتا یہ جوگی ہی یہ جوگی — یقین ہی بخشدے یہ غم کا بروگی
کوئی کہتا تھا ہر دم کفن کرکر — یہ بھیس آیا ہی راہ صون کرکر
کوئی بولا کہ گوپی چند ہی یہ — جو قصہ جوگ کا پابند ہے یہ
ولیکن ہمکو ہیگا یہ پرکھنا — کہ وہ کانوسا آنکھون سے دیکھا
کوئی گر ذات اوسکی پوچھتا آہ — یہ کہتا ذات اپنی مین کہون کیا
غم الفت مین جسکے ہین بروگی — پھرا صحرا بہ صحرا ہن کے جوگی
مجھے بن پوچھے سوئی پھر چبھادو — عذاب زیست سے یعنی چھڑادو
فلک کو دیکھیہ وہ شور بیداد احوال — غم عشق بدم کا یعنی پایال

کہاں ہاتھی کہاں مجبوری سے ہرنا — پڑھے تھا جب حال اپنے یہ اشعار — قران و مشتری دیکھا نہ یا ماہ
نہ سنہ دیکھا جو اوس نے ہرجنین کا — کہ سر پر سایہ مریخ آیا — یہاں آیا ہین جسکی آرزو مین
سواد اوسکی راہ مین سر دیچکا ہون — بدل صد داغ حسرت لیچکا ہون — نہ تھا مین بسکہ الفت مین ادھورا
سر و پا بر سر راہش فدا شد — کہ این بار گران بدخوش ادا شد — سو ملک عشق کا ہوتا ہون سردار
ہو میری عاشقونمین یہ بڑائی — اگر ہر مو تن ہووے مجھے دار — وے پھر نا مجھے ہے ننگ و عار
یہ مسکر بندگان بادشاہی — ہو جسکو یاد کرنا یاد کرے — کہ اوسکی یاد سے دلشاد کرے
جو ہو منظور تجھکو کردہ اظہار — کہ جس پیچھے ہو دم مین سر ترا — یہ بولا مرگ سے کب مجھکو غم ہے

نہین اوس بن مجھے کچھ چین و آرام — سداشیو کا لباس ہمن مین آجانا اور گندھرپسین کو
اوسی ہون شراب غم سے مدہوش — حال رتن سین کا زبانی طوطے کے مفصل سنوانا
پھنسا کر دام غم مین عاشق بیکلوا ہے عشق — دیکھو کس طرح عشق اپنی طرف کھینچتا ہے — کراہے ساقی بیان مشکل کشائی
پلا وہ مے کہ ہو کے مست سرشار — کہون حال رتن سارا بیان دانا — کہ تھی اونسے یہی گفتار اوسکی
گروہ عام مین جس جا رتن تھا — سو پہلے اسنے چھپکر حال دیکھا — کہ ہے نام پدم اوسکی زباندانی
ہر اس مرگ مطلق کچھ نہین ہے — بظاہر تن یہان ہے دل وہین ہے — سداشیو نے سنا یہ کچھ زبانی
بنا کر شکل اوس نے برہمن کی — بغل مین اپنی لیکر ایک پوتھی — کہ جلد اونکو آیا حکم ثانی
جو بیٹھے دستور ان ہمن کو دیکھا — ہوا دربار لوگونکو اک پر کھیا — عیان دربار مین راجہ کی آگے
ہو رایان جہان مین جو مہاراج — اوسی دم دست چپ سے تو دعا دے — یہ کی لوگون نے اوسکو طعن و نفرین
کہ مین نے دست راس اپنے سے یارو — نہین دی ہے دعا ہرگز کسیکو — کہا سنکر یہ اونکو برہمن نے
مقابل دوسرا ایسا جو دیکھون — تو البتہ مین ایسی اوسی دون — مین دائین ہاتھہ سے کیجو نہ باور
کیا پھر اونسے استفسار احوال — کہ بارہ کر تو ظاہر اسکا کچھ حال — سنی تقریر بامن کی یہ جسدم
کہ ہے جگ مین یہ ایسا رے نامی — کہ ہین رایان خلق اسکے سلامی — کہا زنہار دار باخبر نے
بدم کے غم کا سو ہووے کے بوگی — یہان آیا ہے بنکے شکل جوگی — یہ ہے مسند نشین ملک چیتور
کہا راجہ نے غصہ ہے کہ جاہل — بیان کرتا ہے کیون یہ کذب باطل — ہوا یہ خانمان آوارہ ہیہات
کہان مین راجہ نامی صاحب تاج — کہان جوگی یہ نادان شب کا محتاج — نہ تجکو اپنی جی کا خوف آیا
ہے میری تیغ کی عالم مین جسکو دھوم — تہ فرمان ہے میرے شام اور روم — مجھے کیا حرف نسبت اس سے تاوان
ترے سر پر یہ آفت پھر کیون آوے — کہ ملکر گیہون مین گھن نہ پیس جاوے — تجھے گر زیست ہووے اپنی منظور
حکایات پدم اوسکو سناکے — وہ لایا اوسے جوگی بناکے — کہا اوس نے نہین یاد جو تجھکو
بلا اوس فتنہ انگیز جہان کو — رفیق عاشق بے خانمان کو — ہوئی بسکی اوسی پر رای محکم
کہا ہے راست گو کسکا احوال — کہا ہے یہ کون درد و غم کا یا مال — کہ ہے راست گو کسکا احوال

قسم تجھکو بدم کے ہی نمک کی — جو ہوا احوال اوسکا کر تو اظہار — درونغ آمیز کچھ کچھ نہ سنہار
کہا سنکر یہ اوس فرخندہ لب نے — کہ اے فرمانروای ہفت اقلیم — رہے قائم یہ تیرا تخت و دیہیم
جہان مین روز افزون تا قیامت — حضوری مین بدم کی تھا مین دائم — کمر باندھے ہوی خدمت مین حاضر
کرم اوس ملکۂ فخر زمان کا — رہون تھا راتدن مین اوسکے ہمدم — ہوا ہمرہ کہربا کے جہون پر گاہ
جدا رکھتی نہ تھی مجکو وہ اکدم — کہ اکدن ناگہان وہ سرور عنا — ہوئی سمت چمن تشریف فرما
نہانے سے بھی غرض وہ غیرت باغ — مع خیل پرستار — طرب دریا گئی وہ دُر شہوار
مجھے بان دیکھکر تنہا قفس مین — زبس آئی قفس پر وہ ڈپٹ کر — کہ لیجا وی مری تئین وہ جھپٹ کر
قفس کا در تو اکثر وا رہے تھا — نہ آئی تھی ابھی اوسپر وہ غزال — کہ بس مین کر گیا پنجرے پر واز
ہوئی اوسکی یہ وحشت مجکو مایل — اگرچہ دل مین تھی ہیبت سمائی — ولے اک بات دل مین اور آئی
بدم کی ہی جو یہ حسن و جوانی — سوا اوسکا ڈھونڈھیے دیسا ہی ثانی — جو مجھ سے ہو تو یہ شرط نمک ہی
بھی مین ٹھانکر چھوڑا اوس مکانکو — تجسس مین چلا سیر جہانکو — مقابل اوسکا بس مینے نہ دیکھا
کرون خوبی مین کیا طالع کی اظہار — ہوا صیاد کا اکدن گرفتار — ولے صیاد کو جنے درم کھول
گیا پھر لیکے وہ ہندوستانکو — نہ ہندوستان بلکہ پوستانکو — جہن جسکے خار و خس غیرت گل
وہ ہے روے زمین پر ملک ایسا — مگر ہووے تو ہو فردوس ویسا — جہان کیا کیجیے قدرت خدا کی
ہوا ے باغ و صحرا سبز و سیراب — دل و دیدہ کو جس سے راحت خواب — کسی طائر کی وہ تصویر کھینچے
نہ کھنچنے پای سرتاپا کہ فی الحال — وہین تصویر پر لادی پر و بال — کہ رشک نخل طوبے ہر شجر ہے
فواخ اوسکی کا عالم مین کہون کیا — برنگ صفحۂ گلزار صحرا — عرض شادابی و سبزی نظر آئی
یہان تک ہی زبس دلچسپ صحرا — اوٹھا دی دلکو کوئی دا سو کیا — یہی جی چاہا اوس صحرا مین رہیے
ہر اک سرسبز شادابی و وسعت — دل دیدہ کو جس سے خوب فرحت — نہین ممکن سر مو بھی بیان ہو
نہ نقشہ وانکا کچھ تحریر مین آئے — نہ وانکا حسن بھی تقریر مین آئے — سوا اوس کشور مین دیکھا مینے کر غر
کہ سن بستی قیامت پیاریان ہین — چمن ہی شہر اور وہ کیاریان ہین — ہوے اک شہر رنگین نام چتور
عجب ہی شہر ہے وہ راحت افزا — کیا جاتا نہین احوال جس کا — کرے یا کوئی نقشہ اوسکا تحریر
عجب ہی طرح کا تھا شہر آباد — بسان خاطران خرم لان شاد — رقم کب اوسکی خوبی ہو قلم سے
عجایب طرفہ تر دلکش مکان ہے — گویا دنیا مین اک باغ جنان ہے — معفا در رنگین و طرحدار
شکوہ قلعہ کا عالم کہون کیا — بلندی مین گویا عرش معلا — زبس ہے قلعہ کا یہ جس رفعت
عجب انداز کی ہے اوسکی اٹھان — کیے تو دان کا تھا معمار بہزاد — عمارت یہ بلند اوسکی ہی گلگون
ہر اک رنگین محل ایسا نمایان — مجمل ہو دیکھ جسکو باغ رضوان — یہ رنگین سو بسو جو سر کا بازار

ہوا اوس شہر کی ہی اسقدر سبز — یہ حسن مرد و زن ہی واں نمایاں — گویا اگر بسے ہین حور و غلمان
کہان تک اوسکی خوبی کی کہون بات — ہے تحفہ شہر جون تخت طلسمات — وہان کا تاجر باز نیت و رین — نہایت داد رس راجہ رتن ہین
اگر ڈھونڈھے فلک مشعل کو لیکر — سنجی ایسا نباوے وہ ہرین کر — سنجاوت اوسکی ہی دلمین رضیتی — بسا منصف نہایت معدلت کیش
یہانتک منبط عدل اوسکا وہان ہے — کتان بھی ریب قید مہوشان ہی — یہانتک نے رخشان ہی اوسکا ایوان — سنا گا ہی نہ اوسجا نام محتاج
لیا پھر اوسنے مجکو قصہ کوتاہ — رہا خدمت مین اوسکی مین کئی ماہ — اوسے چین ایک دن رستا نہ مجہ بن — ہوئی یہ واردات القصہ اکدن
محل مین اپنے تنہا چھوڑ مجکو — گیا تھا وہ برائے صید آہو — تھی اوسکی مونس جان ایک رانی — نہ سمجہے تھی کسیکو اپنا ثانی
غرور حسن سی اپنے وہ نادان — لگی کہنے نہایت ہو کے شادان — مرقع ہے جہان کا جیسے تحریر — کھنچی مجہسے نہ کوئی اور تصویر
اگرچہ ہین بہت محبوب صورت — نہین مجہسے یہ کوئی خوبصورت — کہا مین نے کہ یہ ہے بات احقر — جہان مین ایک سی ہی ایک بہتر
مین جسکی بندگی مین تھا مقرر — پرستارین ہین اوسکی پنجہ سی بہتر — خدا نے روپ اوسکا یہ بنایا — ہے بہتر تجہہ سے اوسکے قدکات یا
سنا ہوگا تو نے ملک سنگل — سراپا حسن اور خوبی کا دنگل — زبس قدرت خدا کی ہی ہویدا — کہ ہوتا ہی وہان سے حسن پیدا
کہو کیسے آپکو جو مہ جبین ہے — سوا دنمین خال خال ایسا کہین ہے — وہانکا راے نامی صاحب تاج — جو روم و شام تک لیتا ہی منت باج
ہے کندھر سین اوسکا نام شہور — ہین اوسکو جانتے نزدیک و دور — کہون کیا اوسکا خلق و مہربانی — سخاوت مین ہی وہ حاتم کا ثانی
شجاعت بھی یہ اوسکی بس عیان ہے — کہے رستم کو زال ناتوان ہی — زبس نوشیروان سا داد رس ہی — غریبونکا بدل فریاد رس ہی
بدم نامے ہے اوسکی ایک دختر — پری ہی حور ہی مہر و قمر ہے — عجب صورت کی کوئی وہ بشر ہی
کہ جسکو دیکھا ہو تصویر حیران — سنی مجہسے جو رانی نے یہ تقریر — ہوئی غرق تحیر شکل تصویر
کہ اس بیباک کو تو مار جا کے — غرض اوس نے نہ مارا اور چھپایا — قضا کے ہاتھہ سے مجکو بچایا
نہ پایا جب رتن نے مجکو گیرمین — ہوا تاریک اک عالم نظر مین — بہت ساجب کہ رانی نے ڈرایا — مجھے پھر اوسنے ہر صورت منگایا
کہون پھر کیا غرور حسن رانی — ہوا بیتاب سنکر اور بیتاب — کیا سو قوت اپنا سب خورد و خواب
نصیحت کو جو اوسکے پاس آیا — یہانتک عشق نے اوسکو کیا تنگ — کہ اکدن کر جیا و نگ سی جنگ
بنا کر شکل جوگی چھوڑ شاہی — نہ رہتا تھا زمین پر جسکا سایا — ہزارون کوس سو وہ پانون آیا
تھا جنکے پانون پر رنگ حنا یا — وہ کھڑا تھا جو اوسکا مہربان — ہی جیون آئینہ خاک آلودہ حیران
تھین آنکھین جو برنگ ترک خونخوار — کنپتی تھی اوسکو یانتک نا توانی — کہ موے سر سی بھی تھی گرانی
رگ گل جس کف پا ہی برون ہے — طپش سے غم کی ہی از بسکہ دلہی — وہ رنگ سبز سو ہی سبز کا ہی
اکٹ کر تخت شاہی پھینک کر تاج — گمان آرام و تسکین سے او سی کام — کہ جس وحشی کو زلف حسن ہو دام
کئی سو ساتھہ اوسکے راج بنسی — ہر اک تصویر رشک مہر و مہ ہے — حسن و حسن ماہ چاردہ ہی
غرض وہ اون مین شاہ جوگیان ہے — جلو مین لشکر آہ و فغان ہے — ہزارون درد و غم اور داغ حسرت — جلو مین فوج وحشت دست بستہ
غرض یون لیکے لشکر جوگیونکا — ترے اس شہر سنگل مین ہی آیا — ہزارون ساتھہ جوانمرد و نگلین مین — مصاحب اور شیر و ہمنشین ہین

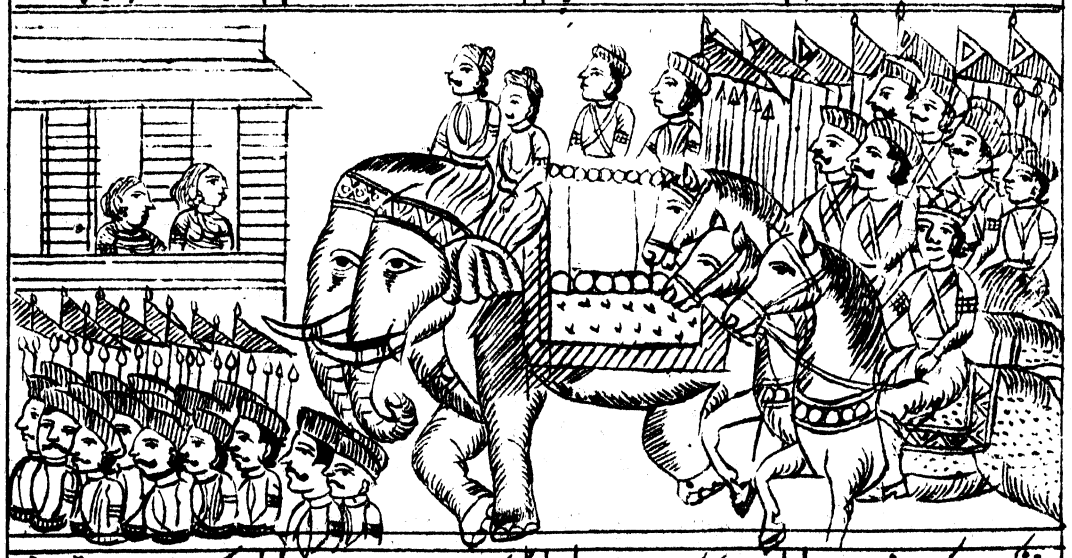
بیان واقعی تمکو سنایا | کہ یان تک ہی وہ اسصورت سے آیا | اب آگے اوسکے ہین گے اب مخمار | جلاؤ یا کہو ڈالے کوئی مار

گندھرپ سین کا رتن سین سے امتحان لینا اور بجیمیونکو مقرر کرکے ساعت شادی کا حکم دینا



کری ہی امتحان جسوقت خاطر خواہ اسکی | تو وصل یار کی یہ عشق تقریر رنگین ہی | پلا ساقی مجھے عشرت کا اک جام | کہ ابتو ہین ایام ہے رام
سناؤن تمکو مین بہبود عاشق | کہ ہوتا ہے عیان مقصود عاشق | سنا طولے سے جب سارا یہ احوال | ہوا ادنی و اعلی شاد و خوشحال
یقین سبکو ہوا ہی صاحب تاج | کہ چھوڑ آیا ہی اپنا ملک اور راج | یہ ٹھہرا ہے کہ کیجے امتحان کچھ | کہ دیکھین شان شاہی ہے عیان کچھ
نہایت کم وش تھا ایک گھوڑا | تھا اوسنے راستی ہی منہ کو موڑا | سوار اوسپر جو ہوتا کوئی اک پل | تو پہونچاتا وہ اوسکو منزل اول
اگر راکب کا سایا دیکھہ پاتا | تو لاکھون ہی لگدا وسپر لگاتا | پکڑ کر چھوڑتا اوسکو نہ اک پل | عبارت اوس سے ہے موزیکا چنگل
لگد زن دندگیر و سرفشان تھا | نہایت بدکجام و گجروان تھا | سو فرمائی اوسے اوسپر سواری | کہ ہو معلوم فر شہریاریے
منگا کے اصطبل سے اوسکو جب ان | گیا راجہ رتن کو جب یہ فرمان | ہے اوسکا اختر اقبال تابان | تو البتہ یہ ہوگا زیر فرمان
تہین اسکا جو تاج و تخت تابوت | تو یہ تخت روان ہی تخت تابوت | کہ ہی حاضر جو یہ اسپ قدم باز | دکھا اسکی ہمین چڑھکر تگ و تاز
بجا لا داب تسلیمات یکسر | رضاے حق کو اپنے ساتھ لیکر | وہ خالی تھا جو اوسکا خانہ زین | ہوا یہ رونق کاشانہ زین
عنان لیکر جو فورا گی جو ہمسیر | کہون پھر کیا مین اوسکی جست و خیز | سبک رو جیون صبا گاہی ہی ان تھا | گیے نظرون سے غائب گہ عیان تھا
عنان اوسکی جو لی اوسنے اچلکر | گیا نظرون مین برق آسا چمکر | ہوا جب تیز تگ وہ ساختہ رو | کیا شرمندہ پھر اوسنے پریکو
وہ دوڑا رینچہ پا تو کہون کیا | گویا گوئی زمین کو لیگیا تھا | تو جیون وہم و گمان تھا بس چھلاوہ | کمال کسب سب اپنا دکھا یا
یہ اسپ کو یقین یہ صاف دلین | حضور اے گندھرپ سین سا پھیر | اوتر کر رو برو کے راجہ کے آیا | اگرچہ ہے گدا یا نہ بخوارے
کہ سرداری ہی اسکے آب گیر | ہے اسکو زیب تاج شہریاری

خوشا روز کے وقتے نیک و جام ہمائی دولتا ایسا آوے در دام ہوا راجہ کا مطلب حسب دلخواہ
گئے سے اپنے ہوکے بیحد خوشحال بدلجمعی ہوا آخردہ شادان غبار خاطر دل سب شتاکے ہوا خرم اوسے جھاتی لگاکے
اوٹھا کر وانسے پھر اوس دلربا چلا خوشحال وہ دولت سیرا کے گئے تھے یاکہ کرنیکو وہ بزحا سو ہوکے باغ باغ آئے پھیکیار
گئی تھی فوج دشمن جو تمامی ہوئے سو دوست اوسکے اور سلامی ترانہ عیش اور شادی کا گاتے لے آئے سب اوسے گاتے بجاتے
عمارت ایک خوش تعمیر اچھی برائے مسکن و بودن اوسی دی جو ہے دستور شرط مہمانی بجا لایا سو دل سے یہ مہمانی
بلاکر مہرچیم اور برہمن مقرر کرکے ساعت سعد احسن کہا انکے تئین اب حسب دلخواہ قران مشتری جیسے ہون باماہ
سو باہم عقد کردین آشکارا قرین ماہ لازم ہے ستارا برہمن اونگلیو پنین کچھ وہ گن گن معین کرکے ساعت نیک اول دن
دعا دیکر رتن کو باد دل شاد کہ رہو تو مراد دل سی آباد کہا پھر رائے گندھرپ سین سے آ مبارک ہو تمھین دل کی تمنا
دیا راجہ نے اونکو مال اور زر لباس فاخرہ با لعل و گوہر بلاکر خانساماں کو بہ تکرار کہا اسشیای شادی سب ہو طیار
یہ فرمایا کہ کیجے جلد تدبیر رتن سین کا یا جاہ و تجمل نوشاہ بنکے آنا اور بدماوت کا کہ کار خیر مین ہووے نہ تاخیر
کہون کیا مین کہ دیری حکم تھی وان مضطر بانہ کو تھے پر آکے سواری دیکھنا اور غش ہو جانا کہ بس شادی کا تھا موجود سامان
کرم ہو بادشاہ عشق کا جس شخص پر یکین اگر ہووے گدا تو اوسکو یہ نوشہ بنا دے بجاؤن دل سی مین شادیکی نوبت
یہ دل ہو جاوے میرا پیکے مسیر دور غم دیرینہ ہووے جس سی رنجور کئی دن بیشتر نوبت رکھا دی سدائے عیش عالم کو سنا دی
عمارت اور مکان لاکھون سجائے ہر اک جا فرش شاہانہ بچھائے لگا ہونے ہر اک سو راگ اور رنگ نوازش مین ہر اکجا بربط و چنگ



خزانو نکو دی در کھول فی الحال زمانے کو کیا مستغنی احوال کیسے دل یہ غیراز لالہ باغ جو دیکھا تو نظر آتا نہ تھا داغ
کہون کیا مین کہ جیہ وہ زور آیا رتن کو سب نے پھر دولھہ بنایا بچھایا خلعت زیبا و رنگین کہ تھا لعل و جواہر سے وہ سر تا پین
سر مرصع سر پہ رکھا سکے وہ تاج کہ جسمین صرف ہفت اقلیم کا باج بندھا سہرا جب اوسکے موتیونکا نہین تقریر مین آتا کہون کیا
کہے تھا ایک عالم کو نظارے کہ بس ہر پر فدا ہوتے ہین تارے سہرا سر اوسین وہ بقیس کے تار کرن خورشید کی جیسے نمودار

کیے بین ہاموں کا نمایان
ہزارون اوسکے ہمرہ تھے جو آسے
ہزارون پالکی فیل و عماری
مرصع تھے جو چوکی مین گئی تخت
چڑھا کوئی شتابی پالکی پر
سینے بھی سواری رتنہ کی تاکی
اسی صورت سے ادنی اور اعلی
منجم بولے چلیے اے مہاراج
گھڑون کی ٹیمان لاکھون نمودار
پہاڑ گگرو کی ہاتھون مین تھی ہتھ پھول
پھنچنے اور نارا ایسے شرر خیز
ہزارون آتشین طاؤس قصان
وہ عالم چار دونکا تھا نمایان
وہ آتشبازی کا چھٹنا وہ چمکنا
معاذ اللہ ہو مشعل یا کہ روغن
پراتا ایسی چلی آراستہ جب
سراپا حسن کی تصویر بنکے
لگا بس دیکھنے اپنا پرایا
پدم کی بیٹیان جو ہمراہ ان محرم
پرات آتی ہے تیری جیسطرح سے
گدائی مین جسے دیکھا تھا ہاری
دلہن بن کی اگر چہ جا تھی
بھیجے ہی بطف سے وہ ماہ پارہ
کہ وہ مہر سپہر عزت و جاہ
سہاسے جو دولت روان ہی
تماشائی پراتی گر فراموش
کوئی آفسوس ہی نہ کرتے تہین دھر

پر اسپنہ مین عکس سبک دندان
دلہنین تھے خلعت زیبا بچھائے
جواہر جن پہ تھے صرف طیاری
سبک وزن اور قیمت مین ان سے
چلا کوئی چڑھ اپنی نالکی پر
کہ ہے گی یہ سواری دیوتا کی
کرا اپنی وضع اور خوبی دوبالا
کہ ہے مہ سے قران مشتری آج
شگفتہ سرپہ شہدونکے وہ گلزار
کہ جس سے اور گل بلبل گئی بھول
یسان آہ عاشق شور انگیز
مچل ہو جس سے طاؤس گلستان
ہزارون رنگ سے پھولا گلستان
کہ تھا اک کرۂ آتش مدوّر
فلک نے اپنی کی مہتاب روشن
ہوا گلزار گویا راستہ سب
جو دولہا پہونچا یون دولہن کے
کہ ہے راجہ رتن دولہا بن آج
ستارے ماہ کے جون گرد ہالہ
نہین دیکھی کسی نے اسطرح سے
سو دیکھو اوسکی شان یا دھاج
یہ پیشتاق مشتاق لقا تھی
دریچہ غرفہ سے کرتی تھی نظارہ
محبت اور دیار عشق کا شاہ
سوا دسپر وہ شہ بخت جوان سے
لگے ساتھ ہی جانے ہی ہو کہ
لگی کہنے یہ سایہ ہو گیا ہو

جواہر سر بسر سراپا زیب تن تھا
سواری کو دیا سب فرد مہ یا
ہزارون رتنہ مرصع اور طلا
جب اونمین ایک پر بیٹھا وہ آکے
کوئی فیل سیہ پر جلوہ گر تھا
کوئی گھوڑے پہ چڑھکے غیرت ماہ
پرے باندھے کھڑے ایدھر و ادھر
چلی بس سنتے ہی اوسکی سواری
وہ آتش بازیکا عالم کہون کیا
فلک فرسا ہوائی وہ نمودار
گئے روشن فلک تک جو انجاری
نہین دیکھا کبھی عالم یہ در خواب
یہ چھپکونکا بھی ہر جا چہچہہ تھا
چراغون کی دورستہ گوشی مین ہا
ستارے تھے نہ گردون نمایان
اسی صورت عرض باشوکت و شان
تماشائی جو اوسجا تھا کہ عالم
محل مین عیش و عشرت ہر طرف تھی
کہا سب نے کہ اے سرو گل اندام
چلو آؤ چلین دیکھین تماشا
مگر سچ بات ہے یہ یاکہ ہی لاف
تماشے کو چڑھی بس وہ گل اندام
لگی کہنے یہ اپنے ہمدمون سے
گمان ہی کسطرح ہنسی اور کہ چھڑے
بغور آدیکھا اوسکو وہ پریوش
ہوئین حیران وہ اوسکی ساتھ والین
کوئی بولی کہ نازک جوان ہی

کہ وہ گل اب بھی راجہ رتن تھا
کہ خاطر خواہ ہو خیکی تگ و تاز
تھے کلسے خیکے مہرو سہ سے زیبا
چنور جھلنے لگا بالبل ہما کے
گل نوبر کے اوپر قمر تھا
رکاب و دولت نوشہ کے ہمراہ
چلے کیک یعنی صرو کیک رفتار
چمن کو جسطرح یاد بہاری
کیے تو شبراتی تھا تماشا
برنگ نالۂ عاشق شرر بار
رکھا ہے نام تب سب نے ستارا
جو تھی ہر مہروش کے ہاتھ مہتاب
کہ پریون کا بھی شور قہقہہ تھا
کنول روشن ہزارون سکڑون جھاڑ
فروشتون نے کیے روشن چراغان
کیے تو تھا عجب جاتا گلستان
صدا آئی اونھون سے خیر مقدم
غم حسرت دلون سے برطرف تھی
ذرا چل دیکھ تو بھی برلب بام
یہ عالم پھر خیال و خواب ہوگا
کہ ہوتا ہی گہن کے بعد یہ صاف
مع انجم سہ آیا برلب بام
نیسون راز داروں محرمون سے
وہ اس خلقت مین کسی جلوہ گر ہی
کہون کیا مین کہ خود آپہی گئی غش
کہ جیون محو تحیر تشنہ قالین
ہا تک تاب چڑھنے کی کہان سے

کوئی تشخیص کرتی کہ ہیضات
کوئی جو دردِ والفت سے تھی آگاہ
ہراسان دل مین تھی یہ اپنے دہ ماہ
بہم کرتی تھین آپسمین یہ تعبیر
کسینے منہ سے بادِ شامی اوسکا دھویا
کسی نے بادکش جلدی ہلایا
بجا جسوقت اوسکے ہوش بادی
بہوش آئے بھی تجکو تو بھی دلگیر
لگی کہنے کہ ہون مین کیونکہ خرسند
یہ آتا ہی جو لاکھون غروشان کی
ہوا درپیش ہمکو وان یہ جانا
ہی گھر جانتے تھے ہم رہینگی
چلے جاوینگے اوسجا کام ناکام
ہو جس سے خاطرِ خاوند خرم
زبس کہ رہ کے مجکو یہ ہی درپیش
یہ کہکر ہمدمون سے وہ پریزاد
بچھے تھے فرش شاہانہ جو ہر جا
وہ خیمے بادلے کے بس جھلا جھل
بھری بس حسن کی رنگین دہ نیکی
وہ روشن ہر طرف شیشے کی فانوس
ہزارون رنگ کے شیشے بھری تھی
کہون کیا روشنی کی یہ جھلک تھی
گلے مین کرتیان گل کی طرح ہار
نئے رنگین رہ نازک جو گھڑی تھی
معطر عطر سے ہر گلبدن تھا
محل مین تھی اودھر یہ دھوم اودھم
کوئی نہ دیکھی کی آرائش بس مشکل

محیطِ دل ہے اسکے نجارات
کسی سے یون کہی تھی کھینچکر آہ
سیاہ اکوئی ہوجاوے نہ آگاہ
کریجے جلد ہشیاری کی تدبیر
لگی کرنے کوئی آیا ہے شہ
کسی نے لخلخہ اوسکو سونگھایا
کہے تو سب کے پھر اوسان آئی
عیان تجمیہ ہی درد و غم کی تاثیر
کہ اب مہمان ہون یان کی دہ دہند
سواب لیجائیگا ہمکو یہان سے
نہین ممکن جہان سے پھر کے آنا
انیسون مین سدا باہم رہینگے
جہانکا آسکے نامہ نہ پیغام
نہو وین سے بے ہنر مشہور واپس
کہ یہ سیکھا تھا وہ خاوند کا گھر ہی
گلے لگ روئی با صد آہ و فریاد
ہوا نوشہ سو ادھر جلوہ فرما
تمامی کی قناتین فرش مخمل
یہ جی چاہی اودھین کو بیٹھ تکیے
رتن کو ہو بے گرمی جسکی محسوس
بصد زینت وہ کوٹھو پر دھری تھی
کہ روشن جس سے تدبیل ملک تھی
کہون کیا بزم مین پھولا تھا گانا
انوکھی وضع کے بس وہ گھڑی تھی
کہ حیران جسکی خوشبو سے چمن تھا
کہ مطرب طرب تھی ہر گل اندام
کوئی باتے کیسکو بان اودھر دل

کوئی بولی عروس یہ بھی تھی
بس از مدت نظر دلدار آوے
خبر باد رہو اوسکی یا پدر ہو
کسے تھی وہ جو اوسکے بندوبست
لگی سمجھانے کوئی دست اوریا
غرض بس ہر اک تھی حیران گرم ہے
کہا اسنے یہ کیا تھا کہیے احوال
یہ جا کچھ جای درد و غم نہین ہے
گیا اب در ہی کے ہاتھ مین ہاتھ
جدائی ایک تو ہوگی تمھاری
نئی خلقت نیا شہر اور نیا گھر
نہ اسکے حیف بھی اوسان آئے
یہی رہ رہ کے دل اندوہگین ہے
کہے گی وانکی خلقت تون زیبا
کہان جسطرح کہ گذری سو بہتر
لیے ہمراہ اپنے محرم راز
زبس فرش مکلل ہر طرف تھے
نہین مسند کی کچھ تعریف ہوئی
وہ نوشہ جب کہ بیٹھا اوسپہ آکے
ہزارون طرح کے رنگین ملبوس
کہ اوسکا ہو جدا عالم نمایان
وہ بیٹھے تھے برابر باذلہ پوش
بھون کے پاندان آگے دھرے تھے
سلیقے کی رکھی تھی اودھن چن چن
اودھر نوشہ کے بھی یہ روبرو ہیں
کہ تھی سہرہ کوئی دو ہن کا گانی
ہوا انمین کھانا لیسکا طیار

لگی ہونے تنظیم ہر شاہد کسی کی
تو ممکن ہے نہ عقل و ہوش جاوے
تو بدنامی ہمین با یک دگر ہو
کسینے جلد آکر کردے باز
گلاب اوسپر کسینے آکے چھڑکا
ہوئی ہشیار اتنے مین وہ تصویر
کہ تیرا ہوگیا اک بار یہ حال
محل مین عیش ہے ماتم نہین ہے
ہمارا اور تمھارا ہو چکا ساتھ
اور اسکو دیکھیے صحبت ہماری
برار آویگی صحبت اوسنسے کیونکر
پرینکے یعنی اب بس مین برائے
کہ ہم مین وصف بھی کوئی نہین ہے
کہ یہ زن بے ہنر آئی کہان سے
وہان بہتر ہی سے گذرے تو بہتر
اوتر آئی محل سے پھر وہ ملنسار
براتی اور نہ بیٹھے صف بصف تھے
لگے جھالر مین جسکے گرد موتی
وہان مسند مصاحب بیٹھے جاکے
بلورین جھاڑ اور شمع کافور
رکھے تھے آرہ مین شمع چراغان
مہ و ماہ جبکو دیکھے بہوش
کہ بس وہ حسن خوبی مین بھری تھی
خلائق نقرئی سیپاری و بن
کہ بس تھے جمع اہل کعبہ و دیر
کوئی لے ڈھول بھی ہر دم بجاتی
بچھا بالاکے دستر خوان گلزار

علیمی آفتاب ہے کے نے
طعامی نفزی رنگین سبھی طرح
وہ پوری اور برنج اور شیر شکر
وہ شیرینی لطیفہ اور چند و فینی
جو اک لقمہ کوئی اوسمین سے کھاوے
اچار ایسے جو اونکو دیکھ پاوے
یہ سب بھاپر نہ تھے وان لاگ گاڑی
براتی اور مصاحب تھے جو بیٹھی
دقیقہ کوئی ہم سے کم ہوا تر
دیا کھانا نہین ہے حسب خواہ
ہوا وہ درفشان اپنی زبان سے
یہ عقدہ مجکو ہے درپیش لاحل
ملے ہین آدمی کو چار لذات
طعام خاصہ ہے قوت زبانی
جواب باصواب اسکا جو پاوین
جو راہ علم ظاہر پر ہین قایم
ہوئی کیفیت اوسکی جب معلوم
جو باطن مین ہین مست جام الفت
کہ بس اونکی وہی ہے منزل اصل
شب فرقت گئی وصل سحر ہے
پھٹی تن سے تمھاری خاک دیکھی
کہو اسنے الگ جا اس مکان سے
جو اب اسکے جو یان خیمہ عیان ہی
فراغت جب ہوئی کھانے سے حاصل
سماع و رقص کے آگر ہوا مین
جو پہنچے سے تہا وان ہر اک شی
کوئی مصروف لیے اک دایرہ ہاتھ
نے چنچل رنگ جواہر کے لگا
جواہر تھا کیا اونکے اوپر صرف
رکھے آگے منگا کے سب سرانجام
جہان مین جسکے ہوتی ہی زبان پر
زبا پر نہ تین لاکھون اوٹھاوے
تو منہ مین پانی ہر اک کے بھر آوے
کہ راجہ راگ بن ہیز کچھ نہ کھاتے
بھون نے اپنے اپنے ہاتھ کھینچے
کہ جس باعث سے تو ہر ہم ہوا ہی
نہین ہی استہای صاف اے شاہ
کہا جلدی گروہ بیدخوان سے
طعام اول ہی یا ہی راگ دل
ہین چارون کے مقرر چار اوقات
ہے ہنی کی بھی خوشبو مہمانی
تو ہان البتہ کھانا ہم یہ کھاوین
ندیوین اونکو رخصت راگ کی ہم
تو پھر علم کتابت سے ہے محروم
او وہین کو چاہیے اسکی سماعت
بغیر از راگ ہی اونکی تین فصل
ہوئی طے راہ دوری آپ گھر ہی
ہوئے اب تم نشاد و خوشدل نورہی
کرین دل شاد اب رقص و غنا سے
سنیا راگ کا اسباب دان ہے
ہوئی حسب الطلب پھر گھر مین داخل
گیے اوس خیمہ راحت فزا مین
رباب و بین مطنبور و دف و نے
سی ہی کستی ہوئی کیجو مرا ساتھ
ہر اک سمت سے خاصہ پھر منگا کر
سلیقہ سے ہر اک کے آگے رکھا
نہین دیکھے ہی جی چاہی کہ کھا جا
بسا خوش ذایقہ شیرین نمکین
نگاہ ناظران جن پر لگس وار
کروہ تازہ ولایت سے تھے آئے
ہوئے انگشت حیرت سب بدندان
لگے کہنے کہ موجب اسکا فرما
نہین پایا ہی جسنے روبرو دیکھ
وہ کیا ہی جس سے دل تیرا نہ خرسند
جو فرماؤ منگاوین ہم ابھی زود
کہا اے آگاہ علم بیدخوانی
دروں راگ سے ہوتے ہین ممنوع
وہین بینی و چشم و گوش ہی یار
جو دیکھا لذت جسمی ہی معلوم
اونھون نے عرض کی اوسنے کہ اچھا
نہین ہی سالکونکو راہ یہ خوب
نہین کچھ خوب ہی اسکی سماعت
پیے عشق حقیقی کا پیالا
کیا جس واسطے تھا ترک آرام
تمھارے واسطے اقسام اطعام
مگر یہ جو تمھارے ساتھ ہین یار
کی سرکار مین اسکی نہین ہی
عرض یہ بیدخوانون نے سنایا
دھرا کے مضراب اور ہمدم
مکان پایا عجب رنگین و کھل
سنی ہر ہر حسین کے پاس قانون
سیکے جلترنگ اک ہاتھ مین لے

کہا نچہ اور سارنگی بنا کر
مہا نچ خانے سر ملبونکے پہنچنے
وہ نچنگین رکھے منہ پر پریزاد
جہانمین جو عرض ساز و طرب تھا
مصاحب آئے دان جسدم رتن کے
اونھین جو کہ تھے دیر نیہ دانا
پسند آیا اونھین جو گیت سنگیت
خوش آئی جنکے تین قانونکی باتی
انھون کے سر جدا عالم نشہ کا
رکھے تھے سب درست اپنے جو کر ساز
کھڑے ہو کر بجا یا راگ جسدم
جو بیٹھا تھا سو بیٹھا رہگیا تھا
اسیصورت ہزارون رنڈیان تھین
کسی جانب وہ لونڈے برجاسی
دائین اونکی وہ غارتگر جان
وہ پانون کی تھپک کچھ بیان کیا
اوٹھا کر ہاتھ آتا ہای رے ہای
اگر بیخود وہ جاسہ دیکھہ پاتا
سماوہ سوز بھی گر دیکھہ پاتا
اکھاڑا اوان پہ اندر کا نجل تھا
ادھر نوشہ گیا تھا جب محل مین
یہ بھالر ہوتیونکی تھی نمایان
بچھی مسند رکھے تکیے زبس نرم
عرض جاکر یہ بیٹھا تخت اوپر
ادا ہونے لگین رسمین جو طرفین
ستاری برہمن نے چند گن کر
بہم ہوا ایک جادو مہورت راہ

موافق اونکے سب مین ملکر
کہ دہ جاتے فلک گردون نچیے
سنسے جنکے دل کرتا ہی فریفتہ
گون کا مین مہیا دان ہی سب تھا
گئے خیمہ مین کھل تختے چمن کے
پسند آیا اونھین گانا بجانا
تو کی جاری قدیمی رسم اور رہت
جمی اونکی بھی بزم شادمانی
جدا اک سمت کا جلسہ جمایا
لگے گانے ملاکر ساز و آواز
اوکھاڑا دل کی سارے خلق کا تھا
کھڑا تھا جو سو حیران کھڑا تھا
وہ پریان نرم کے اندر عیان تھین
دلون سے دور کرتے تھے اودا سی
قیامت جان لیتی انکی غمزہ
کہ تھا ہر ہر اوپچ مین ناز پیدا
بھلا کیونکر نہ دل ہاتھون سے جاتے
نکل جاتا وہ ہوکر باؤ لا سا
نگینا کا وہ سب جمگا بھولتا
نگینا سا ہار بدھی منفعل تھا
تھین رسمین آئنہ کیا کیا محل مین
کہے تو جون شعاع مہر تابان
صفا سے جسکی محل کے تین بزم
پرستان مین گویا آیا ہے اندر
ہوا حاصل دلونکو راحت و چین
پڑھی اشلوک جو تھی اون مقرر
کئی بھیری بھری باعزت و جاہ

ستارون کے ملا کر تا لیسے
بجیرون کے لیے وہ جو ڑیان ہاتھ
وہ عود و چنگ و موسیقار اور بین
جو اہل باب نشاط القصہ واقف
بہم کر مشورت آپسمین یہ جو
کہ اونھون اچھے اچھے اونمین اچھے
خیال آیا جنھین بیٹے کا دل مین
لگا ہونے اونھونکی آگے جو راگ
اوڑے ملکر سُرون کی وہ صدا اوٹھی
کرون کیا اوس سماں بندی کی تقریر
کہ تھی دونی قیامت باہم دیکھا
قیامت رقص مین آکر کے درجوش
وہ بیٹھی میٹھی بے سوجھ کی تانین
ستم اونکا تھا وہ ٹھوکر لگانا
عجب اونکی نگاہین بھنگیان تھین
بیان کیجے کہانتک اور سامان
نظر آتی جو خسرو کو وہ صحبت
بہی بزم و بہی رقص تبان ہر
رتن کے یارون نے یون شب گذاری
صبا کا جو نمگیر اکھڑا تھا
بچھا اوسکے تلے تخت مرتع
طلائی اک سبو جو لا رکھا وان
کہون کیا اوسگھڑی کی عیش و عشرت
دوطرفہ دو طلائی دی چپ گھنٹہ باہم
دوطرفہ دو طلائی مواریدے کے پانی
دوطرفہ نے لیکے ہاتھونمین وہ پانی

بنا کر ٹھاٹھ کر رکھتے ہین طیار
کہ جنکا راونکی گوش سہر تک ہے
کہ دل عالم کا لیتے ہین سہ تصویر
پھر در خاطر پیر و جوان ہین
سنے جس جس کو جو ہو راگ مرغوب
وہ اہل جھنڈا در بر بند باندھ
کیا اپنی جدی محفل کا سامان
کہ تھی اک جلجلاہٹ آپ گل مین
زمانے سے گئے رنج و تعب بھاگ
صدا سے پھر گیا گردون دوار
کہ ساری بزم تھی اک بزم تصویر
کیا تھا ضبط دل کو جسنے یا مال
اوڑا رکھے تھے ساری بزم کی ہوش
لگائے لیتے تھے قالب سے جانین
کہ بس پامال ہوتا تھا زمانہ
دلونکے پار ہوتی برچھیان تھین
میانکی روح بھی پکڑی تھی وان کان
بلا تشبیہ کہتے ہے کہ اسوقت
کہ بیخود وان پہ ہر پیر و جوان ہے
سنو بھر اب محل کی جنبل ساری
کہے تو اک فلک زرین بنا تھا
بنا سونے کا باکار مرصع
گویا جیمین بھرا تھا آبحیوان
بھائی لاکے جسدم وہ پریوش
کھلے دل سکے ہو کر شاد و خرم
گئے ڈالے ہین یک دیگر طرحدار
اشارہ کر جنین زندگانی

دیا بھرا دسنے اوسکو آب بھر کر
مبارک بیٹی ہوں تیری سنکر

اجابت ہو چکی اوسکی وہ جسدم
کہوا اصنے واسطے استاد و حکیم

عروس لیل با صد حشمت و جاہ
چلی لے نیل انجم اپنے ہمراہ

سر پر بادشاہی کے اوپر آ
بصد خوبی ہوا جب جلوہ فرما

ہزارون فیل منگلو سی سبک رو
کئے لکھہ اسپ تازی نعل پوش نگاہ رو

ہزارون پالکی لاکھون ہی چنڈول
خراج ہفت کشور جنکا ہو ماکول

نہ تھی بس واپنہ قدر سیم و زر
بجا اوسکے دیے تھے لعل و گوہر

غلام مہروش وہ چند در چند
بخدمت روز و شب حاضر کر نبند

گلاب و عطر کے شیشے وہ لاکھن
عطر جس سے معنبر دو جہان ہو

کمان چاچ اور نیزے خنجر کے
ہزارون تحفہ جات اپنے ولن کے

مقرر کر مکان اک نیک منزل
جہیز اوسکا کیا واں لیکے داخل

بآئین ادب وہ سرور عنا
بجا لایا عرض آداب سارا

کہا اے راحت جان اور دیدہ
بہ تن مانند جان منزل گزیدہ

جو دیکھا ہمنے اپنے دلمین کر غور
تمھارا دور ہی بس ملک چیور

رتن نے دست بستہ عرض کی تب
کہ ہے لطف و عنایت آپکی سب

یہ تمنے کی ہی میری پرورش یان
کہ جیسے مور پر لطف سلیمان

ہوا تھا بسکہ مین بدتر ز حیوان
کیا صد شکر تمنے مجکو انسان

در دولت بہ تیرا اے یگانہ
مکان شکھنڈہ مین رتن سین کا آنا اور شراب

بسر جسکو وصل یار ہو دیں سو دنیا مین
وصال بدماوت سے لذت اور سرور پانا

غرض باغون مین دولھہ کو بیاہ
بجا لانا مقبول اوسنے لیا داد

نشہ زرین کلاہ چہار چار
ہوا رونق فزائے تخت عالم

پدم جائے دگر ہوئے درآمد
رتن دولت سرا سے کر برآمد

جبیرا ایسا دیا اعلے جہان سے
بیرون تحریر اور افزون بیان سے

شتر ایسے یہ جنکی غرد شان ہی
ستون آسمان کوہ روان ہی

کہون کیا مین وہ ملبوس شبانہ
بھرا جس سے یہ صندوق زمانہ

پرستارین ہزارون وہ پریوش
کہ جسکو دیکھکر ہووے پری غش

ہزارون ناقہای مشک تاتار
کئی من زعفران انبار انبار

سپر تیغ و کمان کے لاکھون صندوق
ہزارون طرفہ لاہوری و ہندوق

طلائی نقرئی چینی سبھی ظرف
کہان اونپر جواہر تھے زبر صف

سنین تحریر مین آتا کہون کیا
خسر کے جیب کردہ مجری کو آیا

تو گندھرب سین نے آگے بلا کے
بہت سا زر و داد چھاتی لگا کے

دل و دیدہ ہوئے روشن مرے آج
مبارک ہو یہ تجکو تخت اور تاج

محاصل کیجے سنگلیب کا تاج
کرے ہے یہ بھی تمھارا ملک اور راج

اگر ہر ہوئے تن میرا زبان ہو
تمنا تو بھی تمھدی نہ بیان ہو

بنایا خاک سے تمنے سونوری
بنایا قطرہ کو جون بحر عمان

کیا ذرہ کو تمنے مہر تابان
کیا دانہ کو تمنے مہر تابان

ہے میرا اور سجود زمانہ
بہ رنگ عندلیب فصل گل تمہ جین پڑھتا ہے



کدھر ہے ساقی سرمست خود کام
مے عشرت سے بھر دے مجکو اک جام

یکین مینی پدم رشک چمن کی
شب وصل اوسکی اور لعبتن کی

جو بیٹھا آگے وہ سرو خوش آئین
رفیقون یار وون کی نذرین دیکھ کر

مقرر تھا مکان اک ہفت منزل
برنگ چرخ چڑھنا تھا مشکل

عجب رنگین منقش تھا بنایا
جواہر جسپہ تھا ہر جا لگایا

یہ قلعی موتیون کی تھی سراپا
در و دیوار جیسے موج دریا

برنگ آئینہ رخشندہ شفاف
جو دیکھے اوسکو دیکھے آپ کو صاف

تمامی بادلہ کا جا بجا فرش
رہے جس سے منور منزل عرش

دکھاتی اوسکو منزل و مکان سب
گئین القصہ اوسکو وہان سب

کہ بہر اشتیاق عاشق زار
وہ ہمزادین جو تھین اوسکی دلدار

مگر عالم جو دیکھا اوس مکان کا
ہوا شوق طپش اوسکو دوبالا

جواہر کی جھلک جیون برق کی کوند
نظر کو آتی تھی جس سے چکاچوند

ہمی دیکھے نظر جاوے جہان تک
مرصع اور منقش اور مشبک

تمامی بادلہ جسپہ بچھا تھا
زمین کا روپ کیسے کہ کیا تھا

بچھی مخمل کی جسپہ صاف توشک
کہ مرمی سے تھی کچھ جسمین تو شک

کھینچی چادر کہ گنسے وہ اوسپر
لگے تکیون جسکے لعل و گوہر

اٹھے وہ جھلا جسمین تھے تمامی
جہان کمخواب کو حکم غلامی

زمرد کے تھے بے جوڑ اوسکے قلابت
سراسر لعل کے استادی نایاب

بیان کیجے چمک اور کیا صفائی
کہ وہ چھتری تھی ہیرے کی بنائی

بچھی اک سمت کو مسند مرصع
سراپا لعل و گوہر مین مرقع

زمرد کا جو نرشا پیکران تھا
رکھا مسند کے کونے پر عیان تھا

رکھا اوسکے برابر ایک متبول
تراش ہفت کشور جسکا ہے مول

تصاویر رنگا رنگ بستہ بہر طاق
سدا جن پر فدا ہو چشم عشاق

جواہر کی بہر جا تھین سرو قامت
سراپا ناز اور شور قیامت

جو یہ کہتا تھا اوسنے مسکرا کے
کہ آئین تم اوسے کس جا چھپا کے

کوئی کہتی کہ تو جوگی جتی ہے
پدم سے کیا تجھے وہ لکھ پتی ہے

چھپائین لیل القدر آگے آشکارا
کہ لیل القدر اوسی چلو مین سارا

لگین تعریف کیا حسن حسین کی
تمنا بعد اوسکے پھر اوسکے یقین کی

کہ جب کر عذر رخصت وہ براجے
مکان خاص مین اپنے پھر آیا

گیا وہ روز آئی وصل کی شب
کہ اوس بن تلخ جان تھا اور شکر لب

نہ پہنچے جسپہ ہرگز وہم چالاک
کہ تھی وہ ہفت منزل ہفت افلاک

مصفا خشت ہیرے کی تھی اوسکی
گلاب و عطر آگین آب و گل تھی

ہوا وہ صیقلی فرش اوس زمین کا
کہ عالم تھا وہ لوح صندلین کا

مکان ایسے ہی سب منزل بمنزل
جواہر اوسمین تھے یا تھے لگے دل

بلورین میز فرش ایسے نمایان
فلک پر قطب جیسے ہو درخشان

گیا جب منزل مقصود پر وان
دیکھی لیک مہوش جلوہ گردان

اوسی جا اک مکانمین شاہ و خندان
کیا تھا اوسکی پس نظرون سے پنہان

کہ روشن تھا زمین آسمان اوس نور
جہان کا نور تو شمع کافور

درشتہ بھی جسے ہو دیکھ شیدا
کہ تھا دیوار و در سے حسن پیدا

زمین تھی سب مصفا اور رنگین
نہ اوسکو احتیاج فرش قالین

چھپر کھٹ وہ مرصع کارنایاب
اگر کوچکے دیکھے آئے تھا خواب

یہ چادر اوسپہ پھولونکی بھی ہے
کہ اک گل کی پنکھوری سی ہر رگ و پے

کہ گل تکیے کہ گل تکیہ تھی کیا تھی
تھی گل اوسسے تو گل یکسہ صفا تھی

وہ گرد اگرد اونکے لعل و گوہر
نظر کیجے تو کب ٹھہرے ہے اوپر

کہون کیا مین کہ وہ رنگین پائے
خدا جانے کہانسے ہاتھ آئے

چمک مین وہ خلاف پردہ چیون برف
سراپا وہ چھپر کھٹ مطلع شرف

ہر اک یکسہ جو وہ اوسپر لگا تھا
بجائے پنبہ حسن اوسمین بھرا تھا

رکھا تھا اوسپہ اک ململ کا رومال
جیون اب پیکران رنگ و بو کا جال

لگے آئینہ آدم قد بہر رنگ
کہ خیکو دیکھ ہون اہل فلک تنگ

ہوا مسند پہ بس وہ جلوہ فرما
تمنا وصل کی لیکن دوبالا

وہ کرتین چلپین خاطر خواہ آکر
ہم ہنستین تھین کچھ باتین بنا کر

کوئی کہتی کہ دولہے کے تئین نہم
کوئی کہتی کہ لو جی آپ مین گرم

کوئی کہتی بلا دس سے ہوئی ہو
کرین ہم اوسسے پھر یہ عرض حال

پدم کو اوس مکان مین محرم راز
رتن کے پاس لائین پھر بصد ناز

عجب قیامت سے آئی وہ پیروش
قیامت ہیون مین مانگ بھی واہ
وہ ڈھیلے بیچ اور جمد معطر
میان سرخ زرین یہ نمایان
وہ یا ہین نرد بان حسن برپا
نہین وہ نوح سین مین کون کیا
وہ مژگان تیر ہین یا خنجر تیز
عذار صاف رشک فکر بلبل
دہن غنچہ کہ نقطہ یا کمان ہے
مسی مالیدہ لب وہ اور وہ دندان
نگہ اوس پہ غضب پر جو جاوے
ڈھلے سانچے مین مے کے بروش
قیامت صاف وہ نازک کلائی
ہر انگشت مثل غنچہ اسے بار
یہ اودھر سے ہین کہ جب اودھر نظر آئے
یہ بس کچھ چھاتیون پر وہ دکھائین
صفا چشم رشک فکر بلبل
سے اب تعراض خوبی قاطع ہیں
وہ سیمین ساق مثل شمع کافور
وہ قندق اور کنک اوسکے یہ نگین
جھری پہ انگ موتی سی سراسر
یہ آوے ہے وہ گوہر کے خوش آئین
جمکتے تھے بنگ جگنو کے سارے
بیان کیجے مروارید کے بار
وہ نانک پھنسیان اور طرفہ توڑے
جڑاو وہ کڑے توڑے طرحدار
ستارون کی بھری وہ جب پاپوش

کہ جسکو دیکھ آیا اوسکے نہین ہوش
شب یکجا مین عاشق کی جیون ماہ
زبس خوشبو مین جیسے مشک عنبر
گھٹا کے ساتھ جیسے برق رخشان
کہ تا عاشق کی نظر نا شکیبا
قیامت چین مثل موج دریا
سنان تیز جیسے ہین وہ خونریز
قیامت گوش مثل غنچۂ گل
دل عاشق کی پوچھو تو کہان ہے
تہ ابر سیہ برق درخشان
ملک کے تہ مین بھی پانی بھرا ہے
خیال عاشقان جیسے ہم آغوش
نہ دلکو جسکے ین دیکھے کل آئی
گل و بلبل ہوون جسکے عاشق
تو غیر از اوسکی سب سے اوپر جاوے
کہ مرج حسن پر مہرین نگاہین
کمر نازک زیادہ از رگ گل
دہان یک غنچہ نشگفتہ خاموش
بلورین یا ستون تر شکر ہین
کہ ہو سرسبز جیسے باغ پاہین
شب یلدا مین جیون تابندہ اختر
قدم جبطرح سے عقد پروین
گلے مین ماہ کے گویا ستارے
خراج ہفت کشور در شہوار
کہ خوبی لوگ آگے ہاتھ جوڑے
بہشت پری یا حور عین وہ پاوے
کہ اوسکو جاوے تک دیکھا کرین

کہون کیا مین وہ نکھ غیرت بدر
وہ ماہین اسمامین کہکشان ہے
نظر جوپڑے پر اوسکی پیچیدہ پر ہے
نہین ہین زلف و دہن مست جیسے
وسیلے اوسکے نہ تلک آوے
گمان یا تیغ ابرو ہین کہ کیا ہین
وہ بادام سیہ یا چشم جادو
یہ بینی حسن خوبی مین ہے یکتا
وہ اوسکے لعل لب ایسے عیان لال
ذقن وہ مغز خوبی چاہ بابل
جو آہو گردن اوسکی دیکھ پاوے
برابر اور گول اوسکے وہ بازو
خنا بستہ کف اوسکے صاف خوشتر
حباب چشمۂ خوبی وہ پستان
وہ اودی نیلیو نکا ہے یہ چولین
تکم وہ دو جبس سے صرف سختی
کمر کا اور سرین کا تھا یہ عالم
صفا زانو کی اوسکی یہ قیامت
وہ ایڑی گول اور رنگین پالکل
قدم تک سر سے لیکر بادلہ پوشاک
وہ ٹخنا اوسکی پیشانی پہ آفت
وہ نازک کان مین جو بالیان ہین
زمرد کی وہ بیکل اسقدر سبز
غضب بھج بند آفت نور تن ہے
وہ رنگین اور سبک بیسے کہ جھلکے
اگرچہ تھا یہ زیور زیب قاتل
وہ اس عالم سے کاوجہ آئی

وہ سوسے سر بر نگ لیلۃ القدر
حیا ظلمات کا رشتہ عیان ہے
کہ لوح صندلین پر سانپ لہرا
کہ چلتے ہین سادہ دست بردوش
اگر نقرش بھی کھاوے تو ٹھہر جاوے
ہلال نوک محراب دعا ہین
ہین جنکا دجہان آنکھین کہ اسمہ
الف ہی منشی وحدت نے کھینچا
ثنا مین جنکی ہے میری زبان لال
نہ نکلے جسمین گر کے پھر کبھو دل
سراپا پھر نہ نجلت سے اوٹھاوے
کہ جسے رنگ گل ہو ہم ترازو
شفق مین مہر جیکو رکھیے ہو نگ
وہ یا ہین دو انار باغ رضوان
کہ شرمندہ ہو جسے رنگ سوسن
قیامت صاف اک صندل کی تختی
کہ دو موتی ہین اک مشت مین باہم
کہ آوے دیکھ آئینہ کو حیرت
کنول کا پھول یا گینہ کا ہے گل
کہ مہر و ماہ کی بھی جائین آڑ ہو ش
یہم مہر و مہ آثار قیامت
جھلکے پھول اوسکے پھلون سے ڈالیان ہین
قدم تک حسن زیور جن سے سرسبز
ہم دل لینے کو یکجان دو تن تھی
ہر اک چھلا دل عاشق کو چھل کے
پسی خلخال نے بر پا قیامت
نظر آئی رتن کو اک خدائی

چوراسے سیس اور ستھ چھاسے
نہ آپسمین اشک سے اور تاثر
انیس ہرم اوسکی وہ خوشی تین
قدم پر سر کور کھ آنسو بہاکے
کہ تیرے غم نے تھا یوگی بنایا
پھر آکے طوطے تنگ شکر نے
رہا میں یان چن جسطرح مغموم
کرا پنا کیا کہون مین تجھ سے احوال
بہانہ کر پرستش کا صنم کے
تو پھر ایسا ہوا بیہوش اکبار
دگر نہ ہار مین دیتی گلے کا
وہان سے ہو کے پھر ناچار آئی
نہ کھانا خوش مجھے تھا اور پینا
بصد ناز و ادا مسند سے اوٹھکر
کہون کیا اوسنے کیا تمسے عالم
کہون کیا بکد گروہ مثل بلبل
بناطوق کمر وہ ساق سیمین
غرض ہو بیٹھے باغ اور شاد و خرم
بھرے اوس غنچہ مین نظرات شیرین
کہ جیون بھر جسمین رہین جانیوالے
بہم دونون مین صد ناز و ادا تھا
کسیکے سر پہ یک بڑی چھوٹ
تراخت کر کے اوٹھی جب لیکے
رہے تا صبحدم حرف و حکایات
کہ تھی جسکے لیے محنت اوٹھائی
بیدار ہونا صبح کو اون دون آفتاب حسن و جمال
کا اور بسر کرنا عیش و کامرانی ماہ و سال مکمل
کہ تو تن مین خمار شب گذشتہ
دولھن دولھا کو سوتے سے اوٹھا

عرض مجھ سے ہمیشہ آکے
کہا ہمرہ نے دونون مشکل تھی
بجھائے دیکھکر وہ خوش ہوئی
بتایا لکی اپنے اپنی دکھا کے
بہانا تنگ چھوڑ کر ہون راج اپنا
مرا غم کے یعنی چارہ گر نے
سو یہ وہ تجھپر ظاہر اور معلوم
تسلی ہوگا اوس طرح سب حال
یہان سے باغ مین جا دانہا کے
کہ آنا ہوش تھا وان سخت دشوار
کہ وہ آئین و رسم عقد سب تھا
دل بیکل سے لیکن کل نہائی
کہ تیرے غم سے تھا دشوار جینا
چھپر کھٹ مین گئے آرام لینے
کیے کیا کیا مزے دونون نے باہم
بہم چھپتے تھے بعش وصل کر کے
ہوا اس سلسلہ جنبان بس آخر
پھرے اوس غنچہ مین نظرات شیرین
کہ جیون بھر جسمین رہین جانیوالے
بہم دونون مین صد ناز و ادا تھا
کسیکے سر پہ یک بڑی چھوٹ
تراخت کر کے اوٹھی جب لیکے
رہے تا صبحدم حرف و حکایات
کہ تھی جسکے لیے محنت اوٹھائی
بیدار ہونا صبح کو اون دون آفتاب حسن و جمال
کا اور بسر کرنا عیش و کامرانی ماہ و سال مکمل
کہ تو تن مین خمار شب گذشتہ
دولھن دولھا کو سوتے سے اوٹھا

لحاظ و شرم سے جی ہو جاہو ہوں
پوستارین وہ دانا نے زمانے
نہ دیکھا غیر کوئی اوسکے جب ساتھ
کیا تقریر اوس نے اپنا احوال
کہون کیا اوسکی سو کیا اوسنے باہر بات
غرض سب حجت حرفا گر کے مکرار
کہون کیا سن چکی جب تو زبانی
کہ سنکر حال تیرا ہو کی بیتاب
ہوئی عاشق مین تجکو دیکھ دیوانہ
خدا گو تجھ اوپر میری نگہ تھی
تری چھاتی لو صندل مین لگتا
بظاہر تھی حیا و ننگ و ناموس
ہم جب کہہ چکے حال دل زار
گرا دین چلینین جو تھین خوش اسلوب
ہم دونون وہ مصروف طریقے
یزا نو مستعد ہو کر وہ مائل
ہوا پھر جوش جب ابر گہربار
جو تھا وہ راز مخفی دنا سفت
نہان راز تھا دور از ادب
کسیکا رنگ جیون متاب فق تھا
ملا دل دل سے تن سے تن ملا تھا
کھلے دل وصل سے ہو شاد و خرم
پرآیا بسکہ اوسکا کوکب وصل
کیا تھا ترک جسکے واسطے راج

بہار عشق کی لیکن بدل جوش
گئین ہٹ وانسے لے ہر اک بہانہ
رتن نے پاکے تنہا اور لے ہاتھ
جو گذرا حادثہ تھا ماضی و حال
جو دیکھین روز و شب تجھ بن صعوبات
سنائی داستان عاشق زار
تو بولی وہ گل باغ جوانی
نہایت مضطرب مانند سیماب
کیا پھر فدا مین نقد دل کا
جہانے ہمربان پر سدہ تھی
یہ تو ایسا ہی سویا پھر نہ جاگا
کہ جلتی تھی برنگ شمع فانوس
کہ نکلے پاے دل سے درد کے خار
کہ بعضی جا پہ ہے بردہ بہت خوب
کہ بس سینہ بسینہ لب بلب تھے
کرا نے دست اوس مہ کی حمایل
کیے زیب صدف پھر دُر شہوار
بیان وہ ہلال نو ہم جنت
ہوا باہے وہ تازہ اور سیراب
کسیکا رنگ رو پھر شفق تھا
تھی لیل القدر یا دن عید کا تھا
تو پھر سندھو بیچے آکے باہم
کہ بعد روز ہجران تھی شب وصل
ہوا سو آخر کار اوسکا سر تاج
تو مطلب بن زر گم گشتہ پاوے
شب وصل منم اس بات کے مین گھاٹ
جو آرایش ہوا دونکی پھر انھون

ہوا بس سہ گریزان مثل سیماب — برآیا نیر مشرق جہانتاب
پدم کے پاس آئین محرم راز — شہر یرو شوخ دلیر اور طناز
کہ بادام سیہ اوسکی خوش آئین — بزرگ نرگس شہلا ہین رنگین
جو ملبوس عروسی زیب تن ہے — سو لیکر سر سے پا تک پرشکن ہے
جو ٹوٹے موتیون کے ہار تھے سب — پڑے ہین گرد سہ کے جیسے کوکب
بیان کیا کیجے اوسکی زلف کا کل — پریشان ہین سر سر مثل سنبل
مگر دربار سے کھینچا تھا بس تنگ — کہ تن سے اوسکے بستر پر جو ارنگ
یون خمیازہ سہ بس جاتا ہے منہ پھیل — نسیم صبح سے غنچہ ہو جیون گل
یہ دیکھہ اوسکی مصاحب اور ہمدم — کنایہ سے غرض آپسمین باہم
کوئی منہ دیکھہ اوسکو مسکراتی — مقابل کوئی آئینہ دکھاتی
کوئی کہتی ذرا تو اپنا منہ کھول — تجھے میری قسم اے غنچہ لب بول
وہ مان اوس گل کے جسدم مین سمائی — تو دیکھہ اوسکو نہ پھولی سمائی
بنا کر نیڈیان میوہ کی اور گول — اور اوسکے ساتھ بانٹا سبکو تنبول
دو طرف کو لگیئین حمام مین سب — کہ برج حوت مین جیون آئی کوکب
یہ پنر تھا یہ بس پانیکا عالم — کہ برگ گل پہ جیون قطرات شبنم
کھلے بالون مین چہرہ یون نظر آئی — گھٹا مین جسطرح بجلی چمک جائے
نہائی بسکہ جتنے آب مین تھی — ہوا پانی وہ سب عطر سہائی
نہا دھو کے وہ نوشہ خانہ مین سے — لباس نوعروسی اور منگوا
رکھا بس کشتیون مین لاکے زیور — کہ کیجے زیب تن ہووے جو خوشتر
زبس آئی نکل یون دانسی ایکبار — قمر جیون برج آبی سے نمودار
کہ جو فرش و فروش اوسجا بچھا تھا — اوٹھا کے اوسکو تھا بھتیہ بچھایا
قرینہ سے وہ مسند تھی بچھائی — مکان کی شکل جنت کی بنائی
غرض اسباب جب سب کچھہ بنایا — پدم کو اوس مکان مین پھر بٹھایا
ولی اوس بن تھا اوسکے دلمین سوز — ملے کب مجھسے وہ ماہ دل افروز
کوئی ہمدم جو بولے تو وہ بولے — نہین تو شرم سے منہ کو نہ کھولے
جواہر کی ہزارون کشتیان دین — کہ وہ اوسکی رفاقت مین بجا تھین
مصاحب اوسکے بھی ہمراہ جو تھے — سو گھوڑے اور جوڑی سبکو بخشے

برامد ہو رتن دولت سراسی — رہا سو اور اک خلوت مین آسکے
یہ دیکھا رنگ اوس آراستہ کا — کل یا مع حیا نو خاستہ کا
عجب ہی شکل اوسکی ہو گئی ہے — کہ رنگ سرخ تن اب پنچی ہے
کہن مسکی ہے انگیا بند ہین یا — کسی جا سے گئی چل چین پیشواز
جبین پر تھی جو افشان و نمایان — سو ہے گاروی فرش اب سے انتظار
ہوئے بوسے سو اوسکے لب کے اوپر — بہ رنگ غنچہ و مانند گل لال
غرض یون نازنین تھی سرپریا — کہ شب باشی مین گل جاتا ہے مرجھا
اوٹھا کر ہاتھہ انگراتی تھی وہ ماہ — گویا لیتی تھی بوسہ حسن کی تھاہ
کوئی گا کر سہاگ اوسکو سناتی — کہون کیا ہیچ کہ گھونگھٹ مین ہنساتی
فدا ہو کر کوئی اوس نازنین پر — جاتی تھی کوئی تھی جبین پر
تھی سرگرم شرارت ہر پریرو — ولے وہ شرم سی تھی سر بزانو
بدن اوسکے پہ بعضا جو نشان تھا — کہون کیا مین سہاگ اوسکا یہ تھا
سوا اوسکے جو بیمن اور بھی تھین — کہون کیا مین غرض اک وہ سبب تھین
دیا غسل اس طرح اوس طفل کو — کہ جیسے آب سے تازہ چمن ہو
پہکتے تھے یہ قطرہ جو سر سے — کہ جسطرح سے ابر بہار برسے
گرا بالون سے جو پانی زمین پر — کیے لوبان و مشک و عنبر
زبس خوشبو سے وہ عالم سارا — بیان کیا کیجے شیشہ عطر کا تھا
کرا اوسکو سر سے پا تک زیب قامت — بنی گویا سراپا اک قیامت
غرض پوشاک و زیور زیب تن کر — سر نو پھر بنی کی شکل منکر
ہوئی آراستہ ایدھر وہ مہرو — کی آرایش اودھر خلوتسرا کو
پلنگ اک سونیکا دیکھہ لا کر — بچھایا اونکی آسایش کو جا کے
جو تھا اسباب اوس خلوت کا درکار — کیا سب موقع موقع جا کے تیار
تھی وان رونق فزا وہ غیرت حور — پتنگ آسا مصاحب گرد سب جمع
تصور مین اوسی کے وہ پریرو — تھی بس خاموش بیٹھی سر بزانو
غرض تھین ہمدمین اوسکی جو لاکھون — ولے ہر اک کو زیور اور پوشاک
رتن یان غسل فرما ہین بجا تھین — کہ تھا رشک سہ اک ہر طلعت
سبھونکو پھر طعام خاصہ کھلوا — ہوا سمت محل تشریف فرما

گھڑی اک بیٹھکر اپنے عسر پاس — پھر آیا اوس مکان مین اوسکی بھی ساس
بجا لایا مودب ہوکے یک یک — کہ اوسکو دیکھکر سب رہگئے دنگ
عجب عالم مین عالم اوسکا دیکھا — کہ کہتے تو ہوگیا آنکھونکو سکتا
لباس نو عروسانہ وہ رنگین — اجس سے حسن وہ چندا اور نگین
صفائی تن نہ میلی ہونگے سے — مگہ زیور سے پہلے پاتون پوہنچے
ولے اوسکا بھی یہ عالم بنا تھا — کہ تھا یہ حسن کا شعلہ سراپا
یہ بیکھڑا اوسکا گھونگھٹ سے نمایان — کہ جیون ابر تنک مین مہر تابان
نہ آپسمین اشارہ اور نہ تقریر — بہم بیٹھے ہین دونون شکل تصویر
مکان خالی اوسنے جب کیا پایا — بیان کیا کیجے پھر اونمین ہوا کیا
اسی صورت رہے وہ روز و شب — بہم خوشحال مصروف طرب وہ
جنھون نے ساتھ اوسکا بچپنا پایا — اونھین بھی دہوم سے پہنچا بلایا
عجب ہنگام سرما سر پہ آیا — بہم دونون نے کیا کیا چین پایا
لباس اپنی اقسام اقسام — سبھون کے زیر قامت پہ آرام
ہزارون پارچہ اپنے وطن کی — نئی پرداز کے چین اور دکن کے
بس رنگین شالی ہر رضائی — جنھون کی ملک سرما مین دہائی
گئی سردی ہوا گرمی کا موسم — بیان کیا کیجے اوسکا تم سے عالم
کہ خبکو دور سے یہ دیکھ پاوے — دل و دیدہ کو بیس آرام اوسے
بجاے شمع تہ خانون کے اندر — لگائے جا بجا تھے لعل و گوہر
گلاب ایسا بھرا حوضونمین تھا — کہ جام جم تھا عاشق جون لبالب
جو دیکھے سو کہے ہے یہ طلسمات — کہ یان باہم ہین جاڑے اور برسات
رہے اوسجا غرض وہ خرم و شاد — بسان حور و غلمان شاد آباد
ہوا برسات کا موسم نمایان — کیا ایدھر اونھون نے اوسا مان
بلند ہین مکان جو تھے ہوادار — کیے رہنے کو انے پھر وہ تیار
برسا مینھ کا عالم گھٹا کا — نہین تحریر مین آتا لکھون کیا
پیر پیرو یون کی ایدھر سبز پوشاک — برنگ برق ہر اک چست چالاک
گردنگا کیا وان کا عالم اسی اثنا — کہ تھی کس لطف سے بس سیر گاہا
جیابان جن یہ سبز بساط ہے — طراوت سے ہو جسکی چشم سیراب
سلام و کورنس تسلیم اے یار — جو ہون آداب یان جہا ندار
جہان تھی وہ صنم حسن خداداد — وہان پھر آیا وہ در شکپ نیرا
نظر خورشید کی ٹھہری نہ جسپر — یہ سر سے تا قدم تھا حسن بیمر
ہر اک اعضا تھا اوس کا جس سے بہتر — نہ تھی کچھ احتیاج حسن زیور
کہ اوسکے اوڑ گئے تھے دیکھکر ہوش — غرض آکے یہ بیٹھا پاس خاموش
ولے گھونگھٹ سے دزدیدہ نگہ تھی — بدم کو شرم تھی گو ہمدمونکی
کہ ہونے سے ہمارے ہین یہ خاموش — یہ دیکھا اوسکی وہ ہمزادان ہمدوش
چلی آئین اونھین تنہا بٹھاکے — طعام خاصہ دونونکو کھلاکے
کہا جاتا نہین بولین سو کیا ہم — کیے جو جو مزے دونون نے باہم
ملے سو چین راحت کی اونھین گنج — اونھانے تھے جس لیے درد اور رنج
کہ کس کس چین سے گذری اونھین کل — غرض اک سال اوسجا یون رہا دل
بچھے وہ فرش مخمل جا بجا نرم — وہ رہتی گو ہر اک خلوت سراگرم
کہون کیا مین کہ دان کسکی کمی تھی — ہر اک پوشاک تحفہ رستمی تھی
ہون جسکو دیکھ حیران اہل کشمیر — دوشالے کھنچے تھے تنونکی تصویر
پدم نے اپنے محرم ہمدمون کو — رتن نے یہ دیا اپنے سبھونکو
ملے اونکے یہ تہ خانے بنائے — کہ خاطر خواہ خستہ نہ سجائے
لئی من چیمن عطر خس لگا تھا — یہ فرش صندلین ہر جا بچھایا
حرارت جنکی آب و رنگ سے دور — رہین روشن وہ مثل شمع کافور
وہ چھٹنا جا درونکا اور جھرنے — وہ فوارون کی ہر دم چھین بھرنے
گویا نقشہ تھا وہ باغ جنان کا — ہزارون جا یہی عالم مکانکا
اونھونکو بھی مکان ایسی ہی بخشے — توسل مین دو طرفہ دو بھی کوچے
کہ جنکے عکس سے ہو عرش رنگین — مکانون مین بچھائی فرش زرین
کہ ہے برسات مین عالم یہ بھاتا — چھتین پر بنے لگائے سبز چھاتا
جھڑی یان مینھ نے ہے گی لگائی — کہ ہے کالی گھٹا اودھر چھائی
وہ بالا خانون سے گا ہے اوترنا — وہ خانہ باغونمین جو سیر کرنا
زبان کو تازگی جسکی ثنا سے — گلستان سبز ترفیض ہوا سے
گویا لعل و زمرد کے ہین بالکل — درختون کی وہ سبزی سبز دہ پھل

جدھر دیکھو ین سرسبز یکدست
ہوا سے سرد خوشبو اور ملایم
برنگ لالہ بنگلہ وہ سراپا
ہزارون جانور دستانسرا کے
صدائے طوطیان سبز منقار
پپیہونکی صدائین وہ پیامی
مکان لاکھون بلند و پست ایسے
جدھر دیکھو قدم تک سرہی لیکر
کسی کا رنگ ملبہ بس منہری
یا ین عالم بدم کے سب ہمدم
ہم و دلھا دو وطن ذی ہر سحر شام
کسیکو خوش تھی سیر باغ اور گل
یہی عالم بھی ہر شام سحر ہی
بیان کیا کیجے اس مجل کی تفسیر
وہ ہنسنا مسکرانا اوسکا جدیم یاد ہی

جھکا جار و نطرف ابر سیہ مست
اوڑا دی دل ہی بس یک لخت جم
اور اوپر موقع موقع کا رینا
لٹکتے گرد اون ہنگلونکی چھڑی
برنگ تیر بس چھاتی کی ہو پار
کہ پی پی کی بندھی ہی اونکی کو کو
انیس و ہمدم و دو دلھا دو طن کے
کسیکے چھینٹ یو شاک اکثر
کسیکی زرد پوشش شوخ گہری
رہین خدمت مین حاضر شاو نر
کہے کس کس طرح ہی چین و آرام
کسیکو باغ گل ہی داغ اور گل
کوئی خندان ہی کوئی نوحہ گر ہی

شگاہ گہ شور باران
چمن مین جا بجا رنگین ہندولے
تباتی اونکے پردے سبز رنگین
غلاف اونکی ہزارون رنگ و رنگ
فصیلو پر ہم طاؤس رضوان
سیہ بادل مین بگلونکی قطارین
رہے اونمین ہم سب سیر کرتے
کوئی پہنے ہی اودی سبز پوشاک
کسی کا ہی لباس سبز دہانی
دولھن و دلھا جہان ہین وہین وان
دیکھے رہ رہ کے یان حیرت ہی آتی
کسی جاگہ بہار بوستان ہی
اسی بیچ جو ہے برسات آتی

صدائے رعد پا ہم برق رخشان
کہ جی مین آپکو نت حسن تو زی
سراسر گرد جنکے کار زرین
کہ نیرنگ فلک ہو دیکھکر دنگ
صدا سے جنگے گونجے ہے گلستان
کہے تو آپ حیوان کی ہین دہمدن
دم خدمتگزاری اونکا بھرتے
اور اونمین آپ جیسے برق لاگ
کہ جس سی سبز ہو باغ جوانی
کہ تھے سب اونکی حاطر باغ و بستان
کہ ظاہر ایسی ہے قدرت خدا کی
کسی کو بھیر وہی عالم خزان کی
نہین بارش کہین آتش لگاتی

مگمت رانی کا یاد رتن مین صحرا کو جانا اور اپنا حال برملال بہنگم نامے طایر کو سنانا

ہی اس احوال کی یہ جای تقریر
تو پھر وہ یاد آنا ہچکیان لے
آنیس و ہمدم آفت نصیبان
لکھے ہی داستان وحشت اثر
اوٹھا کر یار کی دل سی محبت
کہ اوسکا تھا یہانتک تنگ احوال
پھرے تھی لوٹتی مانند بیتاب
اوٹھا کر خاک گاہے منہ پہ ملتی
بھوز انو پہ سر رکھہ کر دنا جاتی

پلا دی محکو وہ اک جام لبریز
کہ یعنی ہو کہ جوگی جب وہ راجا
یہان تھی اک جہان پر بیقراری
کہ اوسے مثل گل اپنا گریبان
یہ تھی پرجوش اوسکی چشم گریان
کسی جا بیٹھہ رہتی شکل بیمار



بھبھوتہ دھانپ دھانپ اپنا پاؤں روتی
بھبھوت سنگھ سے اپنا سنہ چھپا کے
نہ دیکھا نہ سنا ہوگ ایسا
کبھو بیتاب ہوکر در پہ آتی
اوسی غم سے کہ تھی حیران و نالان
غرض اوسکی جدائی مین شب و روز
تصور دلمین کر قدر تن کا
نظر آتی نہین چشم ترن سین
چین مین جاکے اپنی داستان مین
محل سرا آئی گلشن مین حیران
غرض آئی تھی سہلانیکو وہ دل
جو دیکھین سو بسو نہرین وہ جاری
قریب سرو پھر پھر کے جو آتی
یہ آہین کھینچتی تھی وہ مشوش
جلے تھا نہ کچھ گل اور شجر تھے
عمارت اوسمین تھی بیش سمائی
بگولے کیطرح وہ مضطر جاں
ہوا سرکش جو دو واہ اوسکا
چنار آسا کف افسوس ململ
اونھون نے ایک طائر یاد پایا
تو ابیل سوختہ ہے کون آئی
خدا کے واسطے اے ماہ پیکر
تو اے لیلی روس یا روی گلگون
تجھے گردون نے کیا آفت دکھائی
کسیکی تو ہے عاشق اے پریرو
مجھے احوال اپنا کہہ تو سارا
لگی کہنے کہ اے مرغ وفادار

بھبھوت دیوانہ سان بکتی وہ لگیر
جلاکے بجلکو غم سے مثل صوفی
بسان آئینہ وہ خاک لیکر
بسان مہر علتی تھی وہ بیتاب
اوسے از بسکہ دیگر غم گئے تھے
خیال اکدن یہ اوسکے جی مین آیا
عذار و لعل نوشین یاد کرکے
جو یاد آویگی وہ زلف پر بیتاب
یہ جی مین جانکر وہ غیرت باغ
دبس غمسے وہ سرگرم فغان تھی
قضا اوسکا یاد کرکہ رشک مسیحا
کسی سایہ تلے وہ ہوکے نکلی
بھری تھی باغ مین بس جا بجا وہ
یہ گرمی اوسکی آہونسے تھی پیدا
گئی اوسدم جو دانسے سوے صحرا
بہ رنگ غنچہ ہو گلشن سے دلتنگ
یہ آتش اوسکی آہونسے تھی پیدا
سوا اسیل اشک چشم گریان
جو تھے وحش و طیور دشت مین وان
نہایت دیکھیہ اوسکو مضطر حال
تجھے کسکا الم ہے اے غم اندوز
تو اے خانہ نشین ہے دست بیجا
ہے جیون فرہاد کسکے غمسے غمگین
کسی ظالم نے تجکو یا ہے لوٹا
کوئی پردیس کو تیرا گیا ہے
کلام طائر دلسوز سنکر
زبس ناگفتنی ہے حال میرا

کبھی خاموش رہتی مثل تصویر
گئے جوگی متدھی کیون کر کرسون
بھبھوت اپنی ملی تھی تن کو اوپر
بہ رنگ ماہ ہر شب بے خور و خواب
کہون کیا مین کہ جوگی رم گئے تھے
کہ دل بہلاؤن اپنا باغ مین جا
گل غنچہ سے کہیے دل کا مطلب
تو سنبل سر کرو تم جان قربان
بہ رنگ لالہ گلشن لیے داغ
کہے تو عندلیب بوستان تھی
ہوئی سوا اور بھی وان گرم فریاد
چنار آسا کف افسوس ملتی
بسان قمریان کو کو سراوہ
کہے تو باغ سارا جل گیا تھا
نسیم سرد وانکی راحت افزا
چلی صحرا کی جانب کرکے آہنگ
کہ جس سے دشت سارا جل گیا تھا
تپش سے اوسکی دریا خشک تھے وان
شرارے آہ سے تھے اوسکے درمیان
لگا یون کرنے استفسار احوال
کہ ہیم کھینچتی ہے آہ جانسوز
بتایا کس نے کہہ یہ حال تیرا
ہوا یون کھوئی ہے اپنی جان شیرین
جو تجھسے ہے تیرا گھر بار چھوٹا
طلب اوسکی تجھے اب جا بجا ہے
فدا کر آنسوؤنکے اوسپہ گوہر
نہ مجھسے پوچھ کچھ احوال میرا

وہ آتش ہی مرے سینہ مین زبان
بیان کیجے تو ہو اک خلق پریشان

کرون شکوہ مین کیا بخت سیاہ کا
بدولت جسکی ایسا روز دیکھا

زبان ہی میری بیری دشمن حال
کہ یا تک جس سے پہونچا میرا احوال

عجب نقشہ کا وہ دلکش مکان ہے
نمونہ جسکا اک باغ جنان ہے

سراپا حسن مین رشک پریزاد
غرض حسن مجسم ہے خداداد

فراغت سی تہا اوسکا ملک مین راج
کوئی بستی مین اوسکی تہا نہ محتاج

لیے ہمراہ اپنے ایک طوطا
بہت خوشرنگ زیرک اور دانا

ہوا بس سنکی راجا اوسکا مشتاق
کہ طایرا ایسے کم ہوتے ہین باہم ملاقات

زمین وہ طایر شیرین نوا تہا
رتن کا بس مصاحب وہ بنا تہا

ہوا موقوف اوسپر اوسکا جینا
کہ اوس بن خوشتر تہا کھانا پینا

ہوا تہا سوی صحرا عازم صید
کہ ہی بس دلکشا نخچیر کی قید

مین جسکی رانیون مین بس تہی مہتاب
بصد عیش و طرب رہتی سراقباز

تہا دہوم کے بنی ایسی مین اک روز
کہ جیسے کوئی دولہن ہوں افروز

منگا کر آئینہ بارو ی شادان
ہوئی مین حسن اپنا دیکھنہ ناچار

کہ ای شیرین نوا دوشت پیما
کہین دیکہا ہی کوئی تونے مجہسا

برابر میرے کوئی ہی دہا پیر
جو تو نے دیکہا ہو مجہسے بہا کر

نہ عیب ہنا ہوا مجہکو گوارا
کہا اسنے اوسی پہر یہ دوبارا

یہ سنکر ہنس پڑا وہ فتنہ انگیز
ہوئی مین مثل آتش اوسی چیز

نہین ہے کہوئی جگ مین اوسکا ثانی
تجہے کیا نسبت اوسسے اے دیوانی

ندامت اک طرف یہ مجکو سوجہی
کہی اوسنے جو یہ بات اوسکی

نہ تہا عشق از دیدار خیزد
لباکین دولت از گفتار خیزد

نکل جاوے جو جوگی ہو رتن سین
تو پہر معلوم ہوگا راحت و چین

کہ اس کمبخت فتنہ گر کو فی الحال
کسی شہ مین جایا نوسی ملک دل

مرے آگے سے لے دائی نے جاکر
جوگی مین رکہا اوسکو چہپاکر

رتن باہر سے جسدم گہر مین آیا
نظر کے سامنے طوطا نہ پایا

کیا یہ دل ہی دل مین سوچ راجا
لگا کہنے کہ میرا من ہوا کیا

مجہے بہی کہہ کسی نے تہا نہ سمجہا
سوہان نے اوسے ڈالا یہان مار

یہ آتش کیونکہ میرے دل کی جاوے
مگر اللہ ہی بس اوسکو بجہاوے

یہ حالت اپنی جو مجہپر عیان ہے
سو باعث اسکا میری ہی زبان ہے

یہ میری ہی کہانی کراسے غور
کہ اک ہے شہر اسجا نام چتور

وہانکا ایک راجہ ہی رتن سین
جہانکے دلکو حق سی راحت و چین

کوئی ثانی نہین اوسا ہر و کا
رتن سین ہی حسن و خوبی مین بیمثل

کہ ناگہ ایکدن وان اک برہمن
بظاہر دوست پر باطن مین دشمن

وہ طوطا تہا قیامت جسکو طرار
نہایت دلفریب اوسکی تہی گفتار

دیا اوس برہمن کو مال و زر
غرض شاداں ہوا طوطے کو لیکر

نہ اکدن دیکہتا اوسکو رتن سین
تو ہوتا تہا نہایت سخت بیچین

ہوئی اک واردات اک روز ناگاہ
محل مین چہوڑ اوس طوطی کو وہ ماہ

قفس یان طایر شیرین نوا کا
کہون کیا مین کہ اگجا نے کہا تہا

سو وہ سندر نے اپنے تئین سنوارا
زمین پر جیون پری کا ہو اوتارا

لباس فاخرہ کر زیب قامت
موصع پوش سرتاپا قیامت

غرور حسن مین آکر مین یکبار
لگی طوطی سے کہنے جایہ تکرار

سنا کرتے تہے سنگلدیپ کو ہم
کہ وان کا حسن ہی آشوب عالم

یہ سنکر وہ پرندہ عاریت ہوش
ہوا جیون طایر تصویر خاموش

جواب اسبات کا دی جلد مجکو
وگرنہ مارتی ہون اب مین تجکو

لگا تب کہنے جسکے پاس مین تہا
ترے منہ سے ہی بہتر یا نون اوسکا

یہ سنکر آگیا میرے تئین عرق
کہ بس بحر ندامت مین ہوئی غرق

اوسی سنکر یہ اپنی جان کہوئے
تو بس یان قول جامی راست ہووے

در آید جلوہ حسن ازرہ گوش
ز جان آرام بر باید دل ہوش

یہ جی مین سوچکر مینے کہا ہو
کہا فی الحال بس اپنی دعا کر

اگرچہ دائی سمجہاتی مجہے تہی
ولے بہڑکی تہی اک آتش غضب کی

کہا مجہسے کہ اوسکو مار ڈالا
بلاے خانہ کو گہر سے نکالا

اوڑا فی الفور اوسکا طایر ہوش
ہوا دریاے غم یکبار پرجوش

کہا مینے کہ وہ کمبخت طوطا
مرے آگے بدی تیری کرے تہا

یہ کہنا کیا تہا بس حیف غضب وہ
لگا کہنے بصد رنج و تعجب وہ

کہ طوطے کو مرے جلدی منگاؤ
دگرنہ ہو جہان تم بھی جاؤ

سنے کلمات جوہین سخت اوس سے
کہے تو اور کہے تھے میرے حق مین

منگا دیتی ہون مین طوطا تمہارا
ہوا معلوم ہمسے ہے پیارا

وہ بولی سن مری غم کی کہانی
کہا تم سے مین آگے ہی نہ تھی

مری اسبات مین اب کیا ہے تقصیر
بتاؤن کیا تمہین مین اوسکی تدبیر

غرض وہ لا دیا طوطا دوانے
بچایا جان سے مجکو خدا نے

کہا ہونا گمت نے جوکہ تجھسے
بلا وسواس ظاہر کر تو مجھ سے

پدم کی خوبیان ساری سنائین
غرض گھر کھونیکی باتین جتائین

غرض جب عشق اوسکے دلمین آیا
تو اوسنے آپ کو جوگی بنایا

کیا سنگل کو وہ جوگی ہو جیسے
نہین معلوم کچھ احوال اسسے

بہنگم نے سنایہ حال سارا
زمین پر اپنے سر کو وہین مارا

ناگمت کا نامہ رتن سین کے واسطے لکھنا اور اپنا برد گ بارہ ماسہ مین سنانا

زبانی اوسکے لاؤن سب مین پیغام
کسی صورت سے نامہ اوسکو پہونچاؤ کیسی ہے

ارے ساقی مجھے وہ جام مینا
جسے پیکر لکھون خط ناگمت کا

رفیق دستگیر جان ناشاد
رتن شادان سلامت دائما باد

کرے تاراج تو ہوش و قرارم
پریشان کردہ تو روزگارم

برنگ لالہ ہون مین داغ بردل
ہی درد دل سے دم لینا بھی مشکل

جو یاد آوے ہی تیرا سرو قامت
تو مجھپر ہوتی ہی برپا قیامت

نظر آتا ہے تجھ بن جو مجھے باغ
ہزارون دیپ پڑتے ہین مرے داغ

فزون ہی دمبدم اب بیقراری
لہان آنسو ہین اشک جاری

گیا تو بنکے جیسے شکل جوگی
مین جوگن ہوتے تجھ بن جوگی بروگی

گئے جوگی ہزارون ساتھ جیسے
مجھے بھی ساتھ لیجاتا تو ویسے

ہے تو ہمراہ اور دسنکے بگلدار
مین خار رشک سے مجروح افگار

وہان تو غیر سے بار و خذان
ہین یان تجھ بن سدا اتہا چشم گریان

تو بزم غیر مین اوسجا قدح نوش
شراب غم سے تیری یان مین بیہوش

انیس وقت میرا ہے الم مان
جلیس بزم تیرا کون ہو وان

خدا جانے تجھے کیسے لبھایا
کہ تو نے دلسے یون مجکو بھلایا

جو ہیرامن کو پاؤنگا نہ مین زندہ
تمہین جیتا نہ چھوڑونگا خبردار

کہا تب مینے راجہ سے کہ اے ماہ
مین ہی تھی تمہاری الفت دلخواہ

گئی تب دائی کے گھر مین وہ دلریش
کہا سب واقعہ آیا جو درپیش

کہا راجہ سے اوسنے حال سارا
نہین غصہ مین اوسکا مارنا خوب

جو مین سوچی تھی باتین پیش آئین
کہا جیتا ہی طوطا خوف مت کر

طلب مین اوسکی جیسے وہ گیا ہے
کہ اے آرام جان کیا تجھپہ گذرا

مین اوسکے غم مین سوکھ جوگن ہو بیٹھی
کہا اچھا کہ نامہ لکھ مین جاؤن

جواب نامہ تیرا اوس سے لاؤن
کہ دلکو ہو ترے صبر اور آرام

جو کوئی ناگمت کی جان کچھ رحم کھاتا ہے
کیا یہ نامہ جالسنو تحریر

برائے روشنت یاد ہو یدا
نہین آرام و تسکین مجکو اک آن

بہری ہون مثل بلبل مین دوانی
ہوئی جیون نرگس گلشن مین بیمار

کہ ہووے دل نہ میرا جسمے پر خار
ہر اک قطرہ ہی جسکا رشک جیحون

کیا اے بیمروت تونے جیسا
یہان مین گر سی ہوتی شش دوش

یہان مین یاد سے تیری ہم آغوش
حبیب غیر تو مین عاشق زار

سراپا مثل مجنون یان مین عریان
مین ہون جیون کرہ باد و شتر رہی

کہ تو نے دلسے یون مجکو بھلایا

بارہ ماسہ

کہون کیا جب سار رُت آیا شتابی
صدائے رعد ہر سو ابر برسے
نہ آیا اوس مہینے مین بھی تو یاں
رہی مین منتظر اوسمین شب و روز
ہماری چشم نے رہنی چوائی
پہونچتی اوڑکے تیری پاس جھٹ پٹ
گئی وہ دل سے بھی جو آس باقی
نظر چار و نطرف کرتی تھی ہر دم
صلاطاؤس کی کیسے کہ کیا تھی
کنوار آیا گھٹا عالم مین چھائی
صدائے رعد ہر دم یون سناتا
چمک بجلی کی تھی ہر دم ڈراتی
جلاتی تھی ادھر کو برق خشان
رہی برسات مین مجھہ مین رُلائی
سو میرا غم تری دل مین آیا
نہین ہوتی وہان برسات کی دھوم
نہ ایدھر کی تجھے یا تو ہوس ہے
نہ آیا سو تو کاتک مین بھی اے وا
وہ ٹھنڈی باد اور وہ چاندنی رات
جہان مین پھر سہاک تھوار آیا
اسی صورت غرض اگہن بھی آیا
ہوئی عالم کو سردی زیر افلاک
کہون کیا حیف ہے افسوس افسوس
لگی جب برف پڑنے ماہ آیا
ہوئی جل جل طپش سے مجھ مین راکھ
بسنتی خلق نے پوشش لگائی
ہوا پھاگن کا جب ایام برپا

پھیری دل پر مری برق خرامی
ولی تجھ بن کہون کیا جی ہے میرے
رہی ساون مین تو بھی آنی جانی
برنگ برق سوزان وحشت انگیز
سوا اشک سرخ مین لو پوشش نگائی
اگر پائی کسی صورت پر و بال
نہین ہے اب بیان ہونا ملائی
ولے دیکھا نہ مینے آہ تجکو
تری فرقت مین اک وحشت ڈراتی
گویا فوج الم نے اک چڑھائی
کہے تو طبل جنگی ہے بجاتا
کہے تو ہے گھٹا رنجک اڑاتی
مقابل تھی ادھر یہ آہ سوزان
ولیکن تجھکو میری سدھ نہ آئی
کہ ایسا دور جا پردیس چھایا
گھٹا آتی نہین ہے وان مگر جھوم
کسیکے یا تو در بند قفس ہے
رہی مین رات دن تکتی تری راہ
تری بن بد ترا زد و رخ تھی سہاتی
ولیکن تو نہ اے دلدار آیا
بڑھا کے رات جسنے دن گھٹایا
ولے تو بھی مین جل جل ہو گئی خاک
کہ اگہن دن گیا اور سات پوس بھی
سوا اوسنے اور بھی مونجھا جلایا
مرے دم ہے تھا ماہ پوس بیساکھ
پہ بنے زرد سب صورت نہ پائی
جلا آتش سے میری دشت سارا

کہان روز و نمین تیرے بن ایسی
چمک بجلی کی تھی مجکو ڈراتی
کہ شاید اب بھی آجاوے تو آوے
تھین جو سکھیان سمے ساتھ والیان
ہندولو نیر چھین جھولیان عورات
گرج کر جب تو بھادون سر پر آیا
گھٹا کالی اور اوسمین برق خشان
کہون کیا مین پپیہے کی صدا مین
اگرچہ آہ بھادون خوب سا
صدائے کوکلا آواز کوئل
نہ برسین تھین وہ بوندین اجرا دے
دھنک تھی یا کمان تھی وہ نمایان
صدائے رعد سے وہ تیر بھالے
یہی کہتی تھی مل مل کے مین ہاتھ
ویا اوس دیس مین جیدھر تو ہوگا
پپیہے وان نہ بولین مین طاؤس
بھلا اک عذر یہ بھی رہیان تھا
کہ تجھ بن سر راتین اوٹھ جاگی
ہوا حاصل نہ جب دیدار تیرا
دیوانی خلق مین ہر جا نمایان
کہے تھے گرچہ دن بھی تجکو مشکل
ہوا چلہ کا جاڑا جب دو چندان
تری چھاتی سے مین لگ کر نہ سوئی
بھون نے پہنی پوشش نباتی
بسنت آیا ہوا شادان اک عالم
شگوفہ دیکھکر ہر جا شگفتہ
بھون نے جاگ مین تھی ہولی جلائی

سفر سے آکے صورت مین دکھائی
تھی جان و دل مین اک آتش لگائی
ستمگر رو و غم میرا بجھا دے
پہن کر تا لباس سرخ آتین
دے اے تجھ بن مین دُنو ڈول بیاں
کہون کیا مین کہ کیا کیا دکھہ دکھایا
فقط مین اور شب تاریک ہجران
دل و جان مین مرے آتش لگائین
بجھی دل کی نہ میری آگ اصلا
پکارین جو نقیب فوج ہر دل
گھٹا مارے تھی مجھپہ تیر و گولے
کرے جو غمزدون پر تیر باران
ادھر باران اشک اور آہ نالہ
کہ ہوتا موسم برسات پھر سا
نہین برسات کا موسم یہ ہوتا
نہ وان جگنو چمکتے ہین صد افسوس
کہ پانی لے زمین تا آسمان تھا
تھی اے مہرو مجھے ہر رات کالی
جہان تھا میری نظر دین اندھیرا
سراپا داغ مین سر دچراغان
ہو دشوار کٹنی رات تل تل
ہوئی تجھ بن مین دونی اور سوا ان
سدا روتے ہی اپنی عمر کھوئی
مجھے غم نے تری آتش لگائی
ولے دونا ہو تجھ بن مجھے غم
سلگتی دل مین تھی آتش نہفتہ
مجھے غم نے تری ہولی جلائی

ہر اک جا رنگ عالم مین تھا اور راگ
دل و دیدہ مین میرے خون اور آگ

ہوئی جب جیت کی آنہ نمایان
پھلے پھولے سبھی گل و ریحان

ہوئی مسیو شگفتہ بن مین سارے
درختون پر گویا ہیو انگارے

غرض بیساکھ مین بھی تجکو برسی
کہ تھی مجھپر فلک سے اگ برسی

ستارے عرش پر ہینگے یہ روشن
شرارہ آہ کے میرے ہین روشن

جلا آتش سے میرے کوہ صحرا
ہوے سب خشک و جلا اور دریا

لگین اٹھنے جو میری گرم آہین
مسافر کی ہوین مسدود راہین

خدا جانے ترا کسجا ہے مسکن
فراق نامہ نا گمت کا پیو پنچا رتن سین کے پاس اور طیاری سفر کی بول دینا اوسکا چتور کی طرف بے اندیشہ و وسواس

غرض جب لکھ چکے سوز نہانی
کہ آیا فانہ اصلی کا پینام

ہوے بھوکے ہوے کش بیگانہ مین ہی عشرت
تو بس پرواز کو کھولے پر و بال

بلا ساقی مے الفت کا اک جام
برنگ صفحۂ رنگین تصویر

بہنگم نے اوس نامہ کو نی الحال
کیا اکرم شجر پر بیٹھ آرام

کرون کیا حسن اوس صحرا کی تحریر
جدا ہوا دنسے وہ یکتا نا گاہ

چلا کرتا تھا منزل سے یہ نا کام
ہوا سے دانکی خرم اور خورسند

جو تھے اشخاص آئے اوسکے ہمراہ
نشان دو ہمکو تم نام اور نشان سے

رہے تھے اوس شجر پر طائر چند
کہان جاتے ہو اور آئے کہان سے

کہان جاتے ہوا اور آئے کہان سے
کہون کیا مین کہ یان کسے ہی بیت دور

ہے مغرب سمت ملک ہند مشہور
کہ وہ عشق پدم سے ہو کے بیچین

ہے مالک اوسکا اک راجہ رتن سین
تجسس مین ہی پدماوت کی آیا

غرض ایدھر کو وہ غم کا ستایا
کہ وہ غمگین سی ابتک یا ہی خوشحال

سنین معلوم تب سے اوسکا احوال
نہایت مضطرب سی مثل سیماب

سواد اوسکے سوز ہجران سے وہ بیتاب
کہ بس رونے سوا اوسکو نہین کام

نہ اوسکو رات دن ہے چین و آرام
بجان و دل غم الفت کی پامال

کہ اکدن ناگہان وہ مضطرب حال
کہے تو ہو گیا سب دشت آتش

یہ آہین کھینچتی تھی وہ مشوش
سو بیر جل گئے اوس دن پر و بال

نظر آیا ہے میرا جو تمہین حال
سمجھ دلسوز اوسنے ماجرا سب

عرض پوچھا مین اوسکا ماجرا سب
کہون کیا مین کہ مجکو رحم آیا

عبیر اور تمھے رنگ کے اوڑا دی
بجھے مطلق نہ تجھ بن خوش کبھی آئے

کشیدہ خط گل طرہ پہ طرہ
ز جرم کوہ تا میدان عبیرا

نہال اینہ پر بھر مور آیا
نہ تو سنگل سے پھر چتور آیا

یہ جلتی آتش غم سے تھی جا پر
کہ میری آگ سے جلتا تھا خورشید

طپش میری کہین پہونچی ہی اکدل
سواد اوس کے قمر کے داغ بر دل

جلایا بیٹھنے تو خوب آکر
نہ آیا بیٹھ کا لیکن برابر

ہوا بھی گرم اور سورج کا یہ تاپ
ہے ٹھنڈی چھانو تجھ بن تا زدم سو

دیے مین تو بتی پھر نی سون بن
سوا اوسکے کہا کچھ زبانی

چلو اب ملک ما لوہ کی بھر عزت دلاتا ہے
پر اب بہتر ہی ہونا گھر کو راہی

نواح شہر سنگلدیپ پہونچا
لیا ملک اوس مسافر نے وہان دم

بے تسخیر آہو وان پہ نکلا
کہ بیٹھا تھا جہان آکر بہنگم

کہا اے بھائی ہو تم کیون سین غم
کہ میرے گھس گئے اوڑتے پر و بال

زبس سر سبز ہے فردوس کے ملک
بنا کر شکل جوگی جیو گی راج

دیا جون قیس ناحق خاک اوڑائی
ہے اوسکی تلخ اوس بن زندگانی

ہوئی آوارہ بنکے شکل مجنون
بسے پڑتے ہین تجانے زبان پر

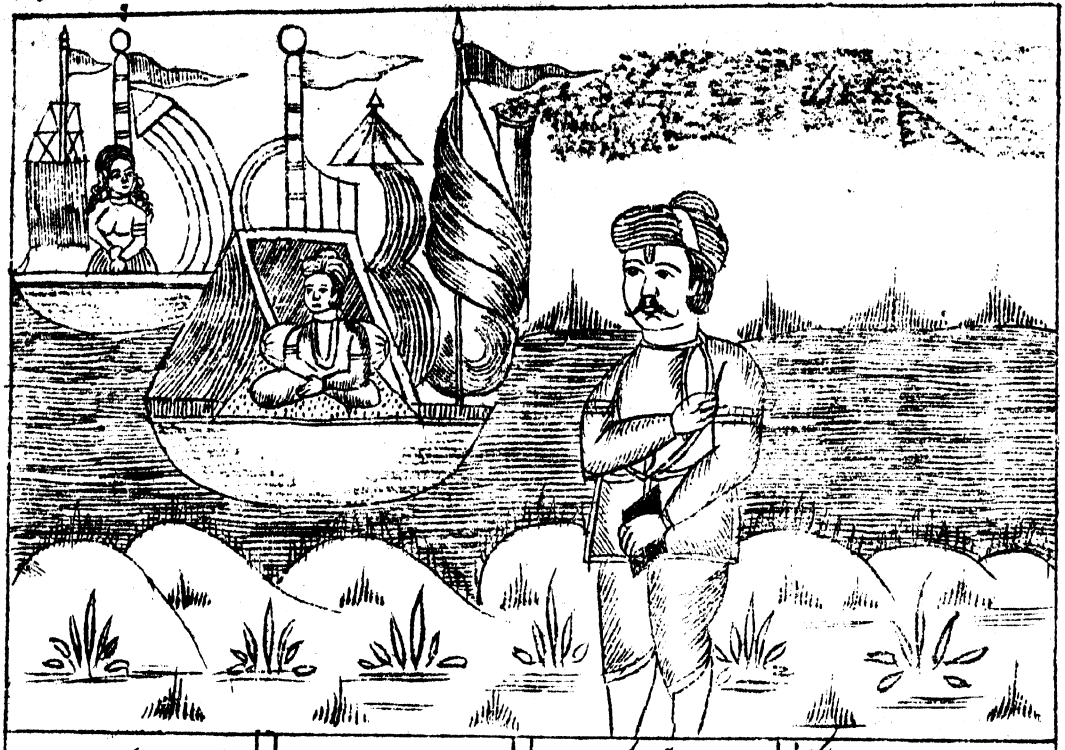
وہان آئی کہ جس جنگل مین مین تھا
دم گرم اوسکے سے اکثر گئے جل

کہون کیا مین کہ میرا جل گیا دل
کہون کیا مین کہ مجکو رحم آیا

کہا میں نے کہ اچھا ہے میں جاؤں
خبر اوسکی میں جاکے تو لاؤں
جدا جانے کہ وہ ذی رحم دے درد
ملے گا کس جگہ ہون میں جہانگرد
نہ کھاتی ہی وہ غمگین اور پی
بیان کیا کیجے مرتی ہے نہ جیتی
کہا اوس طائر تنگ شکر سے
رفیقان وطن کے نامہ بر سے
وہ نامہ دی مجھے اے نیک فرجام
کہ مجکو بھی نہین ہی اوس بن آرام
غرض دیکر کے وہ نامہ رتن کو
اوڑایہ کہہ کے پھر اپنے وطن کو
اوسے ہر چند راجہ نے بلایا
ولے وہ تیز پران پھر نہ آیا
رتن آتا تھا یا تو شاد و شادان
پھرا اوسدن جو گھر کو تو پریشان
پریشان حال تھا از بس رتن سین
ہوا خرد و کلان ہر ایک بیچین
رہو تم میری آنکھون مین میرے پاس
کہ یہ اندر ہے تم سے بزم کیلاس
رتن نے عرض کی اے صاحب تاج
ہے قائم تمہارا ملک و راج
اگر ہر مو سے من گردد زبانے
نیاید از تو گفتن داستانے
عناصر جب ملک میرے بہم ہین
تو میرا سر ہی اور تیری قدم ہی
ولے ہی میری اسمین یہ بہبود
کہ یاسے جاؤن مین چتوڑ کو پھر آؤن
اوٹھون نے وان کیا ہی فتنہ برپا
ہر کشور ہر اک کے دل مین آیا
جہان آباد وان سے مستقل ہی
ہمارا حکم اوسکا خار دل ہی
جو دیکھی راے سب نے محکم اوسکی
تو راجہ کو سبھون نے نصلحت دی
سوا اسکے جو کچھ چارہ نہ تھا لو
کہ دانکا خار بھی اوسکو چمن ہی
کہا راجہ نے اچھا خیر بہتر
کرو ہمراہ اونکے فوج و لشکر
بلا کر اہل تقویم و برہمن
کہا دیکھو تو ساعت سعد اچھن
اونھون نے دیکھکر تقویم فی الفور
کہا کر نجم و سعد و نحس پر غور
رجال الغیب کا ہیگا یہ احوال
کہ وہ گردش مین رہتی ہین سدا سال
ارادہ سمت مغرب کے اگر ہو
تو چوتھی بار ہوین ہرگز نجاؤ
سفر مشرق کے جانب کو جو آوے
تو ہفت اور چار دہ کو وان نہ جاوے
اگر کبھی عزم جنوبی
نہین ہی تین گیارہ بیچ خوبی
جو ہے سمت شمائل ہی تو نا نو
تو اٹھارہ اور بندرہ ہین تجھ کو
جنوب اور مغرب مین ہی جو کنارا
ہے تیرت نام اوسکا اشکارا
سو یارو اوس نے اک نامہ لکھا کے
مری بازو مین دیکھو یہ بندھا ہے
کہون کیا تمسے اوسکی حالت زار
کوئی دم کی ہی مہمان اب وہ بیمار
سنا جب یہ رتن نے حال سارا
غم الفت نے پھر اک جوش مارا
کہ اے طائر مین تیرا ہون مشکور
وفا سے دور تر راجہ رتن ہون
مرا مطلب بر آیا حسب دلخواہ
سو اب ہم تم چلینگے جلد ہمراہ
مجھے صحبت ہی اوسکی ہی زیس واغ
نہو جسکو تمیز کوئل و زاغ
کہون کیا مین کہ اک دکھہ دی گیا وہ
قرار و تاب و طاقت لیگیا وہ
بدن سنگل من و دل در ملک جوگ
ہوا وہ خط پڑھکے اوسکا اور ہی طور
کیا یہ راگ گندھرپ سین نے ام
ہوا غموم لیون اب دل تمام
جو اے نور بصر تو یان نہو گا
ہمین ہو گا جہان اندھیر سارا
کروں کیا مین اے اشکر تیرا
کہان مطلق نہین مقدور میرا
اگر ہر بال تن پر سو زبان ہو
یہ تیرا شکر مجھ سے لب بیان ہو
رہو گا دور یا نزدیک مین یان
ولے تا زیست ہون تیرا ثنا خوان
خبر لایا ہمارا آج قاصد
نہے غم اپنے ہین بعضے جو حاسد
سوا اسکے علاء الدین سلطان
کیا چاہی کہ سبکو زیر دامان
جو ہو بیدار فتنہ تو سلاؤن
جو فرماؤ تو مین جلدی سی جاؤن
کہ بھیدی گھر کا ڈھا دیتا ہی انکا
خلش ہوتی نہین ایسمین ذرا سا
اگر ہے زندگی آدیگا سو بار
اسے رخصت کر دجاوے یہ دلدار
اگر تا ہو نہ کچھ تکلیف انکو
جو ہو اسباب انکا سب منگا دو
رجال الغیب کا سیر مکانات
ستارونکی بتاؤ نیک ساعات
تو پہونچے رنج پر ہو جان کی خیر
سفر کیجے گا ان روزون مین سیر
مقابل اونکے لازم ہی نجاوے
سفر جسکے تعین و رپیش آوے
نہ جاؤ نورده اور بست و ہفتم
بری ہین یہ بھی تاریخین سنو تم
ہے سمت شرق جانا سخت دشوار
جو ہو بائیسوین اور تیسوین یار
جنوبی سیر کو کہتے ہین بدتر
اٹھارہ اور چھبیس اور دو سو مین یار
تجھے کچھ بھی فراست حق نے دی ہی
تجا نا تیس اور انتیس مین ہی
بری پچیسوین بھی ہی نجا بس
نجانا دوسری ستر ہوین اور دس

شمال و غرب مین وہ ہے جو اب — نجاؤ اوس طرف ای راہی صاحب — اودھر البتہ ہی فاصلہ تین رہے
شمالی شرق کا اوسط نہایان — کہے ہی خلق جسکا نام ایسان — چھٹی اکیسوین یا بست ہشتم
جنوب و شرق کے مابین انطباق — ہے اگنی نام سن اوسکو بیان دا — نوین یا سولھوین یا بست ہارم
سوا اسکے کھون مین اور یہ صاف — اگر چاہو کہ کیجے سیر اطراف — نجا شنبہ دوشنبہ شرق ای راہ
سہ شنبہ چار شنبہ ہین شمالی — نجانا تو اودھر ای لا اُبالی — اگر ہو تجھے عزم جنوبی
نہ اوسکا ہے حساب ای صاحب نام — ہے گردش ہی سو اوسکو روز و شام — جدھر کو آپ عزم سیر کیجے
اگر ہو پشت پر جانا ہی تو خوب — کہ بن آتا ہے سب کا مونکا اسلوب — اگر ہو سامنے اسکا گذارا
جو انکے راست چپ قاصد کے ہو سیر — اگرچہ اسمین شر بھی ہے دلی خیر — غرض باتین منجم سے یہ سنکر
محبت دے سے سنگل کی اوٹھا کر — ہوئی رخصت سجھون سے گھر مین جاکر — پدم سے کہا ہر چند مت چل
صلاح کار تو یون ہی ہماری — اوراگے چو کہ ہو مرضی تمھاری — محبت ملک کی اپنی اوٹھانا
تمانا اوسنے آخر کی طیاری — کہ اب یا سے اوٹھی قسمت ہماری — کیا پردیس مین بس خوب آرام
ہوئی رخصت پدم جب سو سے — انیس و رد اور اون ہمدمونے — لگے مل مل کے آپسمین وہ رونے
کہ مین تم مین رہی اور ساتھ کھیلی — ہوئی اکدن نہ مین تم سے اکیلی — سو اب قسمت مین ہمکو دان ہی جانا
ہماری آخری ہی یہ ملاقات — کہ پھر دیدار کو ترسوگی دنرات — دعا سے ہمکو اکثر یاد کیجو
نہ کیجو نامہ کا شکوہ ہی کہ دکور — کہ ہے سسرال ہی میکا رہن دور — کہ ہایل درمیان ہی ہفت دریا
غنیمت سمجھو یہ ملنا ہمارا — کہ یہ دم مین خیال و خواب ہوگا — سنی جب اوسکی غم اوون نے یہ بات
گلے لگ لگ کے سب نے زار نالان — کیا آنکھون سے بر یا ایک طوفان — پدر مادر جدائی سے بہل خا
برادر خویش و اقربا سب — ہم گریان و نالان آہ بر لب — غرض کرتا تھا ہر اک آہ و زاری
پدم رخصت ہو مادر اور پدر سے — کھون کیا مین کہ گھر مین بکدگر سے — سبھون نے لی اور آنسو بہائے
مگر ی تھی جو دہان یا دیدہ تر — کیے اشکون سے وان گوہر تھے — برستا رہا ہم وہ پر پوش
مصاحب سب رتن کے ایدھر اودھر — چلو مین ماہ کے جیسے ہون اختر — نشان و نوبت و فیل عماری — کہے تو عید کی جیسے طیاری

برہمن کے بھیس مین سمندر کا دان مانگتے ہوئے آنا اور رتن سین کا اوسے خیال مین نہ لانا اور دریا مین صدمے اوٹھانا اور پدم کا بہتے بہتے ایک تختہ پر لب دریا آجانا۔



ہوا بحر جہان مین عشق جبکا آشنا اکدم
تو اوسپر موج غمسے آفتین کیا کیا اوٹھاتا ہی

رتن ہوتا ہے اب دریا کا راہی
بیان اوسکی کرون ساری تباہی

پس از قطع منازل چند در چند
اب دریا ہی شور آئے وہ خورسند

لگا کہنے یہ اوس سے اے مہاراج
دے اپنے مال سے مجکو زکات آج

سدا ہوتی ہی اوس سے دولت افزون
گھٹے ہرگز نہ تل ہو صد سے اذزون

نیا آیا ہی تہودانی کہان سے
کہ دون لاکھون روپے تجکو بہانے

ادھر لشکر دنبگاہ ساری
اونھون نے کی جہازون مین سواری

غرور انیا بنا کے خضر دہاوی
چلے جسوقت یہ درجوش شادی

گئے جب نصف دریا کرکے طی راہ
ہوئی باد مخالف پھر تو جہانتک

پکارا وہ پُتک کر دور بین کو
کہ واے یا درب العالمین کو

کہون کیا مین کہ تھا ایسا ہی اندھیر
جہازونکو کیا جسنے زبر زیر

جہازون مین جو تھا اسباب شاہی
سب راجہ ہوئی سب پر تباہی

ہوا کی ٹھوکرین لاکھون ہی سہکر
جہاز اونکا گیا اک سمت بہکر

سر اوسکی پانچ اور باہین تھین دس
کس ناکس کو کھاتا تھا وہ نکس

بیان کیا قدر کرون اوسکا کہ نکتہ
زمین سے کوہ آسا آسمان تک

پلا ساقی مجھے جام اک شتابی
کہ آئی ہے کوئی دن کو خرابی

وہ لے اسباب سب یا ہر یہان سے
چلا القصہ رخصت ہو وہان سے

سمندر شکل با من کی بنا کی
رتن کے سامنے فی الفور آکے

کہ ہوتی ہی زکات مال بہتر
غرض ہے مالدار و بہر مقرر

کہا راجہ نے چل اوان کیسا
لیا دون گھر مین فیاض ایسا

یہ سنکر گفتگو کوتہ اندیش
گیا وہ خیر خواہ و عاقبت کیش

چڑھے کشتی مین رکھدی دولت و خدم
جہازون کے دی سب بادبان کھول

نہ سمجھے پر غرور اتنا وہ نادان
کہ ہے حرف بکبر عین طوفان

اوٹھا اک سمت سے طوفان جوش
گئے اور ناخدا کے دیکھکر ہوش

وہ طوفان کیا تھا اک حشر برپا
کہ دریا مین تھا ہر سو شور غوغا

سر طوفان پر اک موج بلا
کہ جسسے کشتیان تھین زیر و بالا

ہوا اسباب لشکر سب غرقاب
بچا یا کچھ نہان جون در نایاب

ادھر کو روز شب اک دیو اہی
کیا کرتا تھا اکثر صید ماہی

سدا منہ سے وہ آتش اوگلتا
کہ اپنی آگ مین تھا آپ جلتا

وہ سو سر پر پشان سر بسر تھے
کہے کو کوہ یا بلہم شجر تھے

بھیمسکن نام سرتاج سیہ فام — انگبانی لنکا اوسکا تھا کام — نظر آیا جہاز اونکا اوسی دن
چلا اونکی طرف کو ہوکے برگرم — کہ بائی آج مدت مین عدا نرم — نکالے دانت باہر منہ سے سانپ
بیانک شکل سے لیکے تاپاون — یہی کہتا ہوا جی مین کہ کھاجاون — قریب اون ماہر لونکے وہ آیا
رتن کے روبرو آکر وہ مکار — نیاز و بندگی کر خوب اظہار — لگا کہنے زبس شیرین زبانی
جدھر جاتے ہو یہ رستہ ہی بہتر — کہ اس جاگہ پہ ہین لاکھون وہ ڈوب — یہان مین راہ سے ہون خوب آگاہ
مجھے دی ہی یہی خدمت خدا نے — لگاؤن یعنی بھولونکو ٹھکانے — دکھاتا ہون سدا بھولونکو مین راہ
کہون کیا مین جو شفقت اوسکی پائی — بسمونکی جان مین کچھ جان آئی — وہ محنت بھی مین انجی ابھی لون
رتن بولا کہ اچھا خیر آلے — جہانتک ہوسکے اچھا اوٹھالے — مثل کہتے ہین کیا اعلیٰ اونہ ادنیٰ
سلامت گر ہوئے دریا سے ہم پار — سدا مانینگے ہم احسان ترا یار — گذرنا ہو وے یہان سے تو آسان
خدا تمپر مرا یہ جان اور دل — کیے دیتا ہون اب آسان مشکل — کہا اوسنے اجی یہ مت کہو تم
رفیق آسا جو اس دریا مین آیا — زہے قسمت کہ ہمنے حضر پایا — چلے ہمراہ اوسکے شاد و خرم
کیے کشتی کو وہ دیو آدمی خوار — نہ سمجھے پر غرور اپنا وہ نادان — چلے باتون مین اوسکی شاد و شادان
غرض گرداب مین کشتی جو آئی — ادھر دریا مین تھا گرداب ایسا — کہ تا کھاتا ہے اونکو وہ اپنے چاکر
دغا ایسی بھی کرتا ہی کوئی یار — برنگ چرخ گردش خوب کھائی — رتن بولا کہ اتنی بیوفائی
مری قسمت سے یہ کشتی ہی آئی — نہوا ے آشنا بیگانہ کردار — وہ بولا تب یہی ہی کام میرا
کمٹھ اہنس ہنسکے اور ہوشاد و شاں — کہ تسے ہے غذا ہی نرم مائی — یہی مکر و فسون ہی دام میرا
اگر وہ دیو ہی کو دیکھ پاتا — بہم کہتا تھا ایسی ہوگی قرصان — تمھین اسواسطے لایا ہون گھر مین — کہ ہونگا آج مدت سے شکم سیر
بھیمسکن پر گرا یہ سچ ہی یا جھوٹ — قضا را ایک بھائرا آگیا دان — بجاہے اوسکو کہیے کوہ پر ان
جو کی جنگل مین لیکر اوسنے پرواز — کسیکو اوسکے پیچھے نہ دکھاتا — نہایت تیز پرا در کوہ پیکر
بڑی کشتی پہ جب آکر تباہی — کہون کیا تھی جو کشتی مین مجھ — گیا اک ایک کا بس دیکھ جی ڈوب
تباہی جب کہ اوس کشتی پہ آئی — کبوتر کے تین لیجای جون یا — گئی کشتی ہوا سے اوسکی دس کوس
سنی اوسنے نہ اوس سے پھر کبھی کچھ — ہوئے تختے ہر اک جانب کو رہی ہا — گئی تختونکی باہم وصل سب چھوٹ
تلاطم سے گیا یہ اک طرف کو — رتن سے اور پدم سے ہوئی جدائی — کوئی تختے سے لپٹا رہ گیا تھا
وہانکا تا جو تھا خود سمندر — خبر باہم نہ دونون کی رہی کچھ — ہوئی رخصت بہم آپسمین رو رو
پدم کا اوسمین تختہ آگیا ہاتھ — کہ تھا نزدیک جس سے ایک ٹاپو — نصیب موج دریا سہتے سہتے
ہوئین وہ لڑکیان دیکھ حیران — کنارے رہی تھوڑی جب دور — نمونہ کیسے جنت کا بنا تھا
پدم کا حال بیٹی کی زبانی — گوش زد بادشاہ سمندر کے ہوجانا اور سمندر کا پھر لباس برہمن پہنکر رتن کو اطمینان پدم کے لیے تلاش کرانا

یہ تصویر اوس جگہ کی ہے کہ جانا سمندر کا لباس برہمن مین اور تلاش کرلانا رتن
کو واسطے اطمینان پدم کے



کہون کیا یا خدای عشق کی باتین کہ یہ ظالم
بہا کر کشتی عاشق کو ساحل پر لگاتا ہی

سخن کی ناؤ ساحل پر لگاؤن
رتن کو اور پدم کو پھر ملاؤن

ولے بہتر یہی ہے حسن انسان
لگی تختی پہ جیون تصویر پہچان

کہا اون رگیون نے دختر شہ کو
کہو تو لین نکال اس رشک مہ کو

کہا اوسنے کہ مین بھی جانتی ہون
اسے جلدی سے لاؤ مین دیکھون

لیا وہ کھینچ تختہ تھا جو بہتا
کہ وہ تختہ یہ از تخت پری تھا

گئے اڈر دیکھتے ہی سب کے پھر ہوش
کہ سر سے پانک ہی بادلہ پوش

کہی بوی کہ یہ ہی دخت شاہی
کہ آئی اسکی کشتی پر تباہی

پری تھی یا تو بیخود بے سر و پا
کہ اسمین یک بیک کر چشم کو وا

سنا جو نام اور دن نے رتن کا
ہوا معلوم حال اوس گلبدن کا

رتن خاوند اسکا ہو طرحدار
کہ ہے جسپر یہ دل سی عاشق زار

ہے دریا مین مصیبت پنہ آئی
ہوئی دونون مین سو باہم جدائی

کہ اے خورشید رو رشک ستارا
دورا آہوش مین یان لی ہی پیارا

تجھے تو ہمنے دریا سی نکالا
کہ تو بستی تھی اک تختہ پہ تنہا

کہین کیا ہم دعا و ہم دوا سے
شفا چاہی تری ہمنے خدا سی

پلا اک جام اے ساقی شرشار
کہ بحر غم سی ہو نہین تیرے پار

ہوا نزدیک وہ حسن خداداد
تو کیا دیکھے کہ ہی آدمی زاد

کہون کیا رنگ اوس رشک بتان کا
طپش سی غم کی بس نیلو فری تھا

بقید زندگی ہی یا ہی بیجان
ملے گا اجر اسکا ہو گا احسان

غرض وہ ہمدمان دختر شاہ
کہین اوس مہر وش کے پاس جن ماہ

زبس اوس مہر وش کو کھینچ دختر
لے آئین جیسے دریا مین سی گوہر

وہ سر سے پانون تک تھی غرق زیور
مگر کیجے تو کم ٹھہرے ہی اوسپر

غرض اوسکی خلاصت جب ہی کی
کہ وہ خود رفتہ تھی اپنے مین آئی

کمال درد دل سے آہ بھر کے
لگی کہنے رتن پانی پلا دی

کہ یہ مشتاق ہی دریا کی راہی
پری ہے اسکی کشتی پر تباہی

وہ سوداگر تھا یا راجہ تھا یا شاہ
کہین جاتا ہوا اسکو لیکے ہمراہ

کہا اوس عاشق بے خانمان سے
سنا نام رتن جبکی زبان سے

ترا کیا نام اور کسجا وطن ہے
کہان تو ہی کہان تیرا وطن ہے

تہ تھا ارز بسکہ تجھ مین ہوش اودم
تری خدمت کرین ہین سی جو ہم

غرض سوچی یہ جسدم وہ جگر خون
رتن ہی واقعی اب مین جدا ہون

خدا جانے وہان کیا اوسپہ گذرا — کہین کو بہ گیا ہی یا کہ ڈوبا — ہوئی بیخود یہ کہکر اوسنے وہ مارا
نکالا تمنے کی اور سرفرازی — کیا احسان اور بندہ نوازی — اسی دریا مین اُٹھکر پھر بہادو
نہین ہی زندگی کچھ مجکو مطلوب — ڈبو دنیا ہی میرا ہے بہت خوب — جدا ہوکر جیون رنج و محن سے
سنی اوس شیفتہ کی جو زبانی — کہ تھی غم کی سراسر کہانی — کیا رو رو کے پیا ایک طوفان
اوٹھا کر دان سے پھر اوس خستہ جانکو — لے آیمن شاد و شاد اپنے مکانکو — کہ اب ڈھونڈھین کہان اسکی رتن کو
خدا جانے کہین کی وہ وہ جاکے — کہین یا لے گئین لیرن بہاکے — پرستارونکو لیکر اپنے ہمراہ
پدم کے پاس جاکے اوسنے فی الحال — کیا اوسکا مفصل عرض احوال — گئی ہم سے تھی گرم تماشا
کہ اسمین ایک صورت عبرت انجام — نظر دریا مین آئی دور ناگاہ — نہیب صدمہ امواج سہتی
اوسے دریا سے فوراً مشل گوہر — نکلوا کر مین لائی ہون مکانپر — بہوش آکر ہوئی وہ مثل تصویر
ہوا دریافت وہ رنج و محن کی — کہ شوہر اوسکا اک راجہ رتن ہی — کہ کشتی اونکی ہی دریا مین ڈوبی
سو یہ سب ہوش مین اپنے ہی آئی — تو یہ کہکے ہی غش مین ڈوب جاتی — نہین دریا مین پھر مجکو بہادو
مین اس غم سے یہ تنگ آئی ہون جانے — کہ لاؤن ڈھونڈھکر اوسکو کہانسے — مواجیتا کہین پاوین تو لاوین
سبا بیٹی سے قصہ اوسنے سمدم — موثر دلپہ فوراً ہو گیا غم — کہ یہ تھا نہ بادشہ تھا خود سمندر
یہی بامن کی صورت آپ بنکے — گیا تھا دانسے لینے کو رتن کے — یہان بعضے کہین ہین بلکہ اکثر
اسے کھونا نہ تھا اونکی تو جانکا — چکھانا تھا مزا لیکن زبانکا — غرور اوسنے جو دولت کا کیا تھا — جواب تلخ ترا اوسکو دیا تھا
غرور انکا انھین کو بست دکھایا — بڑا بول انکا آگے اینکے آیا — بحکم خالق مختار داور — کہ اوسکو کبر زیبا ہے مقرر
تجسس کو گیا اوس خستہ جانکی — کہ دیکھی جنسے یہ دولت زبانکی — غرض یہ قصہ بیٹی سی وہ سنکر — برہمن وضع پھر ہوکر سمندر
نہیب موج سے ساحل پر آیا — گویا ہے دور سے منزل پر آیا — لب دریا پہ دیکھا جا کے اوسکو — کہ وہ آورہ غم مثل گیسو
یہ جی مین فکر کردہ رشک مجنون — کہ یارب مین نہایت سخت جان ہون — وے اوسکو نہ تھا معلوم اصلا — برآیا مین کہ یا مطلب برآیا
فلک نے مجکو دریا مین بہایا — نہ ڈوبا نہ کسی مچھلی نے کھایا — باین صورت مواد ریا کارا ہی — اوڑے قسمت سی میری مرغ دریا
پدم ہاتھون سے میرے کیون ہوئی فوت — نہ آئی مجکو آئی موت کو موت — سب آفت واسطے جسکے اوٹھائی — ہوئی اوس سے بھی آخر کیون جدائی
جہان ڈوبے جہاز بادبیا — ہزار افسوس وان مین بھی ڈوبا — بغیر از دوست ہے ہاز زیست دشمن — یہ سر بس ہیگا تن پر بار گردن
نہین بن اوسکے اب مجکو گوارا — سواب مرنے کی اور ہی فکر کیجے — بین آدی جسطرح سے جان دیجے
گہر سے کھینچکر اک خنجر تیز — یہ جی مین ٹھانکر وہ غیرت نما — دل پر داغ سے وہ کھینچکر آہ
کرے پر خون سراسر تیز خنجر — یہ چاہے تھا کہ اکدم وہ منفعل — کرے تا سینہ بین اپنا تسکین چاک
لگا کہنے کہ سن اے مرد نادان — کہ اسمین وہ برہمن پاس آکر — سراسر فیض بعضے خود سمندر
یہ تیرا حسن اور یہ نوجوانی — عبث ناحق ہی اپنی جان کھوتا — کہوتے ہی کیون ہے ہاتھ دھوتا
غنیمت جان اپنی زندگانی — تجھے ایسا یہان کسکا الم ہے — ہوای مغموم یون تو چشم نم ہے

مکان یہ کسنے ہے تجھکو دکھایا
نہ آنا ہے کوئی یان ہی نہ آیا
تو یان آیا ہی اور پھر کیونکر یہ پھر

بیان کرانپی کچھ قسمت کی زشتی
کہین اسمین تری ڈوبی ہی کشتی
کوئی دلبر ترا یان یہ گیا ہی

مین ہون یان بحر و بر سے خوب آگاہ
کہ ہے معلوم مجکو رسم اور راہ
تو مین اوسکو جہانسے ڈھونڈھ لاؤن

عبث ضائع نہ کر تو اپنی جانکو
یہان سے اوٹھکے چل میرے مکانکو
رفیق ایسا رتن نے جبکہ پایا

بیانکی سب حقیقت اپنے غم کی
رفاقت اپنی اور فرقت پدم کی
اگرچہ اوسکو تھا معلوم سب حال

غرض اپنے مکانمین اوسکو لایا
نہایت غرو حرمت سے بٹھایا
کہان آ نوجوان آج ایک گلفام

ہی جاتی تھی اک تختہ کے اوپر
اوسے دریا سے ہم آدی سو لیکر
یہ وہ خود رفتہ نت غش مین رہی ہی

خدا و ندا رتن سے یا ملاوے
کہ قید زندگی سے تک چھوڑاوے
کہانتک اوسکے غم کی کیجے تشریح

سنا نام پدم جو ہین رتن نے
نوید وصل جان لیے رتن نے
ہوا بیخود سنا نام پدم کو

گرایا نو نبہ پھر اوس مژدہ گو کے
نہایت مضطرب بیتاب ہوکے
لگا کہنے وہ پھر با چشم گریان

ہین جسکے واسطے آفت سہی ہی
سو میری ہمدم و مونس وہی ہی
رتن ہو نہین اوسی کا عاشق زار

سنا احوال یہ اودھر پدم نے
دل پر خون مریض درد و غم نے
اوسے یا تو وہ بیہوشی و غش تھا

ولیکن دلمین کہتی تھی بصد بیکل
کہ تب جانون وہ جب اوسے مرے پاس
کہا تب لڑکیون نے کھاکے سوگند

ہوئی صبح وطن تیری اے بی بی
رتن آیا گئی شام غریبی
ہے مطلب تو نے خاطر خواہ پایا

لگی کہنے کہ لونڈی ہون تمھاری
خدا یہ جان تمپر ہے ہماری
خدا تمپر سدا میرا دل و جان

ہوئین وہ لڑکیان بھی شاد و خرم
ہوئی سب درد دل کا غفت و غم
رتن سی جب پدم نے وصل پایا

رہے چندی اسی صورت وہان پر
رتن کا پدم کو لیکر باشان و شکوہ چتور
مین آنا اور اہل شہر کا شاد و خرم ہو جانا

جو یار اوسکے سمندر نے سہائے
اوسی صورت وہ سب لاکر ملائے
ہوا جب رفتہ رفتہ جمع لشکر

یہ خوشخبری صبا جبتک کہ لیجا شتابی سے
رتن اپنے پھر کوئی دنکو پہان تشریف لایا



بلا اے ساقی فرخندہ فرجام — کہ برآیا دل ناکام کا کام
سمندر سے وہ رخصت ہے چکا ہی — وطن کے سمت کو اپنے چلا ہے
بھرا ک مالا دیا روشن جواہر — ہر اک موتی خراج ہفت کشور
دیا فیل سفید اور اک تشت مست — ملینڈی جسکی آگے گوہ کی پست
جو ہور دے زمین پر گرم رفتار — دھمک سے ہو نہ چیونٹی بھی خبردار
جو ہو راکب کے دلمین فکر میسر — تو وہ مرکب ہو گرم جست اور خیز
غرض دیکر کے اسباب زمانہ — کیا سمت وطن اوسکو روانہ
غرض شاداں پس از قطع منازل — کیے سب کام خاطر خواہ حاصل
ہوے چتور کو قاصد روانہ — کہ آتا ہے رتن راے زمانہ
اکابر شہر کے سب عالم و خاص — گئے آگے باستقبال باخلاص
گئے لینے اودھر ادنی و اعلا — ہوئی یان شہر کی خوبی دوبالا
ہوی گرم تماشا مرد و زن — حزان دیدہ ہوا بازار گلشن
کہ آگے سب کے تھی پیادونکی اک فوج — کہے تو قلزم ہستی کی ہی فوج
نشان نوبت مراتب اور بلہی — جلو مین حاضر اوسکے شان شاہی
جہان کو اپنا سب عالم دکھاتے — سواری سی بڑھی آگے تھی آتی
ہوئی اسمین سواری بھی نمودار — کہ جسکی سیر ہ از سیر گلزار
بکارین ہین کہ باگین سب لیے آوے — تفاوت اور ادب سے ہان رہے جاوے
وہ نقارہ پہ لگنا چوب کا یون — کہ گونجے تھا صدا سے جسکے گردون
کہون کیا مین کہ بیرون از بیان تھین — وہ نوبت مین جو روشن چوکیان تھین
ہزارون رخش کوتل بس قدم باز — مرصع اور طلائی جنکے سب ساز
وزیر عمدگان شہر یا ہم — مرصع پوش ہمرہ شاد و خرم
ادھر اودھر فقیرونکو برابر — بجاے سیم و تا لعل و گوہر
پدم کی اسمین بس آئی سواری — چلے ہے جسطرح باد بہاری
پرے باندھے برابر پیش و پس — ہر اک صورت مین ماہ چاردہ بس
دھنون کے درمیان چندول اوسکا — مغرق لعل گوہر مین سراپا
جلو مین سیکڑون ڈولی طلائی — جھنو پر آنکھ سورج نے لگائی
غرض اک از دہام حسن ہمراہ — اور اونکے درمیان راجہ کی دلخواہ

شتابی میکشی کی کر طیاری — کہ ہوتی ہی رتن کی اب سواری
سمندر نے کیا رخصت رتن کو — کہ تارا ہی ہو وہ اپنے وطن کو
ہزارون درج پر از لعل رخشان — فدا جن پر سدا جان بدخشان
نہایت بی تکان اوسکا چلاوا — سبکرو جیون خیال و وہم دانا
دیا اک سب تازی وہ سبکرو — برون تقریر ہے جسکی تگ و دو
ہزارون تحفجات اوسکے سوا ہین — کئی اقسام کے اچھے نئی طور
لیے ہمراہ اپنے شان شاہی — ہوئی راہ تری سی پھر یہ راہی
ہوے وارد وہ اپنے ملک مین جب — کیا منزل پہ ڈیرہ ایک دو شب
ہوی خرد و کلان سب خرم شاد — کہ اب حق نے کیا چتور آباد
تو سل مین جو اوسکے آ رہا تھی — کوئی شاداں تھی اور کوئی حفا تھی
زعد طلعہ ہو مردم نے جو سنا — کیا سب شہر کو بس آئینہ بند
سواری شہر مین اوسکی جب آئی — کہون کیا مین کہ تھی شان خدائی
پرے لاکھون سوارونکے برابر — سر اسر سب کے غرق زیور
غلامون کے وہ دستہ چند در چند — ہر اک خدمت مین جیون جو زا کمر بند
اسی صورت سے جو دستہ ہی آیا — تماشائی کہین اسمین ہے رہا جا
نقیب جو پداران خوش آواز — جدا اونکا سوار مین اک انداز
صدا نوبت کی وہ دھیمی سہانی — عجب ہی چین سی کانون مین آتی
ہوا عشرت کدہ بس اک زمانہ — کہ وہ گاتے تھے شہنا مین شہانا
مرصع سیکڑون ہی پالکی تھین — جلو اونکی مین لاکھون نالکی تھین
جلو کی فوج اکثر بادلہ پوش — پرے باندھے برابر دس برد دس
اور اونکے درمیان بازینت زین — چڑھا فیل سفید اور پر رتن سین
بیان سی ہی یہ باہر مین کہون کیا — ہوا داخل وہ اپنے قلعہ مین جا
پرستارین جلو مین وہ پریزاد — کہ جنکی شکل رشک فکر بہزاد
یہ کہتے جاتے تھے وہ ہر کسیکو — سواری سے بڑھو آکے پری ہو
بھنور تنہا نہ تھے کچھ اور پتہ تھا — فدا ہوتے تھے اور سیر انس اور رجحان
اودھونین اسکی ہم سن اور ہمراہ — سراپا ناز اور حسن خداداد
عمارت تھی جو رنگین اور اعلا — ارم سے حسن خوبی مین دوبالا

بیان کیا کیجے اوسکی شان و شوکت
کہ تھی روی زمین پر ایک جنت
باین آداب جب آئی سواری
ہوئی پہونچا کے رخصت فوج ساری
غرض مذہبین لین ہر اک آدمی کی
ہوا داخل محل مین کس خوشی سے
قدم پر سر جھکا کے خوب رویا
عبا اوسکے جو دلپر تھا سو دھویا
پدم پھر سامنے مجرے کو آئی
لیا گھر بار پہلے سنھہ دکھائی
پدم کو ساس نندون نے جو دیکھا
کہ ہے اک حسن کی شعلہ سراپا
گیا راجہ رتن پھر ناگ پاس
کہ تھی مٹی کی اوسکی دلمین اک آس
رتن نے جب قدم اپنے دکھائے
تو اوسکی آنکھو مین آنسو بھر آئے
کیا ضبط نفس کو اوس نے تا دیر
ہجوم شکوہ نے لیکن لیا گھیر
مجھے یان غم نے دیوانہ بنا کر
رہا یون غیر سے جا دل لگا کر
سمجھتی تھی تجھے بیگی مری چاہ
سو نکلی دلمین تیری غیر کی راہ
مجھے کر یک بیک دل سے فراموش
ہوا جا کر پدم کا تو ہم آغوش
رتن بولا کہ شاکی ہے بجا تو
ولے ہرگز نہوا اتنی خفا تو
تو پہلے سب سے میری بپتا سنا دے
کہیا ہے نین اور تور ادھکا ہے
جو ہو دے چاہ کا حق تو نے چاہا
محبت اور عشق اپنا نباہا
اوٹھائی تو نے جیسے رنج اور غم
کیا کر مجھسے سوا ب عیش باہم
سنائی جب کہ وہ روٹھی رتن نے
کہا پھر اوس سے اوس رشک چمن نے
گدایا نہ ہوئے تم یان کی راہی
ملا پھر کیونکہ تمکو تاج شاہی
جہان مے ایسی کیا انکی پدم ہے
کہ مجھ مین کوئی خوبی اوس سے کم ہے
نہ بھولے وہ جسے لایا ہے تو بیاہ
رہیگی تا بکے ایسی نئی چاہ
ہے سیرت تو نے بھونرے کی دیکھی
جو ہے دلمین تری بس بیوفائی
رہی تا صبح او نمین وہ حکایت
کہ معنی جسکے مضمون شکایت
جدائی ایک تو تھی ہی رتن کی
قیامت پر جلن تھی سوت پن کی
سحر گاہان رتن وان سے جب آیا
پدم کو بسکہ غمگین حد سے پایا
سحر آسا رتن کو دیکھ خندان
لگی کہنے اوسے وہ ہو کے گریان
نہین خوش مین چلو آگے تو اوٹھو
رہے تم رات جہن جاؤ نہ جاؤ
تو ہی خود آپ دانا ای خرد ور
کہ ہے یہ بات تیری حق مین بہتر

جو پدماوت کی وان آئی سواری
مبارکباد و سلامت کی ہر سو شاد
گیا خدمت مین پہلے واروہ کی
کہ وہ مشتاق دیدار پدم تھی
بصارت بس گریے تھی کی دیر
ہوئی دیدار سے بیٹے کے پر نور
ہوا بیٹے کو چھاتی سے لگایا
دل و دیدہ کو پھر اک چین آیا
کہا آتے ہی اوس رشک چمن سے
یہ صورت حق نیچانب ہے رتن کے
جلن تھی اوسکو بس نام پدم کی
یہ تھی مشتاق راجہ کے قدم کی
تواضع کی بجا لائی وہ دستور
نہ بولی منہ سے لیکن ہو کے مغرور
لگی کہنے کہ بس اے بیوفا مرد
نہ آیا تجکو مطلق کچھ مرا درد
بجھے اے بیوفا کسنے سکھایا
کہ میرا سب حق خدمت بھلایا
گیا تو غیر کے غم مین نکل کر
ہوئی جان تیرے غم مین جل کر
غرض شکوہ کہ جو جو دلمین آئے
کہون کیا مین رتن کو کہ سنائی
ہوئی اے جان تیری رہنمائی
کہون کیا مین کہ جسنے ہمراہ دل
ترا محکوم فرمان مین ہوا چل
حق خدمت سے تیرے منفعل ہون
رہی تو راتدن بس بیخود و خون
مری دوری سے مضطر مثل سیماب
رتن نے کہکے تب لفظ صفائی
کہ دردت اوسکی دلسے سب مٹائی
کہ تم جوجا کے یون پردیس چھائے
کہو تو بارے کیا چین پائے
وہ پدماوت جسے لائی ہو جیکر
نہایت رنج اور محنت اوٹھا کر
پڑا بس تجکو بھونرا یکسا چسکا
کیا مجھسے سوا اوس سے بھی کر گیا
سنے گا ذکر خوبی پھر کسو کا
تو پھر ایسا ہی اوسکا حال ہوگا
ملی تھی بسکہ مدت مین رتن سے
گئے تو بلبل غمگین چمن سے
انھین اسطرح گذری رات ساری
پدم کی کیا کہون مین بی قراری
کہ اوس نے رات کر اختر شماری
سحر تک تھی عجب غم سے گذاری
بھرے آنکھو مین آنسو تھا یہ عالم
گل نرگس مین جیون قطرات شبنم
کرو مجھسے نہ کچھ حرف دکھا بات
تمھاری مجکو کچھ بھاتی نہین بات
کہا اوس نے پدم سے ہنس کے اک پل
بدل عاشق ہون تیرا مثل بلبل
رہو نہین پاس اوسکے کام نا کام
ولے آہین تو ہو دیگی نہ بدنام

اوسی رنگین محل مین جا اوتارا
نئے سر سے ہوا پھر جشن آباد
کہ وہ مشتاق دیدار پدم تھی
ہوئی دیدار سے بیٹے کے پر نور
دل و دیدہ کو پھر اک چین آیا
یہ صورت حق نیچانب ہے رتن کے
یہ تھی مشتاق راجہ کے قدم کی
نہ بولی منہ سے لیکن ہو کے مغرور
نہ آیا تجکو مطلق کچھ مرا درد
کہ میرا سب حق خدمت بھلایا
ہوئی جان تیرے غم مین جل کر
کہون کیا مین رتن کو کہ سنائی
کہون کیا مین کہ جسنے ہمراہ دل
حق خدمت سے تیرے منفعل ہون
مری دوری سے مضطر مثل سیماب
کہ دردت اوسکی دلسے سب مٹائی
کہو تو بارے کیا چین پائے
نہایت رنج اور محنت اوٹھا کر
کیا مجھسے سوا اوس سے بھی کر گیا
تو پھر ایسا ہی اوسکا حال ہوگا
گئے تو بلبل غمگین چمن سے
پدم کی کیا کہون مین بی قراری
سحر تک تھی عجب غم سے گذاری
گل نرگس مین جیون قطرات شبنم
تمھاری مجکو کچھ بھاتی نہین بات
بدل عاشق ہون تیرا مثل بلبل
ولے آہین تو ہو دیگی نہ بدنام

بدل خوش گو نہین اے جان سنگل — یہ ہے بہتر کہ تو بھی سب سے مل چل
لگی کہنے گیا تو جسکے گھر شب — وہ اے مہ گھر ہے تجکو بہج عنبر
کہان مین صاف تن اور وہ ملکہ — کہان مین صاف تن اور وہ ملکہ

دونون سوتون مین لڑائی ہونا اور رتن سین کا واسطہ صفائی ہونا

کلف ہی وہ مین ہون مہتاب انور — ملے کیونکر کہ ہے یہ بہتر از موتی
بدم ہون وان مین جیون طاؤس خسرو — تعجب ہے کہ تو ہی اوس سے نا نوش
زبس ہاتھونسے میرے اوسکی ہے موت — گل و بلبل ہین میرے عاشق زار
دلا تو چل ذرا گلشن کے جانب سیر دان کیجے

بدم اور ناگمت کی یان لگھون خنگ — کہ رشک سوت ہین سے ہے بہت تنگ
کہ اگدن ایک عورت صبح آکے — بیان کرنے لگی گھر مین بدم سے
بیان ہے ناگمت کا تحفہ اک باغ — کہ جسکے رشک سے لالہ کو ہی داغ
رتن سے جاکے سیر باغ کیجے — برنگ لالہ تجکو داغ دیجے
سنی یہ بات اوسنے جو بدم نے — تو بس گھبرا اوسے رشک الم نے
نہان سوز و گداز اور ظاہر ناز — گئی صید کبوتر پر وہ جیون باز
ملے ظاہر مین اک گل پر دو بلبل — دلونمین لیک پیچان شکل سبھیل
حسد کی ناگمت کی دلمین تھی سول — سو ہوتی زہر غم سے تیم کا پھول
کہ ناگہ ایک جا ہنسکر بدم نے — اسیر پنجۂ رشک و الم نے
اگرچہ باغ ہے اچھا بنایا — ولے بعضا شجر بیجا لگایا
جہان خوش ڈالہ انگور ہوتو مین — وہان تلخ و ترش کا ہیکو بوتو مین
نہال انبہ جسجا ہووے خوش رنگ — وہان جامن کے رہنے کا ہی کیا ڈھنگ
نہ دیکھے سیر جسکی مالک باغ — حقیقت مین ہی وہ گل ہے برار زاغ
ولیس مرطوب از حد ہے جو کیلا — یہی موجب کہ رہتا ہی اکیلا
اسی صورت سے جب خفگی بڑھائی — ہوئی باتون مین پھر ظاہر لڑائی
مین آہو چشم تو ہے گاؤ دیدہ — مین گل ہون نارسیدہ تو رسیدہ
کہا اوسنے ہے میرا حسن نمکین — ہے از خوبی لیلی اور شیرین
تو تیرے رنگ کے مانند ذرد نیمبو — رہا کرتی ہین آنکھین سبکی پھر کیہو
جو دیکھی ناگمت سے ترغہ روئی — ہوئے سرگرم جواب تلخ گوئی
جو کچھ ہووے تو بس ہاتھونسی کیجے — کہ دشمن ہو تو اوسکی جان لیجے
پڑھا کر آستین اور بازوے اُمت — اڑین جون بلبلین در صحن گلشن

ملے کیونکر کہ ہے یہ بہتر از موتی
تعجب ہے کہ تو ہی اوس سے نا نوش
گل و بلبل ہین میرے عاشق زار

بلا اک جام اے ساقی بیباک — حقیقت سن بدم سی دلربا کی
کہ اے گلدستۂ باغ جوانی — بیان کرنے لگی گھر مین بدم سے
وہان سج جاکے اوسنے یہ ہے ٹھانی — کہ جسکے رشک سے لالہ کو ہی داغ
تری آنکھون کی ہی ہا نی سو وہ خار — برنگ لالہ تجکو داغ دیجے
بدل سوزان برنگ شمع فانوس — تو بس گھبرا اوسے رشک الم نے
نسیم آسا گئی وہ سوی گلزار — گئی صید کبوتر پر وہ جیون باز
ادھر یہ رشک کی آتش سی بھڑکی — دلونمین لیک پیچان شکل سبھیل
اگرچہ دل مین تھا دونون کے یہ غم — سو ہوتی زہر غم سے تیم کا پھول
کہا اوس قید ہی دام حسد سے — اسیر پنجۂ رشک و الم نے
یہ کیا موسم ہے جہان نارنگیان ہون — ولے بعضا شجر بیجا لگایا
جہان نغمہ سرا ہو بلبل باغ — وہان خوش ڈالہ انگور ہوتو مین
کہا اوسنے کہ ہان کہتی ہو تم خوب — وہان جامن کے رہنے کا ہی کیا ڈھنگ
وہ جامن صاف اور نمکین خوبش — حقیقت مین ہی وہ گل ہے برار زاغ
رہی تا دیر باہم یون حکایت — یہی موجب کہ رہتا ہی اکیلا
بدم بولی کہ مین ہون غیرت باغ — ہوئی باتون مین پھر ظاہر لڑائی
سراپا ناز مین طاوس گلشن — مین گل ہون نارسیدہ تو رسیدہ
یہ میرے رنگ کی ہی قدر نیرل — کہا اوسنے ہے میرا حسن نمکین
نہ کچھ شیرین زبانمین جو ملک ہون — تو تیرے رنگ کے مانند ذرد نیمبو
بدم پہلے اوٹھی اپنے مکانسی — جو دیکھی ناگمت سے ترغہ روئی
اوٹھی ایدھر غرض یہ برسر خنگ — جو کچھ ہووے تو بس ہاتھونسی کیجے
زبان تو اک طرف حرف درشتی — پڑھا کر آستین اور بازوے اُمت

پدم کی چندنی رنگت تو یہ ست
پدم سے تھی وہ چندنی پیش عکاس
کہون کیا اوسکا رنگا رنگ آگے
بکھر جاتا وہ بالونکا فیاض
غرض یون سانولی گوری سے بچان
رتن نے یہ خبر جو وقت پائی
یہ لڑکی تھین کہ وہ بھی اسمین آیا
منگا چندن دونون کی یکیا
سواد اسمین نا گمت کو جا اوتارا
مری صحبت سے مین لب بند گریان
صفائی گفتگو دیکھی رتن کی
دتا راوان اوسکو لاکے باغ ار
فدا وی جان تجھپر مین بدل ہون
کرونمین ایک شب ان بھی تئین آرام
غرض کر چاپلوسی اور خوشامد
اسی صورت برائی ایک مدت
ہوئی راجہ کی ہمدونون سے اوزلا
کہان وہ جاد کوئی اسنے جنکی ہاتھ دی اوسنے
بلا دے ساقیا تو جلد اک جام
بنا کے ایک نقشہ ماہ نو کا
کہ تھا راجہ رتن کا محرم راز
مصاحب جب سے راجہ کا بنا تھا
برہمن اور بھی راجہ کی جو تھے
اسے دربار مین آنے نہ دیتے
کیا کرتے تھے باہم سب تدبیر
لگا کرن بامنون کو آکے یکیا
مجھے پیش ہی یہ عقدہ لاحل

اور اوسکا سانولا بن قہر آفت
کہ جون صندل سے لپٹے ناگ کے
کھسل سر پر ناڈو پٹو نکا وہ بروبر
ہجوم دود و شعلے کی علامت
کہ نور روز و شب دست گریبان
کہ ہے دونون مین باہم اک لڑائی
عصف کا شعلہ دونون سے بجھایا
جمن سے گھر مین لاما کر کے اسپر
کہا اوس سے کہ یہ گھر ہے تمہارا
جو تو اس غم سے ہوئے اشک ریزان
کدورت مٹ کی رشک جمن کے
کہا اوس سے کہ اے سرمایۂ ناز
وے اوس سے بظاہر منفعل ہون
تو ہم تم ہو مین دونون ساتھ بدنام
ہوا دربان خانہ مین برآمد

لگی ہونی جو باہم دونو نمین جنگ
عصب سے ہاتھ یون گردن مین خم تھے
وہ رکھنا ناک پر اونگلی عصب سے
ملا کرتی کے دامن کا جھٹکنا
زبس تھین گرم دونون بر سر غیظ
سر پر خاش مین آہو رمیدہ
ادھر اوسکو ادھر اوسکو بھگا کے
مرتب تھا جو اک کلخ طلائی
رہو اسمین سدا باعیش و آرام
حق خدمت ہی دونو نکا برابر
پدم کا کاخ یسمین تھا جو تیار
زمانہ سازیان کرتا ہون اوس سے
تجھے ہے کام مجھسے اے خود آرا
مجھے گو شاق ہی اک آن تجھ بن
معین کر کے بھر کچھ شغل اوقات

نراستان راگھو برہمن مصاحب رتن سین کی کہ راجہ نے خفا ہو کر شہر بدر فرمایا اور اوسنے پدماوتی کی سلطان علاء الدین کو پہونچا کر استیصال پدم دلوایا

یہ ساحر آفرین کرتا ہے کیا کیا
برہمن نام راگھو سحر پرداز
دکھاتا تھا سدا اسحر و تماشا
بدل بغض و حسد رکھتے تھے اوس سے
جو منصب اسکا ہیگا اب کبھی
سوافق ہوگئی اک روز تقدیر
رتن نے کی سر دربار تکرار
تباہ آج ہوگا چاند یا کل

کہین زمار دار کلک مشکین
اگرچہ بید خوانی خوب تھی یار
رتن تھا اوسکی جانب دلسی نوب
سدا اس فکر مین رہتے تھے دربار
دلیل اسکو کرین گھر سے نکالین
بظاہر تھی وہ تقدیر موافق
کہ اے آگاہ علم بید خوانی
کہا راگھو نے اوس سے اے صلاح

بیان کیا کیجیے تھا کچھ عجب رنگ
کہ دو شاخین لپٹ جاتی ہین باہم
وہ دنیا گالیان بیخ و لعب سے
قیامت تیسہ آنکھونکا شکنا
یہ روز عید تھی اور وہ شب قدر
مہ و خورشید کر دونور دیدہ
قمار قمار القصہ بچا کے
سفری گویا جنت تھی بنائی
کسی کی مجھ سوا کچھ کیا تجھے کام
نہ تو کم ہے نہ وہ تجھسے ہے بہتر
منقش جسطرح ہو صحن گلزار
بظاہر بازیان کرتا ہون اوس سے
نہ رکھہ مطلب کسی سے تو خدارا
تو اک شب بان رہتے دان بھی کرتن
بخوبی کا سنا تھا اسنے دنرات
کہ رہتی تھی اندونمین عیش و عشرت
زمانہ اونکی شادی سے ہوا شاد
کہ یہ نیرنگ کیا کیا رنگ مانگو کھاتا ہے
کہ ہے گردش مین جام جم جو ناکام
کہے ہے یہ حدیث سحر آئین
یہ علم ساحری مین تھا وہ دستا
بدل اوسکے تماشے مین تھا مصروف
کہ ایسی ہاتھ آجاوے کوئی بات
غرض ہم اس سیہ اختر کو مالین
ولے باطن مین صد آفات لاحق
عیان سازندہ راز نہانی
مجھے معلوم ہوتا ہی کہ ہی آج

حریف اونکے جو باہمن بنے وہان پر — اد ہوں نے ازرہ تقوم کر غور
تری فکر اور عصمت مین خلل ہی — کہا لوگون مین تو نادان و جہل ہی
کہ اتنا جھوٹ کہنا کیا سبب ہے — مگر اے یاوہ گو تو بی ادب ہے
اگرچہ بات اوسکی وہ غلط تھی — سخن کی اسنے پر پروش کی
اگر سچ ہے ترذلت اینکو دیجو — نہین تو مجکو جو چاہو سو کیجو
جب آخر دن ہوا یا مدتون بعد — بنا کر سحر سے راگھو نے یہ
نہین تقریر مین میری خلل ہی — اد ہنین تو پوچھو کیسی ہی کل ہی
کہا اون سب حریفون نے ہو خرسند — کہ اے راجہ یہ ہے علم نظر بند
تمہین جو ماہ تو اسنے دکھایا — ہوا پر سحر سے ہی یہ بنایا
نہو با ور یہانسے لوگ جاوین — بھلا دس کوس تک تو دیکھ آوین
وگر اسکی ہے ساتھی کوس تک حد — تو پھر ہے واقعی مین بات بد
شتابی لوگ جاوین دیکھ آوین — جو ہووے واقعہ جلدی سناوین
کہا نامداروں نے جا تک تک — سبھون نے جاکے دیکھا دہا تک
حضوری مین جنہون ان سب نے کہا تھا — وہین یک ماہ نو کا پر تو ا تھا
کہا سب نے رتن سے آج ملکر — کہوا ب وہ کل ہی یا ہوئی آج
نہوا ایسا کسی دن یہ بد اختر — بلائے تازہ لاوے تیری سر پر
یہ سن سنکر سخن وہ منفعل تھا — نگون سر نے کہنے سے خجل تھا
رتن کو سب نے کہنے سے ڈرایا — نہایت دل ہی دل مین خوف کھایا
کہا اس نے نہ میرے شہر مین آئی — کسی جانب کو یا نے نہ نکلجائے
کف افسوس باہم اپنے ملکے — چلا خجلت زدہ گھر سے نکلکے
بلا زیر نظر اپنے فنی اشکال — لگی کہنے اوسے اے نیک فال
بہت کی بنے راجہ سے شکایت — دے مانی نہ اوسنے پچھ حمایت
غرض اوسپہ دل سے مہربانی — لگی کہنے باشفاق نہانی
جہان تیری تئین کچھ بے زری ہو — بقیمت اوسکو دیجو جو پری ہو
غرض رخصت ہوا یا زیب لیکے — دعاے خیر پدر مادر کو دیکے
جو وان درج خلافت کا گہر تھا — علاؤالدین خلجی تاجور تھا
نہایت دادرس اور کامران تھا — خدا کا فضل عالم پر عیان تھا

کہا راگھو سے نے قول بالا — حضور اے کچھ رہتا ہے حاصل
سنی یہ گفتگو راجہ نے جبدم — کہا راگھو سے فوراً ہو کے برہم
کہی تھی بے تامل اوسنے جو بات — سولائی سر پہ اوسکے تازہ آفات
کہا تقریبان سبکی ہی فاسد — بدل یہ بدگمان ہین میرے حاسد
غرض یہ کرکے اوسنے قول و اقرار — گھرا اے اپنے اہل زنار
لگا راجہ سے کہنے بندہ پرور — نظر تو کیجیے بام فلک پر
مری ذلت کے لاحق ہین جو رونے — وہی سفت ہون اسکی آج کیا ہی
اگر یہ ماہ ہوتا آسمان پر — تو ہوتی روشنی سارے جہان پر
ہوا اسنے بنایا یہ بد اس — ولے پر تو اسکا ساتھی ہی کوس
کہا اوسکی روشنی وانتک بجا ہے — تو جانو راست راگھو کا کہا ہی
پسند آئی جو یہ راجہ کو تقریر — کہا اچھا کرین اسمین نہ تاخیر
چلے ہر سو پیادہ اور اسوار — کہ تا ظاہر ہوا وسکا صدق گفتار
سنا یا سب نے راجہ کو جب آکر — کہ دیکھا ہمنے دس کوس جاکر
حریفون کی بن آئی بات ساری — ہوئی راگھو کو دونی شرمساری
یہ ساحر ہے قیامت اک دغل باز — عبث تمنے کیا ہے اسکو دمساز
کہا اسکا سنو ہرگز نہ مانو — اسے تم آسمین کا سانپ جانو
نہ بن آتی تھی واون سکو کوئی بات — کہ وہ مہ لایا اوسپر قہر کی رات
کہا القصہ ہو راجہ نے برہم — ہے صحبت اسکی مجکو واقعی سم
ہوا تھا بسکہ عالم مین وہ محبوب — یہ کہکر دلمین اب رہنا نہین خوب
ہوا معلوم جسدم بہ پدرم کو — کہ اس بستی مین نکلا آج راگھو
نری تقدیر نے تجکو نکالا — کہ لائی سر پہ تیرے روز کالا
حق خدمت ہی تیرا ہمپہ بسیار — ولیکن مین خوشی راجہ سے ناچار
یہ جو پازیب میری نے بنا ہے — جواہر اسمین لاکھونکا لگا ہی
بصد الطاف دی پازیب لاکر — کہ اسکو بیچ لینا اوسکو جاکر
پس از قطع منازل بے سر و پا — جہان آیا وہین جاکے وہ پہونچا
مقرر اوسپہ تھی عالم پناہی — کرے تھا ہند کی وہ پادشاہی
کرون کیا شان و شوکت اوسکی تحریر — بجا ہے مولوی جامی کی تحریر

فلک دے خلش از جوزا کمر بند
جہان آیا رمین وخاطر آباد
کیا محفوظ شاہ تاجور کو
رکھا اوسکو بصد اعزاز واکرام
ہوا مشتاق اوسکو دیکھکر شاہ
تجھے دی کس نے اور لایا کہان سے
نشان اوسکا مجھے دے دو جہان سے
کہ ہے چتور کا راجہ رتن سین
اوٹھا کر سیکڑون رنج والم کو
سدا بار نسک گل سروان ہے
نہین صحبت سے اوسکی وہ بھی شاداں
یہ دی ترغیب شاہ بحر وبر کو
در آید جلوہ حسن از رہ گوش
لیے ہمراہ اپنے اسقدر فوج
سپاہ ہندلا کھون زایلی تھے
ہزارون توپخانہ ساور شتر نال
دریب اوس شہر کے جب جا کے پہونچا
کیا دستور سے شہ نے خرد ور
ہماری بندگی سے گر ہوا نکار
خداوند جہانکی بندگی مین جو نہ حاضر
الا اے ساقی سرمست خود کام
وہ دختر رز جو ہیگی مست سرشار
بس اب بیان ہی دیر شور انگیز
پس از توحید نعت سرور پاک
ہوی یاں یا بدولت رونق افزا
اسی مین خیر ہے اب آشنائی
وہ سنگل سی ہی جو لایا کینر ک

ظفر پابند تیغش سخت پیوند
اسی صورت رہی تھا باول شاہ
دکھا کر خوب سا فضل وہنر کو
کہا آیا کرے یان صبح اوشام
لگا کہنے اوسے مرد آگاہ
یہ تحفہ طرفہ تر اعلے جہان سے
اور اوسکی دوسری بھی ہی کہانی
زمانہ نے بھی بخشا راحت وچین
ہے سنگلدیپ سی لایا پدم کو
قیامت نازک اور غنچہ دہان ہے
کہ ہے راجہ رتن اک مرد مہمان
ہوا وہ مستعد جی سے سفر کو
زجان آرام بر باید زدل ہوش
کیے تو بحر بے پایان کی ہی تیاری
ہزارون اور زنگی کابلی تھے
صدا سے جنکی ہو عالم مین بھونچال
کیا اک سمت دولتخانہ برپا
رتن کو نامہ شاہی رقم کر
کہ تا وہ دست بستہ روبرو آئے

نامۂ عتاب آمیز بھیجنا سلطان علاء الدین کا رتن سین کے پاس اور آمادۂ جنگ ہوکر جواب لکھنا اوسکا بادشاہ کو بی خوف وہراس

کمال اب عجلہ مینا سی اے یار
رقم کرتا ہے نامہ ایک خونریز
بیان معنی مضمون لولاک
تو ہر آستان بوسی نہ آیا
تصور بندگی مین ہو خرابی
اوسے سنتے ہین دانا اور زیرک

سہمہ اسباب شاہی حاصل او
کہ اک دن روبرو راگھو کے جا کے
جو دیکھا شاہ نے ہے مرد دانا
جو صحبت شاہ سی اوسکی برآئی
یہ ہے پازیب کیسکی کیونکہ پائی
پری ہی حور ہی وہ یا کہ انسان
جو دیکھا بادشہ کو اوسنے مشتاق
یہان سے چھوڑ کر اسباب شاہی
کہون کیا اوسکا عالم قصہ کوتاہ
اگر صاحب بھی اوسکو دیکھ پاوین
اوسی کیا قدر اوس نازک بدن کی
نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
مسلح کرکے لشکر اپنا فی الحال
ہزارون فوج چینی اور زنگی
غرض عجمی وعربی خیل در خیل
باین ساماں وہ شاہ عشق رد
ہوا اک دشت مین لشکر کا ڈیرا
کہ تا وہ دست بستہ روبرو آئے

اگر دیگا تو مین ممنون ہونگا
ہوا مرشد سے جو دستور مامور
کہ ہان اے کوتوال شہر حیدر
در دولت سی شاید تو پھر آئی
حضوری مین تو آ باخویش فرزند
حضور خود بدولت لا اوسے زود

نمانده آرزوے در دل او
تماشائی طلسمی کچھ دکھا کے
حضوری کے موافق اوسکو جانا
تو وہ پازیب پھر اوسکو دکھائی
کہان سے سچ بتا یہ ہاتھ آئی
بتا ہی کون وہ رشک گلستان
کہا یہ بات ہے مشہور آفاق
گر ایا نہ ہو اسنگل کو راہی
کہ ہے روی زمین پر غیرت ماہ
یقین تو ہی بہت ساخط اوٹھاؤ
ملی ہی زاغ کو صحبت چمن کی
بسا کہین دولت از گفتار خیزد
چلا ہی بادشاہ نیک اقبال
فراسیسی وروی اور فرنگی
جدا ہر ایک کی ہر سمت کو دیل
گیا چتور یک منزل بمنزل
کئی منزل تلک جنگل تھا گھیرا
جو ہوا رشاد عالی سب بجا لائے
تو ہم آپہونچے باری ہان خبردار
تو فرمان قضا جریان اوسپر رانے آتا ہی
مین آتا ہون ترا تین دور سی نام
نہین تو آخرش مجھسے لڑونگا
کیا نامہ رقم اوس نے بدستور
نہین رہتا فلک کا ایک سا دور
سوا حاضر نہ موجب اسکا کیا ہی
اگر رہنا ہی تجکو جگ مین خرسند
کہ تیری اب اسی مین بہگی بہبود

اگرچہ ادسکے دینے مین ہے تاخیر — تو تب کیجے جنگ کی پھر جلد تدبیر
رہا یک چند جون آئینہ حیران — غضب ہے برمثال بید لرزان
کمی یان فوج وحشمت کی نہین ہے — تمھارا پر ہمین پاس ادب ہے
ہے شنگل ہے جو آئی ماہ بارا — طلب مین اوسکے تھا جو کچھ اشارا
نہین کچھ خوار ایسی امور جنگ — تامل کرکے بہتر ہے کہو بات
جواب نامہ لکھکر بادل تنگ — ہوا طیار شہ سے برسر جنگ
کیا سب بندوبست ایسا ہی لشکر — نہ پاوے جیمن لشکر نہیر کا راہ
رکھی چارون طرف آتش کی دیوار — کہ جانا جسکے منہ پر سخت دشوار
غرض در بندوخندق کرکے پرتاب — مہیا جنگ کا کر سارا اسباب
جواب نامہ سن یان شاہ ذی جاہ — سارا قہر کی آتش سے ہو لال
نشاب اون کا ذرہ نکلا ہے مانند — ہر اک کا بار سر تن سے اوتارا
جو ہو کر مستعد وہ برسر جنگ — چلی آئی سپاہ برق آہنگ
نقیبون کی صدا مین جست آنگیز — وہ کڑکے ڈھاپونکی اور خود تیز
لگا چھٹنے سراک سو توپ خانہ — ہراسان جسکی آتش سے زمانہ
نکلنا توپ سے گولے کا رخشان — گھٹا مین جسطرح مہر درخشان
یہ گولہ جسوقت نکلے تھا شتابی — شب یلدا مین خون تیرہ شبانی
لرون کیا دستہ نازک کی تقریر — کہ پہلوا دنسے تھی متزلزل پر تیر
وراودہ ہوئے لشکر وہ یکبار — لگی چلنے بہم دونون تلوار
رہے باقی سو ہو کر سخت بیدل — ہوئے جا کر حصار اپنی مین داخل
ہوا از نسکہ غالب لشکر شاہ — کہ تھی یہ فوج سب کی حسب وخواہ
نوید فتح شہ کو جو سنائی — کہ جیتی غازیون نے جا لڑائی
سو ہمنے ہے حصار شہر گھیرا — جو فرماؤ کرین اوسجا پہ ڈیرا
شتابی شاہ نے سنگو اسواری — کری چلنے کی اودھر کی تیاری
اودھر بے فکر وہ غارتگر ننگ — اودھر فوج شہ آمادہ جنگ
اودھر سے گولیان ادھر سے گولی — برسنے پھر لگے جسطرح اولے
کیا گو آب و دانہ اونکا مسدود — ہوے بی فکر تھے تو بھی وہ خوشنود
سحر سے شام تک کرتے سدا جنگ — سنا کرتے سحر تک بربط چنگ

گیا جب یہ رتن کو نائہ شتابی — ہوا وہ بڑھکے اوس صحرا مین آگاہ
جواب اوسکا لکھا اوسنے اوسیم — کہ اے فخر جہان و شاہ عالم
مین کچھ ایسا نہین کمزور محتاج — کہ جسکو آپ کر لیونگے تاراج
یہ کیسے کون ایسا ہی وہ ناشاد — کرے ناموس ننگ اپنا جو برباد
اگرچہ جنگ کی جمین سے تدبیر — تو لبسم اللہ کیجے پھر نہ تاخیر
جو کچھ اسباب جنگی ہووے درکار — ہوا سب بات کہنے مین وہ طیار
لگا ہر حمت تو مین اور بندوق — بنایا قلعہ کو آتش کا صندوق
بروج قلعہ پر لاکھون سپاہی — جو لائین دم مین عالم پر تباہی
مسلح ہو رہے جتنے تھے باہم — کہ ہے لڑنیکو آیا شاہ عالم
لگا کہنے کہ ہین یہ طفل دبستان — نہوے شوکت شاہی سے ترسان
کہون کیا ہین کہ فوراً حسب ارشاد — چلی اک فوج خس پر جسطرح باد
ہوئے یہ بھی تکلکر تب صف آرا — دو جانب سے ہوا نکا سہ برپا
دو جانب کی صفین جون برابر آتا یک — نمودشان رعد سان آہین جو نزدیک
دہو ہین مین اسطرح اور رے جنگجو — کہ جون بادل مین ماری برق چمچمک
وہ بندوقونکی چھٹنا ہر طرف تار — کہ شمشیر اجل مین ادنسی تھی بارھ
کہون کیا ہین ہوا جو تیر بارا — جو انون نے پیا بس آب پیکان
بایں صورت غرض وہ جنگ گرمی — ہم زخمی ہو گرتے اور مرتے
ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار — ہوئے کچھ لوگ فی النار
شمار فوج شاہی سے ہو بیتاب — اوڑے اپنی جگہ سے مثل سیماب
گئے جو فوج شاہی مین ہو مارے — بلا تکرار جنت کو سدھارے
رہے مرنے سے باقی جو کہ تھوڑے — حصار شہر مین اب ہین وہ محصور
نوید فتح سنکر یہ خداداد — ہوئے اعلے وادنے خرم و شاد
جب آیا شہ یہ فوج چند در چند — ہوئے وہ غازیان جنگ خرسند
اوٹھا کر ہاتھ کو تیغ و سناں سے — لگے کرنے بہم تیر و کمان سے
یہ گرد اگرد اور وہ گرہ مین سمیٹ — شکست اونکو نہ انکو فتح تا چند
کہ تھا سامان اون پر سو گنا تیار — علوفہ اونکو مطلق تھا درکار
حصار شہر تھا وہ سنگ و ساروج — نہ پہونچے جسپہ کچھ صدمہ نہ آفات

ہر اس شہ نہ فکر آب و دانہ
اسی صورت عرض گذرانی گئی
گھاشہ نے کہ بے مقصود جانا
بہر صورت اگر یہ ہاتھ آوے
ہوا ہمکو بوجہ خوب اظہار
بدل تھا اوسکا لینا ہمکو مرغوب
معاف اب ہمنے کی تیری خطا سب
تو آب بندگی مین جلد خوشحال
روانہ کرکے راجہ کو یہ فرمان
بھلا اوسپر جو وہ نامہ کا مضمون
کہ شاہ بحر و بر تنہا ہی آتا
کہ اسمین شاہ بھی باچند اشخاص
سجایا تھا جو وہ دیوان خانہ
ہزارون تحفجات ہفت کشور
کئی سو فیل منگوائے سبکرو
غرض یہ بے چکا جب ایلچی رسلطان
نئے نقشے اگر ہمکو نظر آئین
کہون کیا عشق کی باتین کہ یہ دیدار مشکل
دکھا اب ای ساقی فرخندہ فرجام
پلا وہ مے کہ جیسکا نشہ ای یار

وہین موجود تھا شاہ زمانہ
کہ وہ سرکش ہوا ہے زیر پا کب
غرض ہونا ہے رسوا ای ستمگر
تو بارے کچھ ندامت ہمکو جاوے
کہ پدماوت کا تو ہی عاشق زار
ولے عاشق کشی ہوتی نہین خوب
حضوری مین بلاوے اسلئے آپ
کہ خلعت ملک کا دین بھلا اور
چلے ملنے کو اوسکے آپ سلطان
کہ تھی جسکی عبارت سحر و افسون
نہ سمجھا یہ کہ ہے اقبال جاتا
کرم فرما ہوا از راہ اخلاص
بٹھایا لا بآداب شہانہ
کیے لا نذر شاہ دادگستر
کجک سر پر جھوکے ہوسہ لو
رتن سے پھر کیا ارشاد اب ان

پدم کا عکس پڑنا آئینہ مین اور ولولہ عشق پیدا
ہوجانا بادشاہ کے سینے مین پھر قید ہوکر
رتن سین کا دہلی مین آنا اور پدم کا چتور مین
مارے غم کے حال بغیر ہوجانا

نہ ٹوٹی جب کہ وہ سد سکندر
یہ تنگ آئے نہ وہ ادریہ ہوتنگ
قریب اوسکو کسی صورت سے لاؤ
وزیرو سے بلاکر کے یہ تقریر
نہ تھا کچھ کام اوسکا گرچہ لینا
تری ان محنتون پر اب نظر کی
ارادہ خود بدولت کا ہی بالجزم
تجھے وسواس ہوآنے سے آیا
گیا جب پاس اوسکے نامہ شاہ
سنی ساری غرض دلمین کیدرست
سمجھکے دور سے اپنی آفت
رتن نے بے تکلف دیکھا جب شاہ
جو بیٹھا وان وہ شاہ بحر و بر
ہزارون ترکی و تازی قدم بار
ہزارون پارچہ وہ رنگ رنگ
عمارت اور مکان منزل بمنزل

ہوا لڑنے سے عاری تنگ کا شکر
ہوئی وہ جنگ آخر باعث جنگ
جو ہاتھ آوے تو اوسکو قید کیجے
باین مضمون کرون فرمان تحریر
دل غمگین کو تیرے داغ دینا
طرف اپنے سے وہ شہ شک چمن دی
کہ کیجے اپنے کشور کیطرف عزم
تو ہو دین یا بدولت رفیق اقرا
کہ وہ فرمان تھا اب تیر در کام
یہ جانا اب ہوئی بچنے کی صورت
ہوا خوشحال مشغول ضیافت
قدم بوسی کو آیا بر سر راہ
شاہ و سپر کیے لعل اور گوہر
نسیم صبح سے خوش و خنگ و خنداں
ہو جنبش نور بار چرخ ہی و رنگ
دکھا چلکر کہ ہے یون چاہتا دل
تو بھلا ایسی ہی ہم بھی جاکی بنواتین
پریشان کر کیا کیا عاشقونکو دیکھتا ہے
کہ ماہ چاردہ ہے برلب بام
بجنبش دل دکھادی روی دلدار



ہوئی فکر سخن مین طبع پھر گستر
پلادہ می کہ ہو دے تیز اور تند
حقیقت مین منتھا کچھ سیر سے کام

مگر راگھو جو تھا ہمراہ آیا
سر غنہ تھا یہ جنسے اوٹھایا
سکھائی شاہ کو تھی اوسنے یہ بات
کہ ہان جب کیجیے سیر مکانات

کہون مین جس جگہ وان بیٹھ جاتا
اور اپنے آگے آئینہ منگانا
اوسی جا کیجیے یک چند آرام
کہ تا وہ مہروش آوے سر بام

تماشا کچھ تیا ہونا ہے جسجا
ہین آتی عورتین بہر تماشا
یقین ہے دیکھنے کو آئینگی وان
لب بام آئے وہ مہر درخشان

کیے ہمراہ ہونگین ماہ پارہ
وہان اوسنے اوسپر مین کر دنگا شاہ
غرض اس شکل اوسکو دیکھیے کچھ
پھر آگے جو کے بن آوے سو کیجو

سورا گھو سے یہ کرکے مشورت شاہ
کہ تھی یہ مصلحت بس حسب دلخواہ
رتن کا لیکے اپنے ہاتھ مین ہاتھ
چلا سیر عمارت کے تئین ساتھ

مکان سب دیکھہ جون گلزار رنگین
کری تھا موقع موقع سب پہ تحسین
کسی نقشہ کو کہتا خوب ہے یہ
ہمارے دل کو بھی مرغوب ہے یہ

غرض یہ دیکھتا ہر اک در و بام
پھری تھا سیر کرتا کام نا کام
کہ اسمین اک محل کے متصل آ
کیا راگھو نے آنکھون سے اشارا

سمجھکر اوسکو وہ شاہ خرد ور
ہوا کر کسی نشین بس زیر منظر
بہت سا دیکھا اوسنے رنگین مکانو
کہ دیکھے جیسے بلبل بوستان کو

رتن سے کرکے فورا کچھ بہانہ
منگا کر جلد آئینہ و شانہ
رکھہ اپنے روبرو آئینہ کیا
کیا شانہ بھر اپنی باندھی دستار

وہ آئینہ کہ جام جم سے بہتر
اگر دیکھے تو حیران ہو سکندر
رکھا تو لاکے پر اوسنے نہ سمجھ
کہ بیدی گھنڈ کا ہی لنکا کو ڈھا تا

نہ سوچا دلمین کچھ وہ خاک بر سر
کہ اس آئینہ مین کیا کیا ہین چیزین
غرض دستار کی بندش نہ بوجھی
بتانا شہ کی پگڑی کا نہ سوجھا

کہان راجہ کو عقل اور نکتہ بینی
سمجھنا شہ کی جو وہ نکتہ بینی
نگہ کر تو برنگ چرخ نیرنگ
نگہ پر پا کھڑا تھا خوشحال

برنگ آئینہ با چشم حیران
ادھر یہ منتظر بیٹھا تھا سلطان
لگین ترغیب نے اوسکی جدم
کہ اے تصویر رشک چین و ارژنگ
نئے نقشے ہے عالم کو دکھاتا

ذرا اس بات کو تو دلمین کر غور
زبانے پر ہے کیا کیا رنگ لاتا
کہ اوسکو جانتی ہی سب خدائی
کہان دہلی کہان دہلی و چیتور
تو کس کس شکل سے سنگل سے آئی

عبث تیری لیی زحمت او صاحب
کرا اپنا تنگ شاہی منت پر
کوئی اونکو جلا جاوے نگانا شاد
کہ آیا شاہ پر آنکھون نہ دیکھا
وہ زیر غرفہ اب بیٹھا ہی اکثر

چلو دیکھہ لیوین اوسکو جاکر
مجھے بھی دیکھنا اوسکا ہی مرغوب
غرض سے ساتھہ کتنی ماہ پارا
لب بام آئی وہ بہر نظارہ

سراپا صورت آئینہ مین آئی
وہ صورت تھی کہ تھا کچھ سحر افسون
کہ بس شہ کی ہوئی حالت دگرگون
سع سہم گئی اپنے مکانکو
نظر تے ہی بان انکو غش آیا
کہے تو ہو گیا پر یونکا سایا

بیان سے جھانک کر جانا نہ دیکھا
جو حالت غش کی دیکھی سو اوپر
لگا راگھو سے کہنے ہو کے مضطر
ہوا کیا قبلۂ عالم کا احوال
کہا اوسنے کہ جو تھا پان کھا تا
سو یہ غش انکو ہے گرمی سے آیا

کیا دو نا شراب عشق نے جوش
چلا دیوانخانے کو بہر حال
خرام ناز کا پر اوسکے پا مال
ہوا تشریف فرما وہ جوان بخت
پیادہ پا رتن بہر سعادت
چلا کتنے قدم از راہ خلت

دیا بس اوسکو مروارید کا ہار
بجا لاتا ہوا آداب وہ اور
قدم چندے چلا پھر رای چیتور
اسی صورت غرض کرتے رہا مات
کہ لے تجکو دیا یہ ملک اور مال
لے آیا اور تلک اوسکو بہر حال

کہا شہ نے کہ لایا اوسکو واں سے
عجب ہے پھر کے اب جاوے یہاں سے
کسی صورت یہ در ہووے بیرون
تو جانو کر گیا تاثیر افسون

دیا اپنا دوشالہ کی یہ تقریر
کہ بخشا ملک تجکو تا بہ کشمیر
وہ نادان سادہ لوحی سے ہوا شاد
عصا شہر سے نکلا قدم چند

تھے وان دستی غلاموں کے چھپائے
نکلتے ہی رتن کے گرد آئے
کیا شہ نے اشارہ اسکو کیا یاد
کہاں فرصت ہے کر لیویں گرفتار

رتن تو سادہ دل تنہا وہاں تھا
وہ سب شاہ کب اوسپر عیاں تھا
یہ سچ ہے جو عدو کو دوست جانے
لگے گا آخرش اکدن ٹھکانے

نہ سمجھا تھا غرض وہ صاحب اوج
کہ ہے بیرون در پوشیدہ اک فوج
وگرنہ یاں تلک وہ پا بپا دہ
نہ تنہا آنے کا کرتا ارادہ

وبال جان غرض وہ سادہ بین تھا
والا ہاتھ آتا کب رتن تھا
ہوا الفقصہ وہ جسوقت قیدی
اوسے جی سے ہوئی بس نا امیدی

کیا دربانوں نے دربند فی الحال
کہ فوج شہ نہ آوے اپنے دنبال
لیا دا فوج شاہی یاں گھس آوے
تو باقی ماندوں پر پھیر قہر لاوے

غرض لائے رتن کو قید کر کے
کہ جیون میا لاوے صید کر کے
اوسے لے بادشہ ایدھر کو آیا
ہوا وان قلعہ مین اک شور برپا

پدم نے یہ خبر جسوقت پائی
کہون ایک حالت اوسپہ آئی
گریبان پھاڑ منہ سے خاک ملتی
شرار غم سے مثل شمع جلتی

ہوا اعلی و ادنی یہ زبس غم
کہ سب دفتر ہوا اکیبار برہم
کہون کیا اونکا مین حال پریشان
کہ تھا چھوٹا بڑا حیران و ترسان

ادھر انسے نہ بن آئی کوئی بات
گیا ہاتھون سے راجہ دے انہیات
ادھر لے بادشہ راجہ رتن کو
چلا ہو شادمان اپنے وطن کو

یہ ہیبت شاہ کی دلمین سمائی
کہ فکر ان سے نہ مطلق کچھ بن آئی
کہون کیا شہ پس از قطع منازل
ہوا شادان غرض دہلی مین داخل

رتن کو در مکان چند در چند
اسیرونکی طرح رکھا نظر بند
رہا وہ بھی غرض بانا امیدی
بصد اندوہ حسرت ہو کے قیدی

ہوا وصل صنم سے اپنے یا پوس
سلے تھا رات دن وہ دست افسوس
کہون کیا تمسے مین اس رنج کی گفتار
یہ یا پوس وصال یار کو پھر پھر ستاتا ہے

جو گذرا قید مین راجہ کو یکسال
کہا اک روز شہ نے ہو کے بیحال

بھیجنا بادشاہ ایک عورت طرار کو چتور کیطرف جوگن کے بھیس مین اور یہ سب نہ ہاتھ آنے پدم کے پھر آنا اوسکا اپنے دیس مین



رتن کی قید سے مطلق نہ پایا | تب اوس نے اور یہ حیلہ اوٹھایا | کہ اک عورت بلائی خوب ہشیار
بسن چار دہ اور شکل مین حور | سراپا سے جھلکتا جوبن اور نور | کہا اوس سے کہ دونگا ملک اور مال
دلے کچھ مکر کر تو یا نسے جاوے | فریبونسے پدم کو لا ملاوے | دل و دیدہ کو ہووے چین و فرحت
وہ بولی اے شہ فرخندہ اخصال | رہے قایم یہ تیرا جاہ و اقبال | مجھے ہی یا دا ایسا مکر و تلبیس
غرض اس فن مین ہون ایسی دمینہ | اگر دیکھے کہ لا جا کر کوئی حور | اگر کہیے کہ لا جا کر کوئی حور
زبسکہ فن یہ از جادو گری ہے | پدم کا جا کے لانا کام کیا ہے | پدم کا جا کے لانا کام کیا ہے
فلک پر تو مین لاتی ہون اڑا کر | پدم کیا چیز وہ تو ہے زمین پر | سنا کر شاہ کو سب مکر اور فن
پہنکر سب لباس گھر بائی | سراپا شکل جوگن کی بنائی | وہ مندرکا کیے غارت ہوش
وہ حلقہ سر پہ جیسے مہ پہ ہالا | اور اک کاندھے پہ رکھی مرگ چھالا | بھبھوت اپنے وہ تھا منھ پر لگایا
ادھر اودھر وہ سر کے بال چھوڑے | غرض دینا دوں سے منھ کو موڑے | بانیصورت وہ دانائے زمانہ
پس از قطع منازل چند در چند | جہین چیتور مین آئی وہ خجستہ | ہوا سب شہر مین او سکا یہ شہرہ
نہین دیکھی کسینے ایسی جوگن | سراپا درد اور غم کی بر گن | پدم نے دھرم سالا تھی بنائی
کہ جو تازہ مسافر یا نیا ئے | مسافر خانہ مین آرام پائے | فقیر آوے تو وہ آرام پاوے
کوئی ایسا خرد ور ہاتھ آوے | کہ وہ تدبیر ملنے کی بتاوے | غرض جو وارد و صادر تھا آتا
وہان آئی وہ جوگن شیک شیطان | بظاہر یاد سے دنیا کی آزاد | مسافر خانہ مین آکر وہ پرفن
بچھا کر مرگ چھالا اک جگہ پر | دھیان اور گیان مین کہتی تھی ہر دم | خبر پہونچی پدم کو گھر نہین دم
تمھارے دھرم سالا مین ہی آئی | عجب ہے شکل کچھ اوسنے بنائی | بسن چار دہ رشک پری زاد
دھیان اور گیان مین وہ نازنین ہے | کوئی دم یاد سے خالی نہین ہے | نہین جھوٹا وہ اپنا فقر کرتی
جو اوٹھتی بیٹھتی وہ مہ لقا ہے | سہارے کو عصا یا دخدا ہے | دم اپنے کی ہی سارنگی بناتی
غرض جو چاہتی عشاق کو راز | لگاتی ہی اوسی پر دیسے آواز | سنے کوئی تو ایسا بولتی ہے
سنا رانی نے اوسکا حال سدم | تو بولی اوس سے وہ مجموعۂ غم | کہ ہان رہی کوئی جلد ایسی جا
اگر وہ درد دل سے آشنا ہے | تو میرے درد کی مشکل کشا ہے | جو پوچھون اوس سے پیچ اہ کی بات
سخن کوئی مجھے ایسا بتاوے | کہ جو یہ پردۂ دوری اوٹھاوے | پدم کے سامنے جوگن جب آئی
بٹھا کر اوسکو با اعزاز و اکرام | یہ پوچھا اوس سے پھر ہی نیک فرجام | تمھاری عمر چھوٹی اور بڑا دکھ
یہ صورت اے رتھاری نوجوانی | عبث کھوتی ہو اپنی نوجوانی | لیا کیسو اسلے یہ جوگ تمنے
کہان سے آئی اور جاتی کہان ہو | تھا ایسی کون بے جانمان ہو | اوٹھایا جس لیے رنج و صعوبات
تمھین جسکی طلب یہ جا بجا ہے | وہ کیا شے ہے تمھاری مات کیا ہے | کہا جوگن نے رو کر سن بے آرانی

نہایت زیرک و دانا و طرار
زمانے مین ہی جسکے تو خوشحال
جدا ہو ہجر کی دے یہ کلفت
کہ ہی شاگرد میرا جیہین ابلیس
تصور اوسمین نہو مجھسے بہ مقدور
نہ لاؤن تو میرا نام کیا ہے
بنج القصہ وہ مکار جوگن
دل عالم ہو جسکا حلقہ در گوش
کہ آئینہ کا جسنے ہوش اوڑایا
ہوئی چیتور کی جانب روانہ
کہ اک جوگن ہی آئی رشک زہرہ
کہ تا راجہ کی ہو مشکل کشائی
رتن کی کچھ رہائی کی دعا دے
پدم کو سرگذشت اپنی سناتا
جو بیٹھی جوگیا نہ مار آسن
کہ اک جوگن سراپا درد اور غم
سوا ہر دم کے اوسکو کچھ نہین یاد
ہر دم دل کو یاد حق سے بھرتی
اوسی اک تار کو ہر دم بجاتی
سخن مین لاکھون عقدے کھولتی ہے
کہان ہی او سکو ہاتھون ہاتھ لاؤ
کہے سمجھے وہ منزل اور مقامات
اور اپنی اوسنے وہ صورت دکھائی
کہو تم پر یہ ایسا کیا پڑا دکھ
اوٹھایا سر پہ کیون یہ روگ تمنے
حصول مدعا کی کیسے کچھ بات
کہون کیا تجھسے مین اپنی کہانی

بڑا قصہ ہے میرا اور بڑی بات
بتاؤن کیا تجھے میں غم کی اوقات

مجھے جو دیکھتی ہو سینہ پرخون
سو میں اک خاندان عمدہ کا ہون

تھی مجھ مین اور شوہر مین الفت
سو ہم رہتی تھی نت سرگرم صحبت

ہوئی مین عشق سے اوسکی گرفتار
پھر آخر کو حیا و ننگ سے جنگ

لٹا گھر بار بنکے شکل جوگن
طلب اوسکی مین نکلی ہون بروگن

گئی اوسکی طلب مین جا بجا مین
کسی جاگہ نہ دیکھا نہ سنا مین

اسی صورت سے اکدن سیر کرتی
غم شوہر مین روتی اور مرتی

ہزارون راج بنسی قید تھے واں
وہ زندانخانہ تھا اک چاہ کنعان

جہانتک تھی وہا پر قید منحوس
کیا احوال سب کا مینے مفہوم

ہوئی دریافت اوسکی جبکہ مشکل
تو اوسکے غم مین میرا ملگیا دل

یہ جسکے غم مین یان قیدی ہوا ہے
بھلا اوسکا تو دیکھون حال کیا ہے

سو تیرا دیکھنا تھا بس مجھے کام
چلی مین یا لئے کیجے آپ آرام

کہا اوسنے پدم نے اے بروگن
چلونگی مین بھی بنکر شکل جوگن

مجھے لیچل جہان ہے تو رتن سین
کہ اوس بن ہونگے مجھکو آرام و چین

کہ چلنے کی پدم نے کی جو تدبیر
مرے سحر و فسون نے کی ہے تاثیر

فرمنیدہ سمجھ جوگن کی باتین
سمجھکر اوسکی سحر آمیز گھاتین

اگر ہو بھیکھ لینا تمکو درکار
سدھارو لیکے اور لاؤنہ تکرار

چلو تشریف یان سے سدھارو
اسمین خیر ہو بس دم نہ مارو

کہا ئی انی نہ جوگن ہے یہ جوگن
یقین ہے یہ زن مکارہ پرفن

علاء الدین کی یہ بھیجی ہے آئی
جو اوسنے اپنی صورت یہ بنائی

یہ آیا کیا تمھاری فکر مین آج
کہ اپنا چھوڑ کر ملک اور راج

سمجھکر بار دیگر ہاتھ مین ہاتھ
نکل چلنا کسی مکار کے ساتھ

کرو ظاہر مین تم بیٹھی ہو میری
دلے موقوف دل پر ہے فقیری

فقیری چاہیے ہو آب گل مین
وہیان اپنا رکھو تم دل ہی لیمین

کدورت سے جو دل ہو صاف ایما
نظر آجاے دل ہی لیمین دلخواہ

کرے گر نفس کا فرمانروائی
نہو منزل تلک ہرگز رسائی

چلو گورا و بادل پاس رانی
کہوا وسنے یہ سب غم کی کہانی

مگر ناچار اتنا بولتی ہون
رہی تھی اپنے گھر مین خرم و شاد

سو عرصہ اک برس کا ہو چکا ہے
نہ کھانا مجھکو بھاتا ہے نہ پینا

جہانتک ہین ولایت اور مقامات
ورود اپنا ہوا دہلی مین جسدم

جدھر کو تھا وہ زندانخانہ شاہ
فقیرانہ جو دیکھی میری صورت

دیا اوسنے جواکر اجر تین ہے
یہ ٹھانی ہے نے پھر اب سیر کیجے

کہ جسکا عاشق ایسا ہو نہان ہے
اودھر جوگن تھی یون گرم گفتا

گرو تو بن مین داسی تیری ہونگی
ہوئی جو ہین پدم طیار رفتن

پدم کی تھین جو ہمراز ان محرم
کہا اوس سے کہ بس آگے نہ بولو

تمھارے مکر ہم سب جانتے ہین
نکلوا کر غرض جوگن کو فی الفور

تمھین یہ اشتعالات کیے رانی
تمیز و عقل سے تو بہرہ ور ہے

فریب و مکر پر لوگون کے چلنا
بظاہر بھیس لوگون کا بدلنا

فقیری ترک پوشش کا نہین نام
لباس نو سے کچھ حاصل نہین کام

یہ ظاہر نفس کا فرہے پھر آتا
نہین پھرنے سے کچھ مطلب برآتا

سمجھو آشنا بیگانہ کی بات
نہ دلپر آنے دو باطل خیالات

یہ عورت جو بشکل جوگیان ہے
فریب نفس امارہ عیان ہے

مگر ہر کوئی ایسا ہی ہاتھ آئے
وہان البتہ اوس سے راہ پائے

جواے رانی تم اونکی باتین جانو
یقین تو ہے کہ مطلب دل کا پاؤ

گرہ احوال غم کی کھولتی ہون
سوا عیش و عشرت کچھ نتھا یاد

کہ مجھسے میرا شوہر گم گیا ہے
ہوا دس برس مجھے دشوار جینا

جنھین کہتے ہین تیرتھ شہر دہات
رہی اوسکی تلاشی وان مین غم

گئی مین سیر کرتی وانپہ ناگاہ
ہر اک ذی کی بہت تعظیم و حرمت

غضب ہے اوسپہ کچھ رنج و محن ہے
اوسے چتور مین چل دیکھہ لیجے

ہے معشوق اوسکا کیونکہ خرسند
پدم تھا ادھر اک نالہ زار

ہونگی جوگن اور ملکر رہونگی
تو دلمین خوش ہوئی مکار جوگن

اونھین نے دیکھکر یہ حالت غم
زبان مکر و فسون پر لب کھولو

یہ لاحاصل ہے کب ہم مانتے ہین
پدم یون کہا ٹک کیجیے غور

کیا چاہے ہے جوگن اور دیوانی
تو اسکو دیکھہ سر تا پا ضرر ہے

نظر آجاے دل ہی لیمین دلخواہ
نہو منزل تلک ہرگز رسائی

کہوا وسنے یہ سب غم کی کہانی
چلو گورا و بادل پاس رانی

سنا سکھیو سے جوبن پدم نے کہا پھر اوس مریض درد و غم نے کہ اچھا کیجیے گورا سے تقریر
تماشا جرخ کی نیرنگیان دیکھو کہ کیا کیا گردشین ہین گورا و بادل ہمشیرہ زادہ رتن سین کا کرلاوے جا کے راجہ کو تدبیر
پلا ساقی شراب تیرنگانی دہلی مین جانا اور بزور تدبیر اوسکو چھڑا کر چتور مین پہونچانا چھٹا کر بار سے قیدی بنا کر پھر چھٹانا تا کہ
پلا کر جام مے بس شاد کردی کہ جس سے رنگ رو پر ہو بحالی
رتن قیدی رہا جو یان نہ چندے کہ ہون محبوس غم آزاد کردے
کہ وان درد رتن سی ہو کے بیتاب پدم نے ترک کی تھی سب جو دنیا و بال جان تھی اوسکو زندگانی اوسے آزاد کردون اور حزین
نہ تھا اوس غمزدی کو چین و آرام تڑپنا اور رونا اوسکا تھا کام رتن کے تھے چودہ ہمشیرزادے کہ تھی اوسپر بلاے ناگہانی
اونھونکا نام تھا گورا و بادل سپہ سالار منصف اور عادل کہا اونسے یہ جا یون ہی پدم نے سپاہی اور بڑے عالی اراکے
اسپر پنجہ درد و الم نے

یہ تصویر اوس جگہ کی ہے کہ گورا و بادل کا دہلی مین جانا اور رتن سین کو محبس سے چھوڑا کر چتور مین پہونچانا



کہ اے چشم چراغان رتن سین رتن بن کیسے نکر آتا ہے چین کہ جبکے تمسے ہون دو شیر بازو کرین دشمن کو سیر دام اوسکو
حرارت مردمی کی تم مین گر ہے تو اے فرزندو جا اوسکی خبر لو نہین گر تاب و طاقت تم مین نہانا تو میرے سر پہ رکھو اپنی دستار
جو میری اوڑھنی ہے سر پہ ڈالو نہ نکلو گھر سے اور خرچہ سنبھالو علاء الدین سے جا کر مین لڑونگی رتن کو لونگی یا مین جان دونگی
یہ پدماوت سی سنکر سخت گفتار ہوے خجلت زدہ دونون دو سردار لگے کہنے کہ اچھا ہم ہین جاتے بہر صورت مین راجہ جی کو لاتے
تسلی کر پدم کی قصہ کوتاہ چلے اک فوج لیکر جانب شاہ سپاہی سیکڑون جنگی بلا کر ہزارون سیانہ مین دو دو بٹھا کر
پدم کا ساتھ لیکر خاص چیدہ کہ جسکی ہیبت اقلیم کا موں بٹھا کر اوسمین آہنگر کو نہان دیے سنسی ہتورا اور سوہان
پدم کی رکھکے اوسمین خاص پوشاک فریب تازہ کرکے چست و چالاک چلے دہلی کیجانب بادل تنگ بظاہر صلح لیکن برے مین غیب
یہ شہرت دی سبھی شہر و نگر مین پدم راضی ہی آتی شہ کے گھر مین رتن سے ہاتھ اوٹھا کر بادل جان ہوا جاہی ہے شہ کے گھر مسلمان

باین شہرت جو ہندو تھا ملیچھ
ہزارون گرد دلے اوسکے باہم
خبر سلطان کو جلدی جا سنائی
مین کھڑا ور کا فرو نسی ہون گہرا ن
مجھے کہنا ہی جو کچھ کہہ سناؤن
یقین ایسا ہی شہ کو سنکے آیا
مری جانب سے بھی کہیو بصد شوق
ہوئی جو خود بخود ملنے کی تدبیر
رہو تا مین ترے محکوم فرمان
یہ سن شہ کا پیام از راہ اخلاص
کہ وہ ڈولے ہزارون جن عیار تیز
رتن چنڈول مین جسوقت آوے
ہم اونسے پھر لڑینگے یا مرینگے
گیا چنڈول مین جسوقت راجا
ولے اوسدم ہوا اوسپر ہویدا
شہنشہ کی غلامان ہوا خواہ
اودہر رنتھبور پر راجہ رتن کی
جو نکلی اوسکے پانو نسی وہ نرتھبور
کھڑا تھا جس طرف اسپ قدم باز
وہ گھوڑا تھا کہ باد صبحگاہی
رقیبونکو ہوئی ڈیوڑھی چپ دیر
بحکم شاہ اب کیجے نہ تاخیر
کہ ہر اک زور اور قوت مین رستم
خبر سلطان کو یہ ہونے نپائی
کوئی دم مین خبر یہ سنکے سلطان
چلو جب تک کہ وہ لڑنے نہیں آئے
علاء الدین دہر جو بے خبر تھا

اور اوسکا خاص و لاساتہ لائی
کہ ہین اسمین پرستاران ہمدم
کہ یہ باوت حضور مین ہی آئی
کرو تلقین طریق دین و ایمان
پھر آگر بندگی مین شہ کی آؤن
نہ پیراہن مین وہ پھولا سمایا
کہ بیحد ترے ملنے کا ہی بس ذوق
تو تیرے عشق نے شاید کی تدبیر
دم آخر تلک ممنون احسان
رتن کو لیگئے وان چند اشخاص
جنھون مین دو دو بیٹھے پہلوان تھے
تو پردہ پردہ تھوڑی دور جاکے
غرض جو کچھ بنے گا سو کرینگے
پدم کی جا پہ آہنگر کو پایا
کہ ہے میری سہائی اوسپہ پیدا
رتن کو لیکے آئے تھے جو ہمراہ
اسیر دام یعنی بے وطن کی
تو یون راجہ نے کی چلنے کی تدبیر
برون تقریر ہے جسکی تگ و تاز
ہوا وہم و گمان سا وانسی راہی
لگے کہنے رتن ہوتا نہین سیر
حضور ہمین کرو چلنے کی تدبیر
لگے لڑنے وہ اونسی ہو کے برہم
کہ یان آخر ہوئی انکی لڑائی
غضب سے آپ مثل مار پیچان
ہمارا دور تک لشکر نکلجائے
پدم کے شوق مین آشفتہ تر تھا

رکھی پوشاک تھی وسیمین معطر
باین صورت غرض وہ فوج مکار
دم عشق مقدس بس سے بھرتی
رتن کو کیجے رخصت تاکہ دو دم
غلامان وفا جو ساتھ آوین
کہا لیجاؤ جلدی سے رتن کو
ہدایت کی خدا نے تجھکو جانان
تری خاطر رتن کو ہمنے بھیجا
منور از قدم کن خانہ من
سو ان گورا و بادل نے تبر و تیر
پدم کا تھا جو وہ چنڈول پر زر
پھر آگے چڑھکے گھوڑے پر دو ون ہم
بہم سب مشورت کر کر مقرر
اگرچہ تھا رتن کو بھی یہ معلوم
فریبندہ گورا نے کیا ہے
رہے خیمہ کے ڈیوڑھی پر کھڑے وہ
شتاب آہنگرون نے لیکے سوہان
کہ وہ دو ٹکڑے جو رکھے تھے برابر
چیرہ اوسپر کی جو اونسے سخت ہمیز
کہ اسمین دو رتک پہونچا رتن سین
کہو کوئی یہ راجہ جی کو جاکے
یہ کہتے تھے کہ بس جمعہ سے یکبار
سیاہ شاہ کم تھی اور وہ بیش
جو گورا اور بادل نے یہ دیکھا
یقین ہی آئے آپ ہی تر بتر تنگ
یہ چل نکلا غرض سب مشورت کر
جسے سمجھا تھا گل سو خار نکلا

بھنور قربان ہوتے جسپہ آکر
فرد آئی لب دریا جو یکبار
پس آداب ہی یہ عرض کرتی
کچھ اوس سے ہمکو کہنا ہی کہین ہم
وہی جو لاوین لے ویسا ہی جاوین
دکھا دو جاکے اوس رشک چمن کو
جو تو ہونے کو آئی ہی مسلمان
جو کہنا ہے سو کہہ لے پھر چلی آ
بکن رشک چمن کا شانہ من
یہ کر رکھی تھی آگے سے ہی تدبیر
برابر اوسکے رکھیے ہو ملا کر
جو چوکیدار مین اونسی نہان ہو
مسلح ہو رہے لڑنے پہ یکسر
کہ آئی میرے ملنے کو وہ مغموم
علاء الدین کو یہ دھوکا دیا ہے
غرض سب چوبدار آسا اڑے وہ
قدم سیدھا اوسکے جلدی جلدی دھر کی وان
گیا تک و رتک وہ مین نکل کر
ہوا وہ اسپ کرکے جست و خیز
سوار باد پا صد رخت و چین
چلو جی سو رہے کیا گھر مین آکے
کئی سو اونکی نکلے ہو تیار
ہوے آخر گزیدان سب دلیران
کہ یہ تھوڑے تھے سو انکو تو مارا
تو ہمپر ہو گی اپنی زندگی تنگ
یہ نگ صید خائف رد قفا پر
بجاے گنج دولت مار نکلا

کہا لو گوپی او سکو جا کے فی الحال — کہ اے مخر جہان فی نیک اقبال
سُوہ جا تے ہین لینا ہی تو لیجے — سلامت اونکے تین جانے نہ دیجے
یہ فرمایا کہ ہو بیدار لشکر — کہان جاوینگے وہ مکار پسر
یہ کہہ اور ساتھ لیکر اپنی اک فوج — بجا ہی او سکو کیسے بحر کی موج
وہ جاتے تھے مظفر اور منصور — ظفر یابی سے اپنی سخت مغرور
دکھاتے اپنی سب شان و شکوہ کو — اوٹھاتے وہ جو جاتے تھے قدم کو
مسلح وہ تو تھے لڑنے پہ یکسر — نہ تھا مطلق اونھین منسے کچھہ ڈر
چلو تم لیکے راجہ کو شتابی — کہ رہنے مین ہی اسکے اخر ابی
سدھارو تم تو لے راجہ رتن کو — تسلی تا ہو اوس شنکھ چین کو
اگرچہ بھارتن کو ننگ آیا — تو یون گورا و بادل کو سنایا
یہ کی گورا نے سنکر عرض فی الحال — سلامت چاہیے صاحب کا اقبال
غرض کی مشورت یہ حسب دلخواہ — اودھر بادل کو کر راجہ نے ہمراہ
مقابل ہو گیا اوسکے یہ پھر کر — کہ اب لڑیے ہی نسی خوب گھر کر
ادھر اودھر سے پھر ہونے لگی جنگ — جسے ہو دیکھہ قتال فلک دنگ
صدا سے جنکی کیسا کیسے کہ یکسر — زمین سے آسمان تک کیا کہون یار
وہ بندو قونسے گولی کا نکلنا — ادھر اودھر سے ہونا مجروح مردم
غرض یون لڑتے لڑتے شام آئی — فلک جب شعبدہ بازی اپنی کر آتا ہی
پلا ساقی مجھے اک جام لبریز — کہ وہ شوریدہ سر بیحد کا پامال
نخوبی ہو کے شہر اپنے مین داخل — کہا سننے ہوا پھر جیتور آباد
بجا گھر گھر سبھون نے شادیانہ — کیے اوسپر تصدق لعل و گوہر
ہوا عالم کو حاصل راحت و چین — کہ پیدا ہوتا ہے مرنیکا پیغام
خیال و خواب ہی آنا رتن کا — دکھاتی تھی مقرر پھر جدائی
نہین دیکھی ہی شادی مرگ ایسی — کہ پیلپن مین پھر پھولا سمایا
اوٹھاتے تھے جو رنج و درد کے بار — وہ غافل سنکا دانت تیرے غم مین

بانبیسورت رتن کو لیگئے وہ — شکست فاش ہمکو دیگئے وہ
یہ سنتے ہی خبر وہ شاہ عالم — ہوا قہر و غضب سے سخت برہم
سنونے دونگا اونکے من کے جیتے — یہ ممکن ہے کہ جاوین بچ جیتے
چلا بس قہر سلطانی سے جوشان — کہ جیسے شیر بکری پر خروشان
کہ یہ بھی آئی پہونچے کیا سکت — گلستان عدو پر مثل صرصر
کہ شد راہ اونکے یہ ہوے آ — کیا پھر سلسلہ لڑنے کا برپا
کہا گورا نے بادل سے کہ بھائی — نہین بچنی نظر آتی لڑائی
مبادا فوج شاہی فتح پاوے — تو پھر راجہ یہان سے قید جاوے
یہان مین شاہ سے ہر طرح لڑنا — چلا آونگا ہنستا اور اوڑتا
مری غیرت نہین کرتی کہ جاؤن — قدم لڑنے سے میدانمین ہٹاؤن
چلو تم گھر کو ہم بھی تو نہین کم — کہ ہو لڑنے سے انکے کچھہ ہمین غم
تھی فوج شہ جو آئی بر سر جنگ — زبس جوشان خروشان تیز آہنگ
مقابل کر کے اپنا شہ سی لشکر — ہوا بس مستعد مرنے کے اوپر
ہزارون بہکلے تو اور رشتہ نال — دو جانب سے لگے جھٹنے کو فی الحال
ہوئے اہل جہان کے گنگ سب ہوش — اوڑے سر سے بزنگ طایران ہوش
کرک کر بان کا آتا وہ او سدم — گھٹا مین جسطرح بجلی کا عالم
برستا سیکڑون تیر و بکا ہر بار — دل عاشق پہ جون مژگان خونبار
ہزارون ہی غرض مجروح تن تھے — ہزارون مردہ ہو گور و کفن تھے

رتن سین کا دہلی سے چیتور مین آنا اور پدم سے حال دیوپال کا سنکر نہایت طیش کھانا

سمندر خامہ کی تا کر کے تسخیر — سناؤن رتن کا تازہ احوال
ہوا گھر مین پدم سے جا کے داخل — نئے سر سے غرض ہو خرم بشاد
کہ آیا خیر سے رائے زمانہ — سبھی خرد و کلان نے شاد ہو کر
نئے سر سے ہوا پیدا رتن مین — نہ سمجھی ہا لیکن تک وہ ناکام
سبب طرب ہر ہے یہ رنج و محن کا — یہ شادی ہی جو مثل سیل آئی
فلک نے دی رتن کو مرگ جیسی — کہ جسدم وہ پدم کے پاس آیا
پدم سے کہہ سنایا سب ماجرا اور — کہ یون مرتا رہا تیرے الم مین

نہ کھانا مجکو بھاتا تھا نہ پینا — تصور ترے ہر تا تھا جینا — خدا فی تیری صورت پھر کھائی — تن بیجان مین گویا جان آئی
نہ تھی امید ملنے کی تو مجکو — کھون تھا دلمین کیونکر دیکھون تجکو — اگرچہ حال تیرا بھی ہی مغموم — مرے دلپر ہے روشن اور معلوم
دیے کچھ کچھ تو کہ تو بھی بانی — کئی کس طرح تیری زندگانی — کہا اوسنے مین اپنی حالت زار — کرون کیا تیرے آگے آج اظہار
تجھے بھی ہی تو جہ خوب وشن — کہ جان تجھ بن وہان تھی ایسا پر — غرض تھا تیرے غم مین جان کھونا
جدائی مین تری بس ہر سحر شام — سوائے نالہ وزاری نہ تھا کام — نہ کھانا تھا نہ پینا اور نہ سونا
سدا مین آبشار آسا تھی نالان — برنگ گل تھا نت ٹکڑے گریبان — تصور مین ترے مین کیا کہون بس
غم دوری ہی تیری مین جگر خون — کھلا تھا غم مین تیرے باغ حسرت — کھلی تھین آنکھین جیون بن کبھی نہ تھا بس
مری حالت یہ دونون رحم کھاکر — ہوئی لاغر بسان بید مجنون — بسان لالہ تھی با داغ حسرت
کہ تم قیدی ہوے اودھر ہو اِدھر تم — قدم گورا وبادل کے ہین چون مون — کہ بس ممنون اونکی مین بدل ہون
اوسی اندوہ مین اکدن مین ناکام — تمھین لائی بہر صورت یہ جاکر — فلک کے دکھہ زدون پر یک جفا یہ
نظر اوسکی پڑی مجھپر یکایک — رہی مین خاک بر سر زار و نالان — بسان سنبل و گلشن پریشان
گیا دن وہ اور آیا دوسرا روز — کوئی راجہ اودھر کے نام دیو پال — چلا جاتا تھا با صد جاہ و اجلال
بصد شوق اور بلا وسواس بھیجی — یہ دیکھا اوسنے ایک عورت عجب مہر — بد اقبال اور جوان دل نیک تقریر
نہین آنیکا اب جیتا رتن سین — تو ناحق روز و شب غمسے ہی غمگین — عبث کھوتی ہی اپنی زندگانی
ترا یہ حسن اور یہ صفا صورت — غضب ہی پستہ ہو نگی لکدوت — نہین ہوتا بدل پر زندگی کا
ملاقات رتن پر تو نہ کھہ دل — بدل عاشق ہون تیرا جنسے ل — عبث غمگین ہی جی ہی تو جہان سے
جوان ہون خوبصورت صاحب فوج — رتن سے بھی زیادہ تر مجھے اوج — رتن کو فخر ہے میری غلامی
کوئی چیتا نہین واسے پھرائے — وہ زندانخانہ گھر اک موت کا ہے — اوسی ہوتی ہی جان سے نا امیدی
منور ساز از خود خانہ من — نگین رشک چمن کا شانہ من — زبان پر بھی نہ لاذکر رتن کو
غرض دیو پال کا پیغام وہان — لگی کہنے جو با تقریر روشن — تصور مین نہ کرنا تا بہ مقدور
لیے دل پر ہزاران درد و حسرت — جہانکی تھی گئی وانکو وہ مایوس — کہے ایسی نہ باتین پھر دوبارا
کہ یہ بات سمجھکر مجھکو ناکام — مین اس آتش سے بھنتی اور جلتی — سراپا سوز سے جون شمع جلتی
کہا گورا وبادل سے یہ جاکر — کیا دیو پال نے یہ آج پیغام — خدا نا خواستہ ہو جاے کیا ڈھنگ
نہین کرتے جو تم مجھپر احسان — کہ اپنا حال اور غیرت دلاکر — نہین تو مجکو لے جاؤ وہانتک
پھر آگے جو ہوا مجکو ہی معلوم — ہوئی جاتی ہون نواب مین مسلسل — گئے اک لمحہ تا زہ جان بناکر
جب گورا بھی خیرت سے آوے — کہ مین مدت سے اسطرح مغموم — مین وقتی تھی سو آ مجھکو ہنسایا
خدا آفت سے اوسکو بھی بچاوے — تم آئے خیر سے بادل بھی آیا — خدا آفت سے اوسکو بھی بچاوے

کشتہ ہونا دیو پال کا رتن سین کے ہاتھ سے جنگ و جدال مین اور خود زخمی ہوکر پھر آنا رتن سین کا اپنے مشکوہی اقبال مین



کہون کیا چرخ ناہنجار معشوق و عاشق مین — جلائی ڈالکر آتش مین ہجر انکی جلاتا ہے
رتن ڈسنے یہ دیوپال کا حال — سراپا قہر کی آتش سی ہو لال
نہ ماردن اوسکو مین جبتک کہ نام — تری بستر پہ لون اکدم نہ آرام
پدم نے اوسکو سمجھایا بہت سا — ولے وہ غیظ و غضب مطلق نہ سمجھا
ہوئی صبح قیامت جب نمودار — ہوا لیار بہر جنگ و پیکار
مصمم ہو سر خونریزی و جنگ — چلایا تنسے وہ رعد برق آہنگ
اوتر کر وہ بھی فوراً از سر تخت — یہ بولا خیر ہے سنگ آمد و سخت
چلین یہ تار مردان نمک خوار — کرین دامان صحرا خونسی گلزار
ادھر یہ اور اودھر وہ صف جنگ — ہوئی دونون مقابل بر سر جنگ
دو جانب سی نقیبان سرفراز — نکلکر بولے ایمردان جانباز
بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے — کہ پاؤ آفرین سارے جہان سے
تمھارا جگ مین ہو نام نکوئی — کرو امید انمین اپنی سرخروئی
تو اپنے اپنے سردارونکے منہ پر — نظر کرنے لگے دونون وہ لشکر
کہ اسمین فوج کو دیوپال نے تمام — کیا راجہ رتن سی پہلے پیغام
تمھاری اور ہماری ہی یہی جنگ — کہ خون یکدیگر سی ہو مین گلرنگ
اگرچہ طنطنہ ہے مردی کا — تو تنہا سامنے میدان کے آجا
مدد کا فوج کی اوس دلکو غم ہو — جو زور و مردمی مین آپ کم ہو
نکل آیا غرض کہکر یہ پرجوش — سلاح جنگ سب زیب و دوش

پلا ساقی شراب تند اور تیز — کہ چھیڑون یا نسی قصہ درغ و نیز
پدم سی یون کہا اے نازپرور — قسم تیرے ہی سر کی مجکو دلبر
سحر دم مین ہمون لوگ مروہ طالع ازمان — کرین میدان انکو اوسکی خونسی گلگون
اسی آتش سی ساری رات جلتا — رہا قہر و غضب سے ہاتھ ملتا
لیے ہمراہ اپنے لشکر و فوج — کہے تو قلزم ہستی کی ہی موج
کسینے جاکے اوسکو بھی سنایا — کہ لو ہمتے رتن لڑنے کو آیا
ارادہ جنگ پر تو تھا نہ اپنا — اگر مرضی رتن کی ہی تو اچھا
غرض سامان جنگ آراستہ کر — مسلح ہو کے نکلا یہ بھی ایدھر
صفین دونون ہوئین آراستہ جب — کہ لڑنیکے سوا بنتی نہین اب
دم تیغ آج یان لقمہ چشک ہے — نکلکر کھائی تو شرط نمک ہے
کرو ابتیغ خون آشام روشن — کہ ہو جسسے تمھارا نام روشن
وہ کرکے ڈھاریون نے جو سنائی — جوانون کے لہو نے جوش کھائی
اشارہ ہم جونکا بردکا پاون — تو پھر اکدم مین قتل عام کرین
مدد سے فوج کی ہو دست بردار — ہم اور تم کرین دونون جنگ پیکار
خدا دے فتح جسکو سو تو پاوے — ہوس ولیمن و لیکن رہ نجاوے
کہا سنکر رتن نے اوسسے کیا خوب — بدل یہ بات ہمکو بھی ہی مرغوب
لڑون تنہا جو رستم سا جوان ہو — سو تم کیا ایک زال ناتوان ہو
صف مردان سی وہ گھوڑا کودا کر — ہوا قایم مقابل ہو سکے اکر

غرض چھیڑا اپنے اپنے رخش بازی
بہم کرنے لگے وہ نیزہ بازی
سنان تمرگان جانا سے نمودار

وہ گھوڑے باد پا گویا چھلاوہ
وہ کرتا نیزہ بازی دیکھ کاوا
نکل جانا وہ گھوڑا یکو دبا کر

لگانا آکے حربہ کا بصد کد
وہ کرنا دو سر کے سید ھو کورد
کسے تو تھی ترنج نیزہ بازان

نہ آیا کام کچھ تیغ و تبر تک
نظر مردم کی اونکے فن پہ قربان
لگا راجہ رتن کے دلپہ کاری

سنان دلپر رہی اوسکی یہ گھسکر
کہ زخم نیزہ یا این ہو شیاری
کمال زور سے نیزہ اوٹھا کر

کیا دیوپال نے سینہ پہ اک وار
وہ حربہ کیا تھا پیغام اجل تھا
کہ نیزہ اوپکی چھاتی سے ہوا پار

رتن سین کا پیمانہ عمر لبریز ہونا اور ناگمت اور پدم کاستی نبکر جان کھونا

کیا دنیا ہی جون پروانہ گرد شمع عشق عارض
سنان کے ساتھی نکلا دم اوسکا
سرا پا شمع سان عشق کو بھی بھر جلا ڈالا
پلا ساقی مجھے اب آخری جام
کرنا کا مان غم کا ہو چکا کام
دوبارہ جو کہ آتش پر پھینکی ہو
پدم اور ناگمت کا سوز جانی
کروں تقریر یا آتش زبانی
بدن زخمی سنان سے سخت بیمین
کیا گرچہ حریف اپنے کو مردہ
ولیکن آپ بھی جیون کل فشردہ
کیے جیب و گریبان سب نے پارہ
ہوئی تھی آنکی شادی جو گہر کی
سو عالم پر وہ شادی مرگ بھری
لکھے کیا ماجرا اونکے الم کا
کہ دیکھا جسگھڑی زخمی رتن کو
کیا صد چاک اپنے پیرہن کو
بنایا ماتمی سب اپنا احوال
وہ گھر تھا یا کہ اک ماتم سرا تھا
کہ ہر سو آہ و نالہ ہو رہا تھا
پریشان حال ٹکرے پیرہن کے
کوئی جراح کو جلدی بلا کر
دعائین مانگتا نانکے لگا کر

یہ تصویر اوسجگہ کی ہی کہ راجہ رتن سین کا پیمانہ عمر لبریز ہونا اور ناگمت اور پدم کاستی نبکر جان کھونا



اتنی اسکے جی کی خبر کیجو
ہمین داغ الم اسکا نہ بجھتا
کلیجا پکڑے ادھر اوسکی ماں دوڑی
جہانتک اوسکے خویش و اقربا تھے
سبھی وا ہم الم مین متبلا تھے
بلاوا اور دعائین گرم پڑھنا
رتن پھر دیکھ اپنی حالت زار
کہا اوس نے کہ اے یاران عجم
ہر اک تدبیر مین ہر سو دوان ہوا
من جینے کا نہین یارو گمان ہو

کوئی دم کا مسافر ہین یہان ہوکر — عدم کے سمت پھر آگے روان ہوکر
پدم اور ناگمت کے تئین بلاکر — بہت سا رو رو اور چھاتی لگاکر
جو کچھ مینے کہا ہو یا سنا ہو — مجھے اے ہمدمو سب بخش دیجو
کہا دونون نے سر پر مار کر ہاتھ — کہ ہم بھی ہین کنوری آپکے ساتھ
اگر جیتے رہینگے دونون ناکام — تو پھر ہنس ہنس کینگے خاص و عام
نہین کوئی کسیکے کام آتا — کہین ہین سچ ہے جیتے جی کا ناتا
جلا یا اوسکو یا حال غم اندوز — جلی کوئی نہ اوسکے ساتھ اوس روز
یہ باتین اور اوسکی جانکنی تھی — وہ مرنا اور اوسپر آبنی تھی
زبس مشتاق تھا روح پدم کا — نکلنا بھی ہوا آنکھو سے دم کا
گیا جیون گل گریبان چاک پر چاک — نسیم آسا اڑائی سر بسر خاک
برنگ گل تھا اوسکا ہنسنا جوش — ہوا نیلا کہ جیسے رنگ سوسن
اودھر دامن تلک ٹکڑے گریبان — پریشان شکل سنبل ہوگئی سب
ہوئی تھی ناگمت جوبن مین بیوہ — کھلین حیرت مین آنکھین مثل نرگس
غرض آہ و فغان ہر سمت کو تھی — اودھر فریاد اوسکے خاک بر سر
خبر مطلق کسی کو نہ کسی کی — کوئی سر پیٹتا پھرتا تھا روتا
کوئی حیران کھڑا تھا نقش دیوار — اوڑائی رو رو آخر خاک بر فرق
کہ سب اعلے و ادنے اٹھے سیہ پوش — غرض خانہ بخانہ شیون و شین
کہ دفتر ہوگیا اے وای ماتم — ہوئی اوسکے جلانے کی جو تدبیر
جو ہو اسباب لازم کرکے تیار — جلانے کو اوسے جب چلے سب
کہا ہم بھی چلینگے اسکے ہمراہ — ہمارا ہاتھ ہین راجہ کے تھا ہاتھ
ہمین بھی ساتھ اسکے جلاؤ — پدم اور ناگمت نے جب یہ ٹھانی
نہایت زیرک دانا خردمند — اونھون نے اونکو سمجھایا بہت سا
موے کا ساتھ جیتا کب ہے کرتا — جہان کا ہے یہی دستور قائم
کہ جاوینگے اسی رہ سب پس و پیش — یہ تھی تقدیر مرجانے و رتن سین
وے تقدیر سے کسکا ہے بچا — وہ وارث اور تمہارا تاج سر تھا
تمہارے قرۃ العین جگر بند — ہوئی ہے خیر سے اونکو جوانی
رہو تم دیکھکر انکو سدا شاد — غرض سن اس نصیحت کو وہ رتن کے
رتن بن ہمکو جینا ہے دشوار — رتن کے ساتھ ہی گھر ہے چلینگے
مقرر و لیہ جلنے کی ہی ٹھانی — ستی کا جو کہ ہو اسباب درکار

جو کچھ کہنا تھا سبکو کہہ سنایا — کیا آخر اونھون نے لاکے تیار
ہوئی تو زیب مجھے سخت ناحق — خلق در دل فغان و آہ بر لب
خدا تمکو سدا رکھے پر آباد — نہین ممکن کہ پھوٹین آج ہم ساتھ
جلوگی تم تو پہلے ہم جلینگے — نہین منظور ہمکو زندگانی
نہ اِنکو غم کسی کا نے سیا ہے — کہ جلنا تمکو مطلق ہے نہ اچھا
شبانہ سیج پر پھولون کے سوئی — کہ اک جانا ہے اک رہنا ہے قائم
جیئن تم بن سو یہ ہونا نہین ہے — رہو ہم اوسکے غم مین سخت بیچین
سو ملک عدم حسرت سے لی راہ — یہ تھی تقدیر مرجانے و رتن سین
ہوا کیا حال اوس رشک چمن کا — وہ رتن کے ساتھ ہی گھر سب بسا تھا
در و دیوار سے سر دے دے مارا — جلے گا وہ تو پہلے ہم جلینگے
جمی گرد یتیمی اونکے منہ پر — کیا آخر اونھون نے لاکے تیار
بچھاڑین کھاکے کوئی جان کھوتا — ستی کا جو کہ ہو اسباب درکار

سنگار اپنا کیا دونون نے باہم
نئے سر سے بنی دولھن وہ پر غم

سراپا اپنا زیور سب پہنکر
لباس نوعروسی زیب تن کر

بسا کر عطر سے اپنے بدن کو
دو چندان رشک جس سے ہو چمن کو

مسی مل پان کھا سہرا بندھا کے
فلک کو دیکھا لوگون کو دکھا کے

لگی کہنے کہ راجہ حسب دلخواہ
ہمین جسطرح سے لایا تھا یاں بیاہ

اوسی عالم سے ہونگے ساتھ سونکے
اوسی صورت سے پھیرے دینگے ہم سات

سو ہم بھی بالباس نوعروسان
سو پھیری آج ہم دینگے گن گن

ازل سے تھی ہماری گانٹھ جوڑی
کہ عاشق جن پہ ہو ساری خدائی

سو کیونکر ہم سے اچھونگی توڑی
جو کہنا تھا غرض سب کہسکو سا کے

درو دیوار سے تھا نالہ زار
محبت دل سے دینا کی اٹھا کے

کہ جس سے خلق کو رنج و محن تھا
چلین بازی کنان تا بوت کے پہنچے

دولھن دولھا کی ہو جیسے سواری
یہ دیکھا ادنی و اعلے ہا تھہ ملتے

کئے پھیری اونھون نے ران گیا کار
پریشان حال سر پر ڈالتے خاک

سراور تن گئے زانو پر وہ باہم
جہان وہ چوب صندل کا تھا انبار

شرارتم سے باصد جان بریان
چڑھا کر سر کے اوپر پان اور پھول

ہوئی بالائے سر جون سرکش
کہ پھیری دیکے فاضل جان بھی دی

جلین اوسپر جیون پر دانہ پر جون
کہ جیسے ہو کہین ہولی جلائی

محبت اور عشق اپنا بنا ہا
کہ تھا وہ برق خرمن کا تماشا

رتن کا نور عین و راحت و چین
جلین الفصہ دونون آخر کار

کہا تجکو مبارک تخت اور تاج
گھر انکو اپنے آئے آہ برلب

کنول کا اوسکے تین نانب بنایا
کیا ملکر دہان کا کار فرما

ہوئے یکدل جو باہم دونون بھائی
دعا خیر دی پیر و جوان نے

بھری کشور مین دونو نکی دوہائی
اونھون نے بھی ہم الفت ہی رکھی

رہی باقی رتن کی یادگاری
کئے نگ اور کیون نے کام جاری

گورا پر فتح پاکے علاء الدین کا چتور مین آنا اور پدم ونا گمت کے حال پر نہایت افسوس کرنا اور آنسو بہانا



کہون کیا عشق کی نیرنگیان ہمدم
جلا کر شمع پروانہ کو کیا کیا دیتا ہے
کہا

حمار شب کو اب مین تو رُتا ہون
مے دنیا سے الفت چھوڑتا ہون
سنا تو نے رتن کا کب یہ احوال
کیا دنیا سے کیا حسرت کا پالا

علاء الدین کا سن اب تو احوال
کہ وہ لڑتا ہوا منزل بمنزل
کہ وہ شور ہوس در سر فتادہ
ہوا اسکا سلامت یا نفس جانا
چلا آتا تھا غار عشق در دل

کہ اب تو شام ہے ہوئے سحر جب
ہے پھر مشکل وہان سے ہاتھ آنا
خبر ہمنے یہ ہے تحقیق پائی
لڑو اسطرح اس سے ٹوٹ کر سب
رتن سے ہے وہان ہوتی لڑائی

علاء الدین سے سنکر یہ مزعوب
کہا سب فوج نے اچھا بہت خوب
جو سر گورا کا ہم جا کر نہ لاوین
تو دہنے ہاتھ سے کھانا نہ کھاوین

غرض وہ رات گذری صبح آئی
بھنی گورا سے اور شہ سے لڑائی
نقیبون نے صدا اپنی سنائی
جوانون کے تئین چٹیک دلائی
بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے
جو پاؤ آفرین ساری جہان سے

صدا کر کے کمان اور پھینک کر تیر
چلے دونون طرف سے کھینچ شمشیر
جو کچھ ہوآج ہی ہو وے شتابی
اوٹھاوے کون ہر دن کی خرابی
لگے چلنے وہان تلوار کے وار
بہی دریا سے خونکی ہر طرف دھار

گیا گورا بھی مارا ساتھ سب فوج
ہوئے دریائے خونی بر سر موج
ہزارون بندگان بادشاہی
شہید ہو کر ہوے جنت کو راہی

نواح شہر مین داخل ہوا جب
سنا یکبارگی وہ ماجرا سب
چلایا آج اوسکو دے ہیہات
پدم اور نا گمت بھی چلیس ساتھ
ہوا جب آس سے دل کی وہ مایوس
فلک کو دیکھ بولا حیف افسوس

ہزارون آہ کرتا بادل چاک
گیا جسدم جہان اونکی تھی وہ خاک
یہ بولا آہ پھر با جان غمناک
کہ ہے آخر یہ سر سبز خاک
ہوا یان کب کیسکا کام پورا
کہ ہے یہ کام دنیا سب ادھورا

بخیر اسکا نہین از بس کہ انجام
کہ ہے اسکی سحر بھی بد تر از شام
خیال و خواب افسانہ ہی پایا
بسکا رسمین دیا دیکھا تماشا

چلا حسرت زدہ سو کنون سے
علاء الدین ہو کر سخت بی چین

غرض آیا تو وہ منزل بمنزل
ہوے کار جہان سے سخت بیدل
کیے اپنے سے بس در گریبان

فراغ الفت دنیا بجا کے
غرض شہادہ حق ہو لگا کے
ہوا دلبر غم اوسکے نہ کچھ بچ

سنی تمنے عزیزو یہ کہانی
خاتمہ ندرت نگار کا خاتمہ کتاب پر
جلا دہلی کیا سب زار و گریان

بس آگے کیا لکھے قصہ تمام ہو چکا عشرت
آنا اور تاریخ تکمیل تحریر پانا
جو سمجھا غیر حق ہے اور سب ہیچ

کدھر ہے ساقی فرخندہ فرجام
بھلا اک آخری بھی اور دو دعا
کہ نقصہ مین رتن کا اور پدم کا

بحوبی کر چکا تسہیر یہ سارا
کہ تا ہو سبکے اوپر آشکارا
کہی یہ مثنوی مینے جو ای یار

نے خاطر تھی مجھکو مولوی کی
سو مینے اونکی اے یار و خوشی کی
جنھونکا نام ہیگا قدرت اللہ

بزرگ اور رنگ فضلت پار سا ہین
شریعت اور طریقت آشنا ہین
کہون کیا اونکی مین کسب کمالات

اونھونکو شعر کے فن سے ہی بس ذوق
نہایت اہل ذوق و مہب شوق
مجھے اونسے ہی بس اک ربط خاص

اونھون نے مسکہ بخشا مجھکو یہ کام
کہ بس قصہ کو عشرت کر تو اتمام
سوا جسوقت مجھکو شوق رہبر

لکھی یہ داستان عشق ساری
کہ ہے دنیا مین اس سے یادگاری
یہ کہکر دیتے ہین اب خامہ جو کی غور

کیا دل نے اسے دیکھے جو شاعر
تمت

تاریخ طبع از شاعر عدیم المثال منشی بھگوان دیال صاحب عاقل اسجنٹ مطبع ہذا

پدماوت از نوال خدا طبع خوب شد
گردآمدند از ہمہ اطراف شائقین

عاقل چہ طرفہ سال مسیحی رقم نمود
زیبا کلام عبرت و عشرت عجب بین

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد والمنۃ کہ ان ایام عشرت فرجام مین کتاب لاجواب سراپا جادو پدماوت اُردو
مع تصویرات مصنفہ میر ضیاء الدین عبرت اور غلام علی عشرت مطبع
منشی نولکشور واقع کان پور مین بسرپرستی عالیجناب معلی القاب
منشی پراگ نرائن صاحب بھارگو مالک
مطبع وام اقبالہ بماہ مارچ سنہ ۱۹۰۱ ع
بار پنجم طبع ہوئی

مجموعہ۔ قاصد نامہ و قصہ شاہ روم۔ وغیرہ گیارہ قصہ
۱۔ قصۂ شاہ روم۔ ۲۔ قاصد نامہ۔ ۳۔ ہنس نامہ۔
۴۔ رنگین نامہ۔ ۵۔ آٹا دال نامہ۔ ۶۔ گرہ بند نظیر۔
۷۔ پیسے نامہ۔ ۸۔ کوڑی نامہ۔ ۹۔ بنجارے نامہ
۱۰۔ جوگن نامہ۔ ۱۱۔ روٹی نامہ۔

سراپائے تصویر غم۔ نظم و نثر میں سراپا کا بیان ہے
تصنیف اشرف علی تخلص مست۔

باغ عاشق۔ قصہ گل و صنوبر مصنفۂ پنڈت کنہیا لال

سکندر نامہ۔ بری و بحری اُردو ترجمہ نظم سکندر نامہ
نظامی از خوش فکری سخنور کامل مولوی غلام حیدر گوپاموی
ضلع ہردوئی۔

داستان عبرت افزا۔

سراپائے پیری۔

بکٹ کہانی۔ تصنیف مولوی الٰہی بخش بطور بارہ ماسہ

کتب قصہ جات نثر اُردو

الف لیلہ۔ اُردو باتصویر مترجمہ مولوی محمد حامد علیخان صاحب حامد متوطن

ایضاً۔ اُردو باتصویر مترجمہ جناب مولوی صاحب ممدوح الصدر۔

فسانہ عجائب۔ باتصویر مؤلفہ مرزا رجب علی بیگ سرور۔

ایضاً۔ بغیر تصویر۔

شروش سخن۔ بجواب فسانۂ عجائب مصنفہ سید فخر الدین حسین صاحب مودود

طلسم حیرت۔ برنگ فسانۂ عجائب منشی جعفر علی شیون۔

باغ و بہار۔ یعنی قصۂ چار درویش مؤلفہ میر امن دہلوی۔

طلسم فصاحت۔ مصنفۂ مولوی محمد حسین جاہ۔

سہیل یمن۔ مصنفۂ مولوی رفیع الدین وکیل۔

وقائع راجکمار۔ مصنفۂ کنور جگت سنگھ صاحب خلف
مہاراجہ مان سنگھ۔

بیتی بہادری۔ ترجمہ راجہ شیو پرشاد
ستارۂ ہند۔

داستان امیر حمزہ باتصویرات بنظر ثانی حافظ محمد عبداللہ
بلگرامی چھپی۔

نوطرز مرصع۔ قصہ چار درویش بعبارت مسجع مؤلفہ
منشی محمد عوض زرین۔

بستان حکمت۔ اُردو ترجمہ انوار سہیلی کا مؤلفہ
فقیر محمد خان گویا۔

قصۂ سیاہ پوش۔ مؤلفہ عنایت اللہ خان قیس۔

فسانۂ معقول۔ مصنفۂ سید غلام حیدر خان بہادر
اکسٹرا اسسٹنٹ کھیری

قصۂ سورج پور۔ ایک زمیندار کا فسانہ مؤلفہ چرونجی لال۔

آئینۂ عقول۔ یعنے قصہ قاسم و ہاشم و روح افزا و جبہ
خلیفہ بغداد مرتبہ سید غلام حیدر خان اکسٹرا اسسٹنٹ کھیری۔

جادۂ تسخیر۔ نادر عبارت مسجع مصنفۂ جناب نواب
محمد حیدر علی خان بہادر۔

نورتن۔ مصنفۂ میان محمد بخش تخلص مہجور۔

قصۂ اگر گل۔ و مؤلفۂ عاصی تخلص

سیر مقبول۔ نادر عبارت مصنفہ سید غلام حیدر خان بہادر
اکسٹرا اسسٹنٹ کشمر۔

قصۂ گوپی چند بھرتری۔

سنگاسن بتیسی۔ قصہ راجہ بھوج باتصویرات۔

پیتال پچیسی۔ قصہ راجہ بکرم مع تصویرات ہی۔

گل بکاؤلی۔ مؤلفہ نہال چند شاہجہان آبادی۔

طوطا کہانی۔ تصنیف سید حیدر بخش۔

قصہ گل و صنوبر۔ مؤلفہ منشی پیم چند۔

طوطی نامہ۔ مع قصۂ ابراہیم ادہم مؤلفہ شاہ غلام حیدر۔

کتب قصص نظم و نثر درسی فارسی

خسرو نامہ۔ یعنے مثنوی خسرو گل بہت نادر مثنوی ہے
گو بظاہر ایک فسانہ شاہان ہے مگر بباطن حقیقت روح و جان

اعلان ہی از جلوہ طبع عرفان پسند حضرت مولانا شیخ فریدالدین عطار۔

مثنوی مخزن اسرار۔ مصنفہ مولانا نظامی گنجوی۔

مثنوی لیلی مجنون۔ مصنفہ " "

مثنوی خسرو شیرین۔ " " "

مثنوی ہفت پیکر۔ " " "

سکندر نامہ برہی کلان۔ مشہور درسی کتاب قصبہ ملگرامی

سکندر نامہ دارا مصنفہ مولانا نظامی گنجوی۔

ایضاً۔ " " خرد

ایضاً۔ جلی قلم مانند قلم متوسط قطعہ نہایت خوشخط مجلد مع جزو سکندر نامہ بحری۔

شرح سکندر نامہ برّی۔ موسوم بہ منتخب الشروح مشہور بشرح علمای کلکتہ بہت نادر شرح ہی جو بموجب حکم صاحبان کونسل کلکتہ شروع کثیرہ سے باتفاق آرای ارباب علم مرتب ہوئی تالیف مولوی بدر علی عظیم آبادی و مولوی سید حسین علی جونپوری۔

ایضاً۔ مصنفہ محمد نصیر الدین شاہ امیر سلطان سفیانی۔

ایضاً مشہور بشرح گلوئی دیار پنجاب مین بہت رائج ہی مصنفہ محمد گلوئی۔

مثنوی تحفۃ الاحرار۔ مصنفہ عبدالرحمن جامی۔

مثنوی یوسف زلیخا۔ مصنفہ "

ایضاً۔ سہ مصرعہ بغیر ٹیل۔ "

ایضاً۔ " مع ٹیل۔

شرح یوسف زلیخا جامی۔ مصنفہ مولوی محمد شاہ۔

مثنوی۔ یوسف زلیخا ناظم ہروی۔ بجواب یوسف زلیخا جامی

مثنوی۔ یوسف زلیخا فردوسی۔ چو مصرعہ۔

مثنوی لیلی مجنون۔ ملا ہاتفی۔

مثنوی لیلی مجنون۔ خسرو

مثنوی ہشت بہشت۔ خسرو دہلوی۔

مثنوی تحفۃ العراقین۔ مخشی بڑی عمدہ مثنوی ہی فصاحت و بلاغت سے بھری ہے مصنفہ حضرت افضل الدین خاقانی شروانی۔

ظفر نامہ ملا ہاتفی۔ اسمین بادشاہ تیمور کی فتوحات ملک گیری کا حال مثل سکندر نامہ نظم پاکیزہ مین ہی۔

مثنوی سبنلستان۔ بہ تتبع بوستان سعدی ہی مصنفہ منشی ہرگوپال تفتہ۔

مثنوی نلدمن۔ مصنفہ ملا فیضی فیاضی

مثنوی شیرین خسرو۔ ملا آصفی مصنفہ نواب آصفجاہ۔

مثنوی نیرنگ عشق۔ معروف بہ مثنوی غنیمت مصنفہ مولانا غنیمت۔

مثنوی نشتر غم۔ مصنفہ مولوی محمد مقیم سہارنپوری۔

مثنوی نالہ منظور۔ مصنفہ مولوی منظور احمد۔

مثنوی شکرستان خیال۔ مع رسالہ خوان نعمت

مثنوی زلالی۔ مصنفہ ابوالحسن تخلص زلالی۔

مثنوی دلی رام۔ معروف بہ چشمہ عرفان۔

مثنوی زاد المسافرین۔ مصنفہ ملا حسین واعظ۔

مجموعہ نوادر نظم۔ یعنے مجموعہ ہشت مثنوی از کلام اساتذہ شعرای متقدمین

۱۔ مثنوی۔ در صفت بنگالہ۔

۲۔ مثنوی۔ معراج الخیال از کلام تجلی۔

۳۔ مثنوی۔ قضا و قدر۔ از طالب املی۔

۴۔ ایضاً۔ دیگر۔

۵۔ مثنوی قضا و قدر و مثنوی زرمیہ۔ از میرزا صائب

۷۔ مثنوی قضا و قدر و مثنوی۔ در صفت علم از سلیم

شبستان عشرت۔ معروف بہ عجیب القصص۔

نادر فسانہ بعبارت رنگین مانند بہار دانش مصنفہ منشی بخت سنگھ صاحب۔